

# چکر کی تہ

اشتیاقي احمد



## نہ بھیجیں

"السلام علیکم! بہشید..... صدر بات کر رہا ہوں۔"۔  
"فرمائیے سر۔"

"بھی وہ میرے ایک دوست ہیں..... اجرام خیری"۔  
"جی..... کیا فرمایا..... اجرام خیری؟" انہوں نے جیان ہو کر کہا۔  
"ہاں! یہی نام ہے..... اجرام خیری..... ہاں تو انہیں محمود، فاروق اور  
فرزانہ کی کوئی ضرورت ہے۔"  
"آپ کا مطلب ہے..... صرف محمود، فاروق اور فرزانہ کی..... میری  
شیں" انہوں نے بر اسانت ہایا۔

"ہاں! ان کا کہنا ہے..... ان سے ہی کام ٹل جائے گا..... تمیں زحمت  
دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی..... ہاں..... ایسا کوئی موقع آیا تو پھر وہ تم  
سے بھی درخواست کر سکتے ہیں"۔ صدر نے قدرے پس کر کہا۔  
"انہوں نے تو ان تینوں سے بھی درخواست نہیں کی..... آپ سے کی  
ہے البتہ"۔

"وہ بھرے دوست ہیں نا اور تم انہیں جانتے نہیں، اگر تمہارا ان سے تعارف ہوتا تو پھر وہ برآ راست بات کرتے..... کیا یہ نہیں برآ آگا جبھید"۔

"جی..... جی نہیں..... ایسی کوئی بات نہیں سر"۔ وہ سکرائے۔

"میں جانتا ہوں جبھید..... تم ایسی باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے"۔

"آپ نے تھیک کہا سر..... ہاں ان کا پا آیا ہے"۔

"ان کی گاؤڑی بچوں کو لیتے کے لیے آجائے گی..... اسیں خود جانے کی ضرورت نہیں..... اس لیے کہ اس طرح انہیں مشکل پیش آئے گی"۔

"کیا فربالا سے مشکل پیش آئے گی..... یعنی اجرام غیری صاحب تھے پہنچنے میں؟"۔

"ہاں! انہوں نے اپنی حالت کے عجیب و غریب انتظامات کر رکھے ہیں"۔

"اُنہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی"۔

"انہوں نے کچھ دشمن پال رکھے ہیں" صدر بولے۔

"میں بھا نہیں سر..... دشمن بھی پالے جاتے ہیں"۔

"ہاں"۔

"وہ کرتے کیا ہیں"۔

"ریشارڈ فوٹی ہیں..... کرمل کے نمدے سے ریشارڈ ہوئے تھے..... یوں ان کے پاس باپ دادا کی طرف سے ملی ہوئی کچھ زینیں بھی ہیں..... فوج میں ملازمت و انہوں نے شوق کی وجہ سے کی تھی"۔

"اس کا مطلب ہے..... بت لی بیوڑی زینیں ہیں ان کے پاس"۔  
اپکو جشید بولے۔

"نہیں بھی..... یہ بات بھی نہیں..... وابیسی زینیں ہیں..... بس یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان زینیوں کے ہوتے ہوئے اپسی ملازمت کی ضرورت نہیں تھی، لیکن انہیں چونکہ فوج کی ملازمت کا شوق تھا..... اس بنا پر ملازمت کی"۔ انہوں نے بتایا۔

"تھیک ہے..... کیا انہیں کچھ لوگوں کی طرف سے خطرات ہیں"۔

"ہاں! ایسی بات ہے..... میں نے کہا تا..... انہوں نے دشمن پال رکھے ہیں..... اگر وہ چاہتے کہ ان دشمنوں سے حکومت اپسیں نجات دلوادے ..... تو یہ کام کچھ مشکل نہیں تھا..... لیکن انہوں نے ایسا نہیں کرتے دیا..... ان کا کہنا ہے..... اپنے دشمنوں سے وہ خود ہی گریتا پسند کرتے ہیں..... حکومت کی مدد سے دشمنوں کو ختم کرنے میں انہیں مرا نہیں آتا"۔

"لیا! اس طرح وہ قانون کو ہاتھ میں نہیں لیں گے سر"۔ انہوں نے جیران ہو کر کہا۔

"یہاں تم خلا سمجھے..... وہ دشمن کو اخلاق کی مار مار کر ختم کرتے ہیں..... یعنی دشمنوں کا بیٹا کر"۔ صدر صاحب نہیں۔

"بہت دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہیں..... لیکن پھر ان حالات میں..... اُنہیں سمجھو دیا فاروق اور فراز کی کیا ضرورت پیش آئی۔"

"ان دونوں ان کے دشمن کچھ زیادہ بھی سرگرم ہو گئے ہیں..... اُنہیں ہر وقت خطرہ محسوس ہونے لگا ہے..... اور دشمنوں کو وہ پولیس کے ذریعے گرفتار کروانا بھی پسند نہیں کرتے..... ان کا کہنا ہے 'وہ ان سے خود بات کریں گے..... اُنہیں راہ راست پر لا کیں گے..... دشمنی ختم کرنے کا بھی طریقہ ہے..... یہ نہیں کرو، اپنے دشمنوں کو ختم کروں..... پھر ان کی اولاد ان کے اولاد ان کے پیچے پڑ جائے اور وہ مارے جائیں..... پھر ان کی اولاد ان کے دشمنوں کی اولاد سے انتقام لے..... ان کا کہنا ہے اس طرح دشمنی بھی ختم نہیں ہوتی۔"

"ان کے خیال..... بہت خوب صورت ہیں..... خوشی ہوتی سن کر..... ہونتی ان کی گاڑی آئے گی..... میں ان تینوں کو بھیج دوں گا۔"

"مُکری یہ جیہید "صدر نے کہا اور فون بند کر دیا۔

"لو بھتی..... تمہیں تولی گی ایک حد تکیس۔"

"مل..... لیکن ہم شوکی بر اور زونٹیں ہیں اباجان" فاروق نے بوکھا کر کہا۔

"ہاں اُمیں جانتا ہوں..... لیکن..... یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ اس سلسلے میں صرف تم جاؤ گے، میں نہیں..... ویسے بھی میرے پاس ان دونوں

کام بہت ہے..... دن رات فانتوں میں مصروف رہتا پڑتا ہے، لہذا یہ اچھا ہی ہے کہ صرف تمہیں بایا ہے۔"

"لیکن اباجان..... یہ بلاوا ہمیں الجھن میں ڈال رہا ہے۔"

"اس الجھن کو تم وہیں جا کر سمجھایتم..... ان کی گاڑی شاید آتے ہی والی ہوگی۔"

"اور اگر تم وہاں جا کر بھی اپنی الجھن نہ سمجھا سکے۔"

" تو تم مجھ سے فون پر مشورہ کر لینا..... لیکن میرا خیال ہے..... خیری صاحب تماری الجھن خود دور کر دیں گے۔"

"ہماری الجھن صرف اور صرف یہ ہے اباجان کہ ان کے کچھ لوگ دشمن کیوں ہیں" فراز نے پر زور انداز میں کہا۔ انکے جیہید اس کی بات من کر حکرا دیئے۔

"جی بات یہ ہے کہ یہ الجھن تو خود میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔"

"کیا!!!!" تینوں ایک ساتھ چلا گئے۔

میں اس وقت دروازے کی گھنٹی بھیجی۔

"ارسے! یہ تو اپنے انکل ہیں۔" - محمود نے کہا اور دروازے کی طرف روڑ پڑا..... ہوشی دروازہ کھلا خان رحمان کی آواز سنائی دی۔

"شاید تم لوگ میرا ہی انتظار کر رہے تھے۔"

"نہ..... نہیں..... انکل..... یہ بات تو نہیں ہے۔"

"ہمیں..... میرا اندازہ فلک لکا۔" - خان رحمان نے مند بایا۔

"ہائیں کیا کہا..... اباجان اور نہیں سمجھے..... آپ نے نااباجان ..... یہ آپ کو ناہمچھ کئے کے لیے پرتوں رہی ہے۔"

"ارے تو پر ہی تو لا ہے..... کہا تو نہیں تا۔" - خان رحمان فرزانہ کی حمات کو آگے بڑھے۔

"حد ہو گئی..... بات کہاں کی کہاں بھی گئی..... اور ان بے چاروں کو دروازے پر قرک رکھا ہے۔" - بیکم جمشید کی آواز باور پری خانے کی کھڑکی سے آئی۔

"ہائیں..... تو اب ہم بے چارے بھی ہو گئے..... شام تے جمشید۔"

"بیکم..... اپنے الفاظ واپس لو..... میرے دوست کیوں ہوتے ہے چارے..... یہ تو چارے ہیں..... چارے۔" - انسکلپ جمشید بولے۔

"یہ..... تم تے کیا کہ دیا جمشید..... ہم چارے ہیں۔"

"بے چارے کا الٹ تو چارے ہی ہوتا ہو گانا..... آج کل میری اردو گرامر پکھ کر درجارتی ہے..... اس لئے کچھ خیال نہ کرنا بھتی۔"

"جی اچھا..... نہیں کروں گا۔"

"آپ آئیں بھتی تو۔"

"راستا تمہارے ان سپوتوں نے روک رکھا ہے..... کہ ہم خود دے چیں۔"

"ہٹ جاؤ نالائقو۔"

"اس لے اکل کر آپ کا نہ اڑہ اباجان کا نہ اڑہ نہیں ہے۔"

"تب پھر..... تم لوگ میرا منتظر کر رہے تھے۔" - پروفیسر داؤڈ کی آواز سنائی دی اور وہ بھی سامنے آگئے۔ اب تک وہ اوت میں رہے تھے۔

"ہائیں اکل..... آپ بھی آئے ہیں" - قاروق چلا اٹھا۔

"لیکن میرا ہم ہائیں اکل نہیں ہے۔" - پروفیسر داؤڈ مسکرانے۔

"اوو..... وو..... میرا مطلب تھا۔"

"بس اپنا مطلب اپنے پاس رکھو..... مطلبی کیس کے۔" - پروفیسر داؤڈ نے منہ بٹایا۔

"جی..... یہ آپ نے کیا فرمایا..... مطلبی کیس کے۔" - فرزانہ چوکی۔

"اگر..... کیا میں کوئی گرامری کی غلطی کر دیا۔"

"جی نہیں..... آپ نے دراصل میرے دل کی بات چھین لی۔"

فرزانہ مسکرانی۔

"غلط..... باکل غلط..... بھتی اتنا جھوٹ تو نہ ہو لو..... اتنے لوگوں کے سامنے کہ رہی ہو..... میں نے تمہارے منہ کی بات چھین لی۔..... جب کہ منہ نے ہرگز نہیں چھین۔ کیوں جیشی۔"

"باکل بھیک کہا آپ نے..... یہ فرزانہ کا سرا سرا لڑاں ہے۔"

"اوہو..... آپ سمجھے نہیں اباجان۔" - فرزانہ نے ہو کھا کر کہا۔

"میں صحیح نہ لائی تو کا خطاب مل گیا آپ کی وجہ سے"۔ فاروق نے برا سا منہ بنا یا۔

"خطاب پسند نہیں آیا جیشید..... لندن سے اپنے پاس رکھو..... اور اپنی کوئی اچھا ساختاب دے دو"۔

"بُدھو کیس کے"۔

"یہ ایک اور رہی" فاروق جل گیا۔

"آہا..... بہت مزے دار خوشبو آرہی ہے ہاوری گی خانے کی طرف سے"۔ پروفیسر واد نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ کے لیے ماش کی دال کی کچوریاں بنا رہی ہوں"۔ اندر سے نیکم جیشید نے ہنس کر کہا۔

"ارے واہ..... مزا آئی"۔ پروفیسر پڑائے۔

"مدد ہو گئی پروفیسر صاحب کھانے سے پہلے مزا کیسے آیا..... یہ گرتا آپ بھی بھی بتا دیں"۔

"گک..... کون سا گر"۔ وہ گٹڑا گئے۔

"چیز کھائے جیغیر مرا کیسے آیا"۔

"اوہو..... نام سن کر..... او تم بھی سنو..... ماش کی دال کی کچوریاں واد..... میرے قومند میں پانی آکیا"۔

"لیجھ..... اب آپ کے من میں پانی بھی آیا"۔ خان رحمان نے برا سامنہ بنا یا۔

"ہاں یار ہناری میں کیا بات ہے..... کھانے کی ہر مزے دار جیز کا نام سن کر میرے منہ میں پانی کیوں آ جاتا ہے"۔

"کسی اچھے ڈاکٹر سے مشورہ کریں"۔ خان رحمان نے شوخ انداز میں مشورہ دیا۔

میں اس وقت فون کی گھنٹی بیجی۔

"یہ ضرور کر گل اجرام خیری کا فون ہے"۔

"گک..... کی کما..... کر گل اجرام خیری"۔ خان رحمان زور سے اچھلے۔

"گک..... کیوں انکل..... آپ کو کیا ہوا..... کیا آپ اپنیں جانتے ہیں"۔

"جانت تھا..... میرے ساتھ رہا ہے فون میں"۔

"اوہ اچھا..... بہت خوب"۔

اوہ را پکڑ جیشید نے بیجور الگر کان سے لگایا۔

"تی فرمائیے..... اپکل جیشید یات کر رہا ہوں"۔

"آپ کے لیے ایک مشورہ ہے..... یک مشورہ"۔ دو سری طرف سے کھرو رہی آواز سنائی دی۔

"اچھی یات ہے..... فرمائیے"۔ وہ چونکہ کر بولے۔

اپنیں چوتھے دیکھ کر باقی دو گ بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"آپ اپنے بچوں کو اجرام خیری کے ہاں ہرگز ن بھیجن"۔

"کیا مطلب؟" وہ چوکے۔

جواب میں دوسری طرف فون بند کر دیا گیا۔

## یہ کیا

انہوں نے سب پر ایک نظر ڈالی اور پھر لیشور رکھ دیا۔

"کیا ہاتھ ہے اپا جان..... کون تھا تو فون پر"۔

"پھر شروع ہو گیا ہے..... اور اب میں اس پھر سے الگ نہیں رہ سکتا..... فون پر جو کوئی بھی تھا اس نے اپنا نام نہیں بتایا..... اس نے کہا ہے کہ میں تم تینوں کو اجرام خیزی کے ہاں نہ بھیجوں..... اور یہ کہ یہ اس کا نیک مشورہ ہے..... اس کی آواز کھرد ری سی تھی"۔

"کیا مطلب..... یہ تینوں اجرام کے ہاں جا رہے ہیں"۔

"ہاں! تم تو شاید جانتے ہو گے..... اجرام خیزی صدر صاحب کے بھی دوست ہیں"۔

"باکل..... وہ گھرے دوست ہیں..... سکول نکے زمانے کے"۔

"اوہ اچھا..... یہ بات تو خیر نہیں بھی ابھی معلوم ہوئی ہے"۔

"لگت..... کون کی ہاتھ"۔

"یہی سکول والی..... ہاں تو تھوڑی دیر پڑتے ان کا فون آیا تھا..... ارے ہاں..... محمود..... تم تینوں جانے کی تیاری کرو..... گاڑی کسی وقت بھی آسکتی ہے۔"

"جی بہتر"۔ تینوں بولے اور اٹھ گئے۔

"کیا کہ رہے تھے جمیل"۔

"صدر صاحب نے فون پر کہا ہے کہ میں ان تینوں کو اجرام خیری کے ہاں بیچ دوں..... اس لیے کہ اُنہیں ان کی ضرورت ہے..... وہ اپنے کچھ دشمنوں کی طرف سے پریشان ہیں"۔

"یہ تو خیر نہیں ہو سکتا"۔ خان رحمان بولے۔

"ای نہیں ہو سکتا" اپنکے جمیل چھو گئے۔

"یہ کہ اجرام خیری پریشان ہے..... اس نے پریشان ہونا شیں سکھا"۔

"ہو سکتا ہے یہی بات ہو اور صرف صدر صاحب ان کے لیے پریشان ہوں"۔

"ہاں! اس بات کا امکان زیاد ہے..... یہ مشورہ شاید صدر صاحب نے اُنہیں دیا ہو گا اور انہوں نے صدر کی بات ماننے سے انہوں نہیں کیا ہو گا..... اس طرح صدر صاحب نے یہ کہ وہ ان تینوں کو بھجو رہے ہیں..... انہوں نے مجبوراً یہ بات مخلوک کر لی..... ورنہ وہ خود ان کی ضرورت ہرگز محسوس نہیں کر سکتے..... اس لیے کہ وہ بہت دلیر ہیں..... دشمنوں سے

ڈرنے والے نہیں ہیں..... وہ اگر اپنے دشمنوں کو ختم کرنا چاہتے ..... تو آسانی سے ایسا کر گزرتے ..... لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس کی وجہ سرف یہ ہے کہ وہ اپنی خاطرگی کا خون بھانا پسند نہیں کرتے"۔

"تب وہ بہت اپنے آدمی ہیں اور صدر صاحب کا مشورہ ان کے لیے بہترن مشورہ ہے..... اپنی اس بات میں وہ حق بجانب ہیں..... اس لیے کہ آخر اجرام صاحب کے دوست ہیں اور دوست دوست کے کام آیا ہی کرتا ہے"۔

"ہاکل..... لیکن اس پر اجرام کا دشمنوں کو علم ہو گیا ہے اور انہوں نے مجھے فون کیا ہے..... فون پر دھمکی دی ہے کہ محسوس، قادر و قوی اور فرزانہ کو وہاں ہرگز نہ بھیجا جائے"۔

"واقعی جمیل..... اب تو اس معاملے میں بہت سختی پیدا ہو گئی ہے..... کیا خیال ہے..... ہم بھی چلیں"۔ پر و فیسر بولے۔

"نہیں..... اجرام خیری صاحب نے پاٹیں کس دل سے صدر صاحب کا مشورہ مانتا ہے..... وہ بھی صرف ان تینوں کے لیے ہم اگر ہانگ اڑاکیں گے تو اُنہیں بہت ناگوار گزرے گا"۔

"خیر..... جیسے تمداری مرضی" خان رحمان بولے۔

"لیکن ایا جان..... اس بات کی بھی کیوں نہ تقدیم کر لی جائے کہ ہمیں بلاں کے وہ خود خواہش نہند ہیں یا یہ صرف صدر کی خواہش پر ہو رہا ہے"۔

"اوکے.....ابھی لو۔"

یہ کہ کرانوں نے صدر کے نمبر ملائے..... ان کی آواز خالی دی تو وہ بولے۔

"مر..... معاف کجئے گا..... آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتے ہیں ہم۔"

"ضرور پوچھو..... ارے ہاں..... وہ تینوں چلے گئے ہیں یا نہیں۔"

"اگر آپ نے یہ نہ کیا ہوتا کہ ان کی گاڑی آئے گی لینے کے لیے تو چاپکے تھے، لیکن چونکہ گاڑی نہیں آئی..... اس لیے یہ نہیں گئے۔"

"ہوں..... غمک ہے..... کو..... فون کیسے کیا؟"

"ہمارا خیال ہے..... محمود، فاروق اور فرزان کو وہاں بیٹھے کامشوڑہ آپ کا اپنا ہے..... اجرام خیری صاحب نے ایسا کرنے کے لیے خود سے نہیں کہا..... کیا تم غلط ہیں یا درست؟"

"یار جمیش..... تم کیا بیچ رہے ہو..... یہ بات بھی بھاپ گئے..... حالانکہ میرا خیال تھا تم اس بات کو قطعاً "محسوس نہیں کہ سکو گے۔"

"جی بس..... اندازے ہیں..... جو غلط بھی ہو جاتے ہیں۔"

"یہ اندازہ سو فیصد درست ہے..... اصل میں بات یہ ہے کہ میں خیری سے ملنے گیا تھا..... وہاں پر پریشان کرنے والیں سنتے میں آئیں کہ وہ ہر وقت خطرے میں گھرے ہوئے ہیں..... سو میں نے ان سے کہا کہ ایکسر جمیش اور ان کے پھوٹوں کو بولوں گیں..... وہ تند مانے اور میں کہتے رہے کہ وہ ہرگز اس کی

ضرورت نہیں کھلتے..... اور یہ کہ وہ اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں ..... دوسرے انہوں نے یہ بات کہی کہ اس وقت تک اگر ان کے دشمن دندا رہے ہیں..... تو یہ صرف ان کی زندگی وجہ سے ہے..... ورنہ وہ تو چاریں انہیں بخشن کا ناج..... اس پر میں نے کہا یہ میری خواہش ہے..... تو وہ خاموش ہو گئے۔"

صدر صاحب یہاں تک کہ کر رک گئے۔

"تب پھر..... ان تینوں کا استقبال تو ہاں خوش دلی سے نہیں ہو گا..... میرا مطلب ہے وہاں ان سے اچھا سلوک نہیں ہو گا۔"

"ایسی بھی بات نہیں..... یہ میری تجویز پر بارہے ہیں" صدر صاحب بولے۔

"مت بہتر..... ہم تو صرف اپنے خیال کی تقدیم کرنا چاہتے تھے..... اور وہ ہو گئی ہے۔"

"میں فون کرتا ہوں..... کہ انہوں نے اب تک گاڑی کیوں نہیں بیٹھی۔"

"نہیں سمجھ رہتے دیں اس کی ضرورت نہیں..... گاڑی نہ آئی تو یہ خود چلے چاہیں گے۔"

"نہیں..... یہ اچھا نہیں لگتا..... میں نے ان سے کہا تھا کہ ڈرائیور کا گاڑی دے کر بیجی دیں..... اب اگر وہ نہیں بیجی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ

ہماری شرط انہیں منظور نہیں..... اس صورت میں یہ تینوں نہ جائیں تو بہتر  
ہے..... لیکن اگر وہ گاڑی بھیج دیتے ہیں..... تو چیک ہے "۔  
"اپنی بات ہے..... جو حکم"۔ یہ کہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔  
"ان حالات میں وہاں کیا خاک مرا آئے گا..... ہمیں ہاٹکل بیکار اور  
قاتلوں خیال کیا جائے گا"۔

"خیر بھی..... اب اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں..... صدر صاحب کا حکم  
بھی تو ماننا پڑے گا"۔  
میں اس لمحے باہر ایک گاڑی رکن کی آواز سنائی دی۔  
"لچھے..... گاڑی آئی"۔

"اور ہم بھی تیار ہو چکے ہیں"۔ محمود مسکرا کر ایسا  
پھر دروازے کی گھنی بھی..... محمود اٹھ کر دروازوں کی طرف چلا گیا۔  
جو نہیں اس نے دروازہ کھولا..... اس کے منہ سے چیخ نکل گئی..... اور اس  
کے گرنے کی آواز سنائی دی۔

وہ پوکھا کر دروازے کی طرف دوڑے..... انہوں نے دیکھا..... محمود  
کے سر سے خون بس رہا تھا اور گاڑی لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی چاری تھی۔  
"تم لوگ محمود کو دیکھو..... ڈاکٹر کو فون کرو..... میں اس کے پیچے ہوں"۔

اس پیکھے جمیشید نے چدا کر کما اور باہر دوڑ پڑے۔  
فرزاد فون کی طرف دوڑ پڑی..... خان رحمان، فاروق اور پروفیسر  
داود محمود کے گرد جمع ہو گئے..... خان رحمان نے فوراً "زمم پر رومال کس

دیا..... لیکن خون باری رہا..... ایسے میں بیکم جمیشید مرہم پنی کا سامان لے  
آئیں اور دروازے کی اوت سے بولیں۔

"یہ مرہم پنی کا سامان لے لیں"۔

خان رحمان نے جلدی بلدی اس کے زخم پر پنی کر دیا۔ ایسے میں  
ایک بار پھر فون کی گھنی بیج آئی۔

"اللہ اپنارحم فرمائے..... بہت خیزی آئی یک دم"۔ فرزاد بڑی بڑی۔

فاروق فون کی طرف پاکا..... رسیخور الہمایا تو صدر کر رہے تھے۔

"جمیشید..... کیا یہ تم ہو"۔

"تو سر..... فاروق بات کر رہا ہوں"۔

"اوہ اچھا..... جمیشید کہاں ہے"۔

"کھلیل شروع ہو گیا ہے سر..... گاڑی دروازے پر رکنے کی آواز  
شائی دی تھی..... ہم نے خیال کیا..... خیری صاحب کی بھی ہوئی گاڑی آئی  
ہے..... محمود نے جو نہیں دروازوں کھولا..... اس کے سر پر کوئی چیز نہیں آئی.....  
گھوڈہ بری طرح رُختی ہے..... ایجاد ان اس گاڑی کے تعاقب میں گئے ہیں اور  
اجرام خیری صاحب کی بھی ہوئی گاڑی ابھی تک نہیں آئی"۔

"ہاں! میں جانتا ہوں"۔ صدر صاحب سر سراہی آواز میں بولے۔

"میں..... آپ کیا جانتے ہیں؟"۔

"یہ کہ ادھر ابھی تک اجرام صاحب کی گاڑی نہیں آئی"۔

"اس کا مطلب ہے..... وہ ہمیں بلاۓ کے لیے آمدہ نہیں"۔

محاکم کیا..... اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے ..... تھوڑی دیر یہد وہ رخصت ہو گئے..... اب اسیں اسکرچ میڈیم کا بے چینی سے انتشار تھا۔  
اچانک فون کی لکھنی بیگی فاروق نے رسیور انھیا۔

”السلام عليكم..... اجرام خیری یات کر رہا ہوں ..... صدر صاحب کے ذریعے یہ افسوس ناک خبر لی ہے کہ آپ میں سے ایک کو میرے دشمنوں نے قتل کر دیا ہے ..... ادھر میری اس کاروائی کو جیاہ کر دیا گیا ہے جو میں نے آپ لوگوں کو لینے کے لیے بھیجی تھی ..... گویاہ شمن اب محل کر سانے آگئے ہیں ..... اب میں انہیں معاف نہیں کر دوں گا..... آپ لوگ بھی اب جلد از جلد یہاں آنے کی کوشش کریں ..... اپ ہم مل کر ان کا سامنا کریں گے۔“

"مکریہ خیری صاحب..... آپ فلگر نہ کریں..... جو خنی محدود کی حالت  
بنتی ہوئی..... ہم آپ کے ہاں آجائیں گے..... آپ اپنے پاں لکھوادیں"۔

"سرفراز ناؤں..... اخاتی پہ کافی ہے۔" - "مکر رائے سر" -

فاروقی نے فون کار سیکور رکھا ہی تھا کہ فرزانہ کی حیرت زدہ آواز ان کے کانوں سے نکل گئی۔

"اوہ ایسے میں کیا دلکھ رہتا ہوں۔"

انہوں نے دیکھا..... فرزاد بیرونی دروازے کے باہر موجود تھی .....  
در فرش پڑپتی کسی چیز کو پریشانی کے عالم میں دیکھ رہی تھی۔

”وہ بلانے کے لیے آمادہ ہیں..... آدھ کھٹا پلے انہوں نے گاڑی بھیج دی تھی..... لیکن افسوس..... وہ یہاں تک میں پہنچی..... اس لیے کہ اس کی وجہ سے۔“

وَرْدَةٌ (۲۹)

”اس گزینی کو بھر مار کر جاہ کر دیا گیا ہے..... اجرام صاحب کا ذرا سچور  
موقع پر ہی ٹلاک ہو گیا ہے۔“  
قاروں قیس سن کر سکتے میں آ گیا..... اسے اپنی شی گم ہوتی محسوس ہوتی  
آخر اس نے کہا۔

”یہ آپ نے ایک اور عجیب بات سنائی ہے..... اس کا تو مطلب ہے دھنون نے دو طرف دوار کیا ہے..... ایک طرف دوار کے ہمیں روکا گیا ہے..... دو سری طرف اس گاڑی کو جاہ کیا گیا..... جو ہمیں لے جانے کے لیے بھیجی گئی تھی..... اس سے دھن کیا خالا ہر کرٹا چاہتا ہے..... یہ کہ ہم اس پرستی کے حوالے سے بھیج دیکھیں گے۔“

”بھل فاروقی بھی بات ہے..... اب تم اس وقت تک کوئی قدم نہ اٹھانا معاٹے کو باتحہ بھی نہ لگائیں..... ورنہ ہمارے ساتھ بھی لگی کچھ ہو گا۔“  
”بھل جمیل و اپنی صیفی آجائے۔“

"جیسے آپ کاظم"- فاروق نے لہا۔  
صدر نے فون بند کر دیا..... محمود کو بستر پر لا دیا گیا..... تمہارا تھوڑا  
خون اب بھی رس رہا تھا..... انکلکر چھٹیدے بھی ابھی تک نہیں لوئے تھے.....  
آخر تھا اخدا اکر کے ڈاکٹر قاضی وہاں بیچ گئے..... انہوں نے محمود کے زخم

## بھوت

انپکڑ جہید کی کار آندھی اور طوفان کی طرح اس سمت میں اڑی  
جاری تھی۔ جس طرف دشمن کی کارگتی تھی..... وہ اس کار کی صرف ایک بھلک  
دیکھ سکتے تھے..... یہ صح کا وقت تھا اور چھٹی کاون، آج سرک پر گازیاں نہ  
ہونے کے لیے رہ تھیں..... اس کار کی ان کے نزدیک صرف ایک پہچان تھی  
..... اور وہ یہ کہ وہ حدود رفتار سے جاری ہو گئی..... جب کہ دوسری  
کاریں اپنی معمول کی رفتار پر چل رہی ہوں گی..... بس یہی سوچ کر وہ اپنی  
کار کی رفتار بڑھائے چلے جا رہے تھے..... اور آخر وہ ایک ایسی کار تک پہنچ  
گئے جس کی رفتار کا مقابلہ کرنا آسان کام نہیں تھا..... اور وہ بالی گازیوں کو  
نمایت تیزی سے پیچے پھوڑتی جا رہی تھی..... سرتاؤ کو شش کر کے وہ اس  
کے لیے رہنے کے..... اوہ رہاں کار کا ذرائعہ رشایہ اس کوشش میں تھا کہ  
چلے چکھے ہو جائے..... وہ نکل جائے گا۔

انہوں نے جلد محسوس کر لیا کہ وہ کوئی اندازی ذرا سیور نہیں ہے.....  
ہست تیز اور چوکنا ہے..... اور اس کی کوشش یہی ہے کہ انہیں آگے نہ نکلنے

دے..... دوسری طرف اب وہ شر سے باہر نکلنے لگے تھے..... شر سے باہر  
نکلنے وہ اور ہوا ہو گیا..... انہیں بھی رفتار اور بڑھانا پڑی..... اب دونوں  
کاریں خطرناک رفتار کی حد کو پہنچ پہنچ تھیں..... ایک بار انہیں خیال آیا کہ  
کوئی نہ اس کے پہنچنے والے پر فائز کر دیں..... لیکن اس تھر رفتار پر اگر ماز  
پہنچتا تو کار اس کے پہنچنے والے سے ہرگز نہ پہنچتی..... پہنچانے والوں نے سوچا کہ اسی طرح چلتے  
رہنے چاہئے..... دیکھا جائے گا۔

تحاقب چاری رہا..... اچانک انہوں نے محسوس کیا؟! اگلی کار کی رفتار کم  
ہو رہی ہے..... اور پھر وہ آگے نکل گئے..... کچھ آگے چل کر انہوں نے  
رفتار کم کرتے ہوئے کار ترچھی کر کے روک لی..... بھلک کرنے پورے  
بریک لگائے..... اس جگہ دونوں طرف جگل تھا اور دور دور تک کوئی اور  
انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔

وہ کار سے اترنے سے پہلے پہتوں باہم میں لے پکے تھے..... جب کہ  
انہوں نے دیکھا..... دوسری کار والا پر سکون انداز میں ذرا سیور بیٹھ پڑ  
ہیتاڑ رہا تھا..... اس نے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی..... وہ خود چل کر اس  
نکل پہنچے۔

"آپ یقیناً اڑ آنے کی رحمت کریں گے۔"

"کیا معلم ہے..... پہلے آپ مجھ سے ریس لگاتے رہے، اب راستا  
روک کر کھڑے ہو گے..... اور باہم میں پہنچوں گی ہے..... مجھے نوئے کا  
ارادہ ہے کیا..... میرے پاس کوئی خاص بڑی رقم نہیں ہے..... صرف چند

ہزار ہوں گے..... اور وہ چند ہزار میں آپ کی خدمت میں دیے ہی پیش کرنے کے لیے تیار ہوں..... اس کے لیے آپ کو پستول نکالنے کی ضرورت نہیں"۔ یہاں تک کہ کروہ خاموش ہو گیا۔

"بس..... بول پکے"۔ اسکلپٹر جیشید نے ہٹری انداز میں کہا۔

"کیوں..... کیا مطلب؟" وہ پوچھا۔

"کار سے نجی اتر آئیں..... مجھے آپ کی اور کار کی تلاشی لیتا ہے"۔

"ووکس لے"۔

"آپ نے میرے بیٹے پر قاتلانہ حملہ کیا ہے" اس لیے"۔

"اڑے ہاپ رے! اتنا بڑا الگراہم اور آپ نے سوچے کچھے بغیر لگادیا

..... آپ کون ہیں..... اور میں بھلاکیوں آپ کے بیٹے پر حملہ کر رہا؟"۔

"کی تو میں جانتا چاہتا ہوں..... آپ نے حملہ کیوں کیا؟"۔

"اوہو! میں نے حملہ نہیں کیا"۔

"یہ میرا کارا ہے..... پسے اس کو دیکھ لیں..... پھر نایت شرافت سے تلاشی دے دیں"۔

اس نے کارڈ پر ایک نظر ڈالی اور زور سے اچھلا..... اس کی آنکھیں جیرت اور خوف سے بچل گئیں..... وہ اسے بفور دیکھ رہے تھے..... وہ ایک نوجوان دبلا پچلا آدمی تھا..... اس کی آنکھوں میں شرارۃ جحشیف رہی تھی ..... اور رہ رہ کر اشیں خطرے کا حساس ہو رہا تھا۔

"آپ ضرور میرے بارے میں غلط فہمی کاٹھ کار ہیں..... میں نے آپ کے بیٹے پر کوئی حملہ نہیں کیا" میں تو آپ کو جانتا تک نہیں"۔

"اب بھی تو دیکھنا ہے..... اچھا پھرے تھا میں..... آپ اس قدر تیز رفتار سے کیوں اڑے جا رہے تھے"۔

"ڈرائیور گک میرا مشکلہ ہے..... بہت سے مقابلے جیت ڈکا ہوں..... اور ہر وقت اس خوش فہمی میں رہتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ ماہر ذرا سچر کوئی نہیں ہے..... جب میں نے دیکھا کہ آپ بار بار مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں تو مجھ پر اپنی ڈرائیور گک کا بخوبت سوار ہو گیا..... بس میں نے رفتار تیز کر دی..... پھر اور تیز کر دی..... پھر اور تیز کر دی"۔

"آپ کا اگر اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے..... تو اصولی طور پر آپ کو تلاشی دینے میں کوئی اعتراض نہیں ہو ناچاہئے"۔

"ٹھیک ہے..... آپ تلاشی لے لیں" اس نے کہا۔

"مریانی فربا کر لیجے آ جائیں"۔

وہ نجی اتر آیا..... اور ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"دونوں ہاتھ سرے اوپر کر لیں"۔

"اوہو..... میں کوئی مجرم نہیں ہوں"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"جو کہ رہا ہوں..... وہ کریں"۔ اسکلپٹر جیشید سرد آواز میں بولے۔

"اچھی بات ہے..... پسلے آپ جو کرنا ہے کر لیں"۔

"ضرورت ہے..... آپ پہا اور فون نمبر لکھوائیں..... یہ بھی بتائیں  
آپ کیا کرتے ہیں۔"

"راجہ ناؤن..... 116 نمبر کوٹھی..... خاور خان کا بیٹا ہوں۔"  
"لیکھا..... خاور خان..... وہ سیاسی لینڈر۔"

"ہاں! ہو گئی ناشی گم۔" - وہ ہنسا۔  
"میں..... شی گم نہیں ہوئی۔"

یہ کہ انہوں نے جیب سے موپاک نکالا..... اس سے اس کے گمراہے  
نمبر معلوم کئے اور ڈائل کرنے لگے۔  
"آپ آپ کیا کرنے گے۔"

"آپ کے بیان کی تصدیق کرنا ضروری ہے۔"  
"اچھا..... کر لیں جو کرنا ہے۔"

"ہاں، اس کے بعد آپ کی باری ہے..... یہی نا۔"  
"بالکل یہی۔" - وہ غرایا۔

اسی وقت سلسلہ مل گیا اور ایک بھاری بھر کم آواز سنائی دی۔  
"خاور خان بات کر رہا ہوں۔"

"اوہ میں پکڑ جشید ہوں۔"

"پکڑ جشید..... کیا مطلب؟" - وہ سری طرف سے چوک کر کیا۔  
"زوار خان آپ کے بیٹے ہیں۔"

"یہی مطلب ..... پھر آپ کچھ کریں گے" اپکلہ جشید نے چوک کر  
پڑھا۔

"ہاں! پھر میری باری ہوگی۔"

"اوکے..... ہاتھ اوپر کر لیں" - وہ سکراتے۔

اس نے دونوں ہاتھ اوپر اندازیے..... انہوں نے اس کی اچھی طرح  
ٹلاشی لی..... لیکن اس کے پاس سے کچھ بھی نہ تھا۔

"آپ آپ کچھ فاصلے پر کھڑے ہو جائیں۔"

"کیوں..... اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔"

"کارکی ٹلاشی لوں گا۔"

"اچھی بات ہے" اس نے بھنا کر کہا۔

اب انہوں نے کارکی ٹلاشی لی..... لیکن پکھٹ طا..... اب تو وہ پریشان  
ہو گئے..... آخر بولے۔

"آپ کا نام؟"

"مجھے زوار خان کہتے ہیں" وہ اکٹھ کر پوچھا۔

"شرمیہ مسٹرز زوار خان..... آپ کے پاس اپنا شناختی کارڈ کیوں نہیں  
ہے۔"

"ٹکر بھول آیا ہوں" - اس نے کہا۔

"اپنا پتا اور فون نمبر لکھوائیں۔"

"آخر اس کی اب کیا ضرورت ہے؟"

"اس پھر میں آپ خود کو سیدھا کر لیں گے..... اور کچھ نہیں ہو گا۔"  
"کوئی بات نہیں" وہ مکرانے ..... پھر جب سے ہٹھلی تکال کراں  
کی طرف بڑھے۔

"یہ..... یہ کیا..... آپ مجھے ہٹھلی لگائیں گے..... خاور خان کے بیٹے  
کو..... آخر میرا جرم کیا ہے..... کیا علاشی دینے پر کوئی چیز ملی ہے آپ کو"  
اس نے بھتے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں ملی" اسی لیے تو ساتھ لے چرہ ہوں ..... اگر کوئی چیز مل گئی ہوتی  
تو پھر یہاں سے آپ کو کوئی اور ساتھ لے کر جاؤ۔" یہ کہتے ہوئے وہ  
مکرانے۔

"آپ کی ایک بات بھی اب تک میری کبھی میں نہیں آئی۔"  
"آجائیں گی..... آپ ٹھرناہ کریں ..... میں ایک بات آپ کو بتا دیتا  
ہوں۔"

"آپ کی سہنافی ہے کہ آپ کم از کم ایک بات تو بتا رہے ہیں .....  
 بتائیے" وہ پوچھ کردا۔

"میرے بیٹے پر حلہ آپ نے ہی کیا تھا۔"

"غلظ..... بالکل غلط" - وہ پھلا تھا۔

میں اس وقت اس کی جیب میں رکے فون کی ٹھنڈی بھی۔  
"یہ جناب کے والد کافون ہو گا..... انہیں تادیں میں آپ کو اپنے دفتر  
لے جا رہوں ..... وہیں آپ سے دو دو باتیں کروں گا۔"

"ہاں کیوں ..... کیا اس سے کوئی غیر قانونی حرکت ..... اور کچھ گیا.....  
زیبک قوانین کی خلاف ورزی کی ہوگی" میں اس کی اس عادت سے علک آگیا  
ہوں ..... کردیں چلان کم بخت کا۔"

"وہ زیبک کا نشیل کرے گا" - اسکے زخمی نے بر اسامنہ بیایا۔

"تب پھر ..... آپ کیا چاہتے ہیں ..... اور کچھ گیا..... آپ اس وقت  
کمال ہیں، میرا آدمی وہیں آجائے گا آپ کے پاس ..... آپ ٹھرناہ کریں .....  
آپ کو خوش کر کے لوٹے گا۔"

"کیا میں نے آپ کو اپنا نام نہیں بتایا؟" - اسکے زخمی نے حیران ہو کر  
گما۔

"میرا خیال ہے ..... آپ نے نام بتایا تھا۔"

"اور آپ کو معلوم نہیں ..... اسکے زخمی اور رشتہ دو مختلف  
چیزیں ہیں ..... جن کا کبھی میل نہیں ہو سکتا۔"

"اوہ ہو ..... یہ بات ہے ..... آپ غلط سمجھے ..... میرا آدمی آپ کو  
رشتہ دینے کے لیے ہرگز نہیں آرہا..... وہ تو بس نذر اش وے گا۔"

"ٹھری یہ اس کی بھی ضرورت نہیں" -

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے منہ بناتے ہوئے فون بند کر دیا .....  
خاور خان بیلو یلو ہی کرتا رہ گیا ..... اب وہ زوار خان کی طرف مڑے۔

"آپ کو اب میرے ساتھ تھانے چلان ہو گا ..... آپ کے والد ذرا  
میز سے مراج کے ہیں ..... ان کا دماغ بھی سیدھا کرنا ہو گا۔"

اس نے اپنی کوئی جواب نہ دیا اور سیٹ نکال کر بات کرنے لگا.....  
اس نے اپنے باپ کو صورت حال بتائی..... اور فون بند کر دیا۔  
”آپ میری کار میں چلیں گے ..... میرے ساتھ ..... آپ کی کار کو  
یہاں سے آپ کے گھر بھجوادیا جائے گا..... پہلے اسے سڑک سے یقین اتار کر  
بند کر دیں ..... اور ہاں اگر کار میں بیٹھتے ہی آپ نے فرار ہونے کی کوشش کی  
..... تو میں گولی مار کر ٹاٹر پھاڑ دوں گا..... پھر نہ کہنے گا..... میں نے بتایا نہیں  
تھا۔“

اس نے سرہاد دیا..... کار سڑک سے اتار کر بند کر دی..... پھر ان کی کار  
میں آبیٹھا..... اب وہ خاموش لگ رہا تھا..... انہوں نے موبائل پر  
گھر کے نمبر طلب کی..... فاروق کی آواز سنائی دی۔  
”محمود کا کیا حال ہے۔“

”محمود کا زخم ہلاکا ہے..... زیادہ گرا نہیں..... یہاں دروازے پر ایک  
چیز مل ہے۔“

”اچھا نیک ہے..... پھر بات کروں گا۔ اس کی حفاظت کرو۔“  
”شکریہ اپا جان۔“

انہوں نے فون بند کر دیا اور اسے دفتر لے آئے۔  
”اکرام کو بلاو۔“ انہوں نے کرے میں داخل ہونے سے پہلے بایا  
فضل سے کما..... اور خود اسے اندرز لے آئے۔

”ترشیف رکھیں جناب۔“

”آخر آپ کرنا کیا چاہتے ہیں۔“ اس نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔  
”ابھی معلوم ہو جائے گا۔“ وہ بولے۔  
پھر اکرام اندر داخل ہوا..... نوجوان کو دیکھتے ہی وہ چونک اٹھا۔  
”ارے..... یہ تو شایدِ مشریز دار خان ہیں..... خاور خان کے بیٹے۔“  
”ٹھیک پہچانا..... ان کے بارے میں کیا چاہتے ہو۔“  
”یہ..... نہایت کھلائیز رے..... تیز ترین ڈرائیور کرنے والے۔“  
روز چالان پر چالان کروا نے والے..... پولیس کی نظروں میں انتہائی  
ٹائپس دیدہ نوجوان ہیں..... ان کی خدمات سے پورا پولیس ڈپارٹمنٹ تک  
ہے..... والد صاحب اپنے اثر و رسوخ سے انہیں ہمارا چھڑا لیتے ہیں۔“  
”ٹھیک ہے اکرام..... اسے بند کر دو..... اور اب اسے چھوڑا نہیں  
جائے گا۔“  
”آخر میں نے کیا کیا ہے۔“ وہ چلا اٹھا۔  
”بناو بھی..... اس نے کیا کیا ہے۔“ وہ سکرائے۔  
”سر..... میں بتاؤں گا سر۔“ اکرام گھبرا گیا۔  
”اوہ اچھا خیر..... میں بتاؤں گوں..... اس نے میرے گھر کے دروازے  
پر میرے بیٹے پر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔“  
”کی۔“ اکرام چلا اٹھا۔  
”فلط..... بالکل فلط۔“ اس نے چیز کہا۔  
”فلط کیسے؟۔“

## خواب

"وہ پک کر دروازے پر گئے..... وہاں لو ہے کا ایک راڑ پڑا تھا.....  
اس کے ساتھ ہی زمین پر جو توں کے بہت واضح نشان موجود تھے..... اپنے  
جہشید نے اپنے دروازے کے سامنے پکھا اس قسم کا فرش بنایا تھا کہ جو توں  
کے نشانات بالکل صاف بن جاتے تھے..... ساتھ میں اس کارکے نازروں کے  
نشانات بھی موجود تھے..... جس پر حملہ آور آیا تھا۔  
"حملہ آور تمدن واضح ثبوت پھوڑ گیا ہے..... آخر دعا تابے احتیاط  
کیوں تھا؟" - فرزانہ بڑا بائی۔

"شاید اس کا خیال تھا..... بلکہ نہیں..... شاید اسے بھیں تھا کہ وہ کسی  
کے ہاتھ نہیں آئے گا..... آسانی سے نکل جائے گا..... لہذا یہاں پھوڑ جانے  
والے نشانات کی مدد سے بھی پولیس اسے ٹلاش نہیں کر سکے گی" - فابہق  
نے جلدی جلدی کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے" -

عین اس وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی..... انہوں نے دیکھا  
..... خاور خان اندر داخل ہو رہے تھے..... ان کی پیشانیوں پر بل پڑ گئے،  
اس کے ساتھ اس کا وکیل بھی تھا۔  
"کیا میں پوچھ سکتا ہوں ..... میرے بیٹے کو یہاں کیوں لا بایا گیا ہے .....  
خیال رہے ..... میرے وکیل چاہر طوفانی میرے ساتھ ہیں" -  
"جی ہاں! تم دیکھ رہے ہیں۔ یہ آپ کے ساتھ ہیں" -  
"میں ابھی بات نہیں کروں گا..... پہلے آپ کر لیں" - وکیل نے بر اسا  
منہ بنا لیا۔

"میرے بیٹے کو یہاں کیوں لا بایا گیا ہے" -  
"ان پر قاتلان حملہ کا الزام ہے..... میرے بیٹے پر انہوں نے حملہ کیا  
ہے اور اس حملے میں وہ رُشی بھی ہوا ہے" - انہوں نے جلدی جلدی کہا۔  
"یہ آپ نے اپنیں حملہ کرتے خود دیکھا تھا" - وکیل نے فوراً کہا۔  
"جی نہیں" - اپنے بڑے جہشید مسکرائے۔  
"تب آپ کیسے کر سکتے ہیں..... کہ حملہ انہوں نے کیا ہے" -  
"یہ وہاں ایک عدو ٹھوٹ پھوڑ آئے ہیں ..... بت بڑا ٹھوٹ" - وہ  
بولے۔

"بت بڑا ٹھوٹ ..... کیا مطلب؟" -  
وکیل اور خاور خان ایک ساتھ چلائے۔

”محمود کا کیا حال ہے..... میں آپ لوگوں کے لیے بہت پریشان ہوں، آپ لوگ تو بلاوجہ الجھے گے اس معاملے میں۔“

”کوئی بات نہیں جناب..... یہ تو ہمارا روزمرہ کام ہے۔“

”اب آپ میرے ہاں نہ آئیے گا..... میں ان لوگوں کو خود ہی دیکھ لون گا۔“ اجرام خیری نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب“ - فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

”کیا کیسے ہو سکتا ہے؟“

”یہ کہ ہم نہ آئیں..... اب تو ہمیں آنا ہو گا۔“

”آپ بلاوجہ خود کو خطرات میں ڈالیں گے۔“

”کوئی بات نہیں..... ہم اب اگر رہیں گے..... مجرم کا خواب خاک میں ملا دیں گے۔“ - فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

”کیا کہا آپ نے مجرم کا خواب؟“

”ہاں! مجرم کا خواب..... اس نے یہی خواب دیکھا ہے کہ آپ کو ختم کرادے..... لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے گا..... ہم اسے ناکام بنا دیں گے۔“

”میں اس کے لیے کافی ہوں..... ہاں اگر آپ لوگ میری الجھن میں اضافہ کریں گے..... جیسا کہ اب بھی اضافہ ہوا ہے، یہ بات میرے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے کہ میری وجہ سے آپ کے گھر کا ایک فرد زخمی ہو گیا ہے۔“

”اچھی بات ہے..... پلے ہم انکل اکرام کو بلا نہیں گے..... ذاکر صاحب کو تو فون کر دیں چکے ہیں۔“

یہ کہ کرفاروق نے اکرام کے نمبر ملاتے..... اکرام کے بجائے توحید احمد سے بات ہوتی..... اس نے فوراً ”سینٹ پیٹر کا کہنا..... اور وہ واقعی بست جلد آپی ما تھات اس کے ساتھ تھے..... انہوں نے ان نشانات کی تصاویر لینا شروع کیں..... راذہ پر پاؤزر چھڑک کر انگلیوں کے نشانات بھی لے لیے گئے..... ذاکر صاحب پلے ہی آچکے تھے..... وہ محمود کا معائدہ کرنے کے بعد اسے پی کر دے تھے۔

”زخم زیادہ گمراہ نہیں ہے ذاکر انکل۔“

”نہیں..... پریشان ہونے کی ضرورت نہیں..... محمود تین چار گھنٹے کے بعد چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے گا۔“

”اوے انکل۔“

میں اس وقت فون کی حکمتی بھی..... فاروق نے ریسیور انٹھایا تو دوسرا طرف اس کے والد تھے..... انہیں محمود کی حالت بتائی گئی اور ان نشانات کے پارہ میں بتایا گیا..... انہوں نے نشانات کی حفاظت کرنے کے لیے کہا..... فون بند کیا اسی تھا کہ حکمتی بیج اٹھی..... فاروق نے ریسیور انٹھایا۔

”اجرام خیری بات کر رہا ہوں۔“

”جی فرمائیے خیری صاحب؟“

"چھا..... تھیک ہے"۔ یہ کہ رانوں نے فون بند کر دیا۔  
 اسی وقت محمود نے آنکھیں کھول دیں۔  
 "م..... میں کہاں ہوں"۔ اس نے بوکھا کر کہا۔  
 "اپنے گھر میں، معمولی چوت آئی ہے ..... گھبراٹ کی ضرورت  
 نہیں"۔ فرزاد جلدی سے بولی۔  
 "اس کا رادہ معمولی چوت مارنے کا نہیں تھا..... میں نے اس کا ہاتھ  
 اٹھتے دیکھ لیا تھا..... بس میں نے بھکانی دے دیا..... ورنہ ضرب پوری  
 پڑتی"۔  
 "اللہ کا شکر کرو"۔  
 "وہ تھا کون؟"۔  
 "بما جان اس کے پیچھے گئے ہیں ..... اور ان شاء اللہ اسے گرفتار  
 کر کے آنکھیں کرے"۔  
 "اس کا مطلب ہے ..... یہ سب چکرا جرام خیری کے سلطے کا ہے .....  
 جب ان کے دشمنوں کو پتا چاکر کا ان کی مدد کے لیے، ہم وہاں جانے والے ہیں  
 وہ انوں نے ہمیں وہاں جانے سے روکنے کے لیے یہ کام کیا"۔  
 "ہاں ایسی کما جائیں گے ..... ویسے تم یہ سن کر غوش ہو گے کہ حملہ اور  
 ہمارے دروازے پر تین بیوں پھوڑ گیا ہے"۔  
 "کیا کہا..... اکٹھے تین بیوں ..... تب تو وہ کوئی نازی آدمی تھا"۔

"اب ہم ان بھروسوں کو معاف نہیں کر سکتے جناب ..... اب تو ان کا  
 ہمارا مقابلہ ہو کر رہے گا ..... محمود کے ہمراہ ہوتے ہی ہم آپ کے پاس پہنچ  
 جائیں گے"۔  
 "اف! میں آپ کو کس طرح سمجھاؤں ..... مجھے آپ و گوں کی ضرورت  
 نہیں ہے"۔ انوں نے جھلکا کر کہا۔  
 "جیزت ہے جناب ..... خیر ..... ہمدر صدر صاحب کو بتا دیتے ہیں ..... اور  
 نہیں آئیں گے آپ کے ہاں"۔  
 "آپ کچھ بھی کریں ..... بس یہاں نہ آئیں ..... میری اور ان کی لڑائی  
 ہے ..... میں کمزور نہیں، بزدل بھی نہیں ..... ایک ریڑاڑ کر گل بول .....  
 میں تو چھوڑوں گا نہیں لو ہے کے پتے"۔  
 "آپ کی ان سے دشمنی کیا ہے ..... یا آپ سے انہیں دشمنی کیا ہے"۔  
 "مگر یہ معلوم ہوتا تو میں کب کا نہیں گرفتار کر اچکا ہوتا ..... کیونکہ اس  
 صورت میں میں بکھر جاتا ..... وہ کون لوگ ہیں"۔  
 "تب آپ کو ہماری مدد کی ضرورت ہے"۔ فاروق مسکرا یا۔  
 "وہ کیسے؟" انوں نے چوکٹ کر کہا۔  
 "یہ یہ کہ یہ سراغ ہم لگا سکتے ہیں ..... وہ کون لوگ ہیں"۔  
 "اوہ ہاں ..... اس پہلو پر میں نے وحیان نہیں دیا تھا"۔  
 "تو پھر مریانی فرما کر اپ وھیں دے لیں ..... اور ہمیں پھر فون کر کے  
 بتا دیجئے گا کہ ہماری ضرورت آپ نے محسوس کی یا نہیں"۔

"تجھے لیا ہوا ہے..... میں تو بالکل تھیک ہوں۔"

"ابھی نہیں..... ڈاکٹر قاضل صاحب کر گئے ہیں..... تمہیں کم از کم تین چار گھنٹے تک تو ضرور آرام کرنا ہو گا۔"

"اوہ! یہ میرے لیے بہت مشکل ہے۔ اس لئے پریشان ہو کر کہا۔

"ہوں..... لیکن فی الحال تو تمہیں اب اجانت کا بھی اختیار کرنے ہے۔"

"ان سے موبائل پر بات کرو..... پوچھو..... وہ پکڑا گیا نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" فاروق نے گل اور دفتر کے نمبر طائے۔ اور ہر سو را "اسپکٹر جیشید کی آواز سنائی وی۔

"فاروق! بات کر رہا ہوں اب اجانت۔"

"محمود کا اب کیا حال ہے۔"

"محمود تھیک ہے۔" ہوش میں ہے۔ اور جانتا چاہتا ہے۔ وہ پکڑا گیا نہیں۔"

"ہاں بالکل۔ میں تمہر کر فون کروں گا۔" اتنا کہتے ہی فون بند کر دیا گیا۔

"اجانت فی الحال ہم سے بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ شاید دفتر میں ان کے پاس کچھ لوگ موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں وہ کہتا نہیں چاہتے۔ وہ پھر فون کریں گے۔ تھارا مجرم پکڑا چاہکا ہے۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی ناہات۔" محمود خوش ہو گیا۔

"کم از کم وہ انتہی ذرا سیور نہیں تھا۔۔۔ یا اس کا ساتھی انتہی ذرا سیور نہیں تھا۔۔۔ کوئک اتنی دیر میں ہی گاڑی نظروں سے او جمل ہونے کے قریب ہو گئی تھی۔۔۔ ہم نے صرف اس کی بچھی لائیں دیکھی تھیں۔

"ہوں۔۔۔ پھر۔۔۔ تم نے اب تک کیا خیال قائم کیا؟" محمود نے پوچھا۔

"محمود۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔ ابھی جمیں آرام کرنا چاہئے۔۔۔ اور ذہن پر زور نہیں دینا چاہئے۔" پروفیسر داؤڈ بولے۔

"لیکن انکل میں بالکل تھیک ہوں۔"

"اچھا۔۔۔ جیسے تمہاری مرخصی۔"

"ہاں، فاروق۔۔۔ فرزاد۔"

"ہم فی الحال کوئی خیال قائم نہیں کر سکتے۔۔۔ ادھرا جرام خیری صاحب بھی ہماری مدد لینے کے لیے رضامند نہیں ہیں۔۔۔ دراصل یہ قیصلہ صرف صدر صاحب کا تھا۔۔۔ جب کروہ چاہتے ہیں۔۔۔ ہم ان کے معاملے میں ناگہ نہ اڑائیں۔۔۔ البتہ میری یہ بات سن کروہ ہمیں بلاتے پر شم رضامند ہوئے ہیں کہ ہم ان کے دشمنوں کا سراغ لگا کتے ہیں۔۔۔ جب کروہ یہ کام نہیں کر سکتے۔"

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ ہم وہاں جا رہے ہیں۔"

"ہاں شاید۔۔۔ تمہاری حالت بہتر ہونے کی دیر ہے۔۔۔ ہم وہاں جائیں گے۔"

"میرا خیال ہے..... ہمیں ٹھانقی انتظامات کر لینے چاہئیں..... ناکام ہونے کے بعد حل پھر ہو سکتا ہے۔" فرزان نے کہا۔  
 "لیکن کیسے..... وہ تو اب گرفتار ہو چکا ہے۔"  
 "اگر فتار ہونے والا تو کرانے کا غذہ بھی ہو سکتا ہے..... اصل مجرم کا ۲۔ کار بھی ہو سکتا ہے..... اصل مجرم کسی اور کو بھیج سکتا ہے۔"  
 "اوہ ہاں واقعی ..... لمحرو ..... میں تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیتا ہوں۔" فاروق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

\*\*\*\*\*

"جی ہاں! ہم بت پیدا شوت..... لو ہے کے جس راؤ سے انہوں نے دار کیا..... وہ یہ وہیں پھینک آئے ہیں..... ان کے بوٹوں کے نشانات بھی وہاں موجود ہیں..... اور کار کے نازروں کے نشانات بھی..... اور آپ کتنے شوت چاہتے ہیں۔"

خاور خان نے سوالیہ انداز میں وکیل کی طرف دیکھا جیسے کہ رہا ہو۔  
 "کیوں وکیل صاحب..... یہ شوت ہمارے خلاف استعمال ہو سکتے ہیں یا نہیں۔"

"کیا آپ کو یقین ہے..... وہ نشانات اُنی کے ہیں..... اور راؤ پر بھی ان کی انگلیوں کے نشانات ہیں..... اور وہاں پائے جائے والے نازروں کے نشانات ان کی کار کے ہیں۔"

"ہاں بالکل..... مجھے یقین ہے..... سو فیصد یقین۔"  
 "کیا مجھے اجازت ہے..... میں اپنے موکل سے کچھ پوچھ لوں۔"

"کیا آپ اپنی اگ لے جا کر بات کرنا چاہتے ہیں؟" انہوں نے پوچھا۔

"میں..... جو پوچھوں گا آپ کے ساتے پوچھوں گا۔"

"ضرور پوچھیں..... کوئی اعتراض نہیں۔" وہ مسکرائے۔

"کیوں زوار خان صاحب۔ کیا آپ نے اسکلز جیسید کے گھر کے کسی فرد پر عملہ کیا ہے؟" -

"میں نہیں..... بالکل نہیں۔"

"کیا آپ اپنی کار انڈے کے گھر کے دروازے سکھ لے کر گئے تھے..... اور کیا آپ کے ہاتھ میں اس وقت لوہے کا کوئی راذ تھا؟"

"نہیں..... بالکل نہیں۔" اس نے پھر کہا۔

"کیا آپ یہ بات پورے بیٹھنے سے کہ رہے ہیں؟"

"ہاں وکیل صاحب..... اس میں کم بھین سے کہنے کی کیا بات ہو سکتی ہے؟"

"اوہ ہاں! یہ تو میں بھول ہی گیا..... خیر..... کیا میں ان سے گھر لے لوں ..... مجھے پریشان تو نہیں ہونا چاہے گا۔"

"میں..... اکل..... بالکل نہیں..... ہاں اتنا ضرور ہے..... میں اس طرف سے گزر ضرور رہا تھا اور میری کار کی رفتار بھی اس وقت بہت تیز تھی ..... غالباً" اسی وجہ سے اپنی بھجوپر شک ہوا اور انہوں نے تعاقب کر دیا۔ میں نے خیال کیا یہ مجھ سے دوڑ لگا رہے ہیں..... بس میں نے رفتار اور

تیز کر دی۔.... اب یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے..... کہ میں ڈرائیور نگف میں کتنا ماہر ہوں..... کتنے مقابلے جیتے ہیں میں نے..... میں بھی اڑ گیا..... لیکن جب میں نے دیکھا کہ تعاقب کرنے والے صاحب تو کسی طرح پیچھا ہی نہیں پھوڑ رہے..... تو میں نے سوچا..... اب رک جانا چاہئے..... اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ کسی شک کی بناء پر تعاقب کر رہے ہیں تو میں ہرگز دوڑنے لگتا اور پہلے ہی رک گیا ہوتا..... بس کہاں تو صرف اتنی ہے..... باقی ان کے بیٹھے پر حلہ کس لے کیا..... یہ مجھے معلوم نہ نہیں۔"

"آپ نے میرے موکل کا بیان سنًا؟" وکیل ان کی طرف مزا۔

"بھی بہاں سنًا..... اکلیوں کے نشانات..... جو توں کے نشانات اور کار کے ہاتزوں کے نشانات..... یہ تم بڑے ثبوت ہیں ہمارے پاس ان کے خلاف..... ان کا آپ کیا کریں گے؟"

"اگر میرے موکل کا بیان یہ ہے کہ انہوں نے حلہ نہیں کیا..... تو وہ نشانات ان کے کس طرح ہے کتنے ہیں..... اصل میں دھوکا آپ کو ان کی تیز رفتار کی ہاتھ پر ہوا ہے..... اب انہیں کیا معلوم تھا..... کہ جب یہ بہاں سے گزر رہے ہوں گے تو میں اس وقت آپ کے گھر پر کوئی حلہ آور ہو رہا ہو گا..... یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے..... کہ آپ کے دشمن ان گست ہیں۔"

"ہاں! یہ بات میں جانتا ہوں..... ایک منٹ تھریں..... میں پچھا کرتا ہوں ..... نشانات یہاں کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے؟"

"اچھی بات ہے۔"

"وکیل صاحب..... میں آپ کے موکل سے صرف ایک سوال پوچھوں گا..... امید ہے یہ جواب دیں گے۔"  
"ضرور کیوں نہیں۔"

”مشیرزادار خان آپ میرے گھر کے پاس سے گزر رہے تھے.....  
آپ کا کہاں چانے کا رادہ تھا اور کیوں.....بس اتنا بتاؤں۔“

یہ پوچھتے وقت انہوں نے بخور اس کی طرف دیکھا.....اس کے چہرے پر ذرا بھی گھبراہٹ کے آثار نظر نہ آئے..... قورا "بولان۔

"میں اپنے ایک دوست سے ملتے چارہا تھا..... لیکن جب آپ نے  
تحاکپ کیا..... تو میں دوست کو بھول گیا۔"

”دوست کا نام ہے۔۔۔“  
 ”تھویر جالی 913 راج گر۔۔۔ جس سڑک پر میں آگے چاکر مرا  
 تھا، وہ راج گر کی طرف بھی جاتی ہے۔۔۔ لیکن تعاقب کی وجہ سے مجھے  
 پیدھے چاند رنگ کیا۔۔۔“

”ہوں صحیک ہے..... آپ جا سکتے ہیں..... تو یہ چنان کافون نمبر؟“۔  
اس نے فون نمبر لکھوا دیا..... پھر وہ انٹھ کر برے برے منہ بنا تے چلے گئے۔

"کیا ہوا سر" -

انہوں نے اکرام کو فون کیا..... اس نے بتایا کہ پورہ منٹ تک تمام  
نشانات دفتر میں ہوں گے..... یہ سن کر وہ ان کی طرف مڑے۔  
”آپ کو پورہ منٹ تک انٹھار کرنا پڑے گا۔“  
”کوئی بات نہیں۔“ وکیل نے فوراً ”کہا۔

پھر پندرہ میٹ بعد اکرام وہاں چھو گیا..... اب زوار خان کی انگلیوں کے نشانات لیے گئے ..... جوتے کا نشان بھی لیا..... کارکے تالزروں کے نشانات اکرام نے پسلے ہی منگالیے تھے..... ان نشانات کو آپس میں ملا یا گیا۔ اور چھ اکرام افسکو جم شد بست زور سے اچھے۔

"یہ..... یہ کیا..... یہ نشانات تو بالکل مختلف ہیں، راؤ پر پائے جائے والے نشانات زوار خان کے ہیں..... نہ جو توں کے نشانات زوار خان کے جو توں کے ہیں..... اور نہ کار کے نائزون کے..... اب..... اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

”ہمیں غور کرنے دیں پلیز“۔  
 ”آپ میرے موکل کی ہتھیاری پہلے کھو لیں..... اتنی دیر تک آپ نے  
 ٹکڑوں پر ہتھیاری لگائے رکھی“۔ وکیل نے تاخو شکوار انداز میں کہا۔

"اپنی بات ہے..... آکرام ان کی ہٹکڑی کھول دو۔" -  
 ہٹکڑی کھول دی گئی..... اسکلر جشید چند لمحے تک غور کرتے رہے  
 ..... پھر اچانک پوچھے۔

"اس پر غور کرنا ہو گا کرام..... اس قدر جلد کوئی حملہ آور کس طرح  
عائد ہو گیا..... اگر وہ یہ نہیں تھا..... کیا وہ اس سے بھی زیادہ نیز رفتار  
تھا۔"

"لیکن راؤ پر اس کی انگلیوں کے نشانات بھی تو نہیں ہیں..... نہ جو توں  
کے نشانات اس کے ہیں، نہ کار کے ناٹروں کے نشانات ملتے ہیں..... سر۔"  
"ہاں اکرام..... یہ عجیب بات ہو گئی..... بت عجیب..... اگر راہ پر  
نشانات بالکل نہ ہوتے تو کہا جا سکتا تھا کہ اس نے دستانے پس رکھے تھے.....  
جو اس نے کار چلاتے وقت انہار کر پھینک دیئے..... جوتوتے بھی کار میں  
دوسرے رکھے ہوئے تھے..... پسلے پھینک کر دوسرے پس لیے..... اگرچہ  
چلتی کار میں ایسا کرنا آسان نہیں تھا..... لیکن کسی حد تک یہ ہو سکتا ہے.....  
لیکن یہ کار کے ناٹروں کس طرح تبدیل کر سکتا تھا..... نہیں اکرام..... حملہ آور  
یہ نہیں تھا..... آج بھم سے دھو کا ہو گیا..... بھول ہو گئی۔"  
"پلے خیر..... کوئی بات نہیں..... میرا خیال ہے..... اپ کو گھر جانا  
چاہئے..... وہاں محمود سے مل لیں۔"

"ہاں تھیک ہے۔"

وہ گھر پہنچے۔ تو سوال یہ چہرے ان کی طرف انہوں گے..... بواب میں وہ  
مکڑا دیئے اور پھر انہیں ساری کمائی سادوی۔  
"یہ..... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"لیکن خیر..... ہمارے پاس تین نشانات موجود ہیں۔۔۔ اور وہ ہمارے  
کام آئیں گے۔"

ای وقت انہیں خیال آیا۔۔۔ انہوں نے توبیر جالی کے نمبر ڈائل  
کے..... سلطے ملنے پر بولے۔

"لیا یہ توبیر جالی صاحب کا نمبر ہے۔"

"تی ہاں افراطیے۔۔۔ آپ کون صاحب ہیں۔"

"خادم کو اسکلر جیشید کہتے ہیں۔"

"اوہ وہ اچھا۔۔۔ آپ کو مجھ سے کیا کام آپڑا۔"

"زوار خان کو پانتے ہیں۔"

"تی ہاں ایوں نہیں۔۔۔ میرے بہت اچھے دوست ہیں۔"

"آپ سے اکثر ملنے آتے ہیں۔"

"اکثر تو خیر نہیں۔۔۔ ہاں بھی بھی۔۔۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"ایک سلطے میں۔۔۔ وہ آپ کو بتاہی دیں گے۔۔۔ اچھا ٹکریا۔۔۔ یہ کہ  
کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

"یہ شخص تو ہر طرح بے قصور ثابت ہو رہا ہے۔۔۔ شاید انہیں اس  
کیس سے اسے بالکل الگ کرنا پڑے گا۔"

"آپ ہماری سختے۔۔۔ اجرام خیری صاحب نے فون کیا تھا کہ محمود پر  
سلے کی خیر سے اسکی بیٹھانی ہوئی ہے۔۔۔ افسوس بھی کرو رہے تھے۔۔۔ ساختہ  
عنک کر رہے تھے۔۔۔ آپ لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ وہ خود اپنے

دشمن سے جبکہ میں گے..... لیکن ہم نے اپنی مشورہ دیا کہ ہمارا آنا ان کے  
جن میں مندرجہ ہے گا..... اس لیے کہ ہم ان کے دشمن کا سراغ لگا سکتے ہیں  
..... جب کہ وہ سراغ نہیں لگا پس میں گے..... اس پر وہ کسی حد تک رضاخت  
ہوتے ہیں"۔

"محبک ہے..... اب تو ہاں جانا ہی ہو گا"۔ اپنکے جمیلہ مکارے۔

"لیکن ایا جان..... آپ نہیں..... صرف ہم"۔

"اوہ ہاں..... یہ بھی ہے..... خیر..... فون پر وقتاً فوقاً" رپورٹ  
دیتے رہنا۔

"جی! اچھا"۔

اسی شام وہ اپنی کار میں اجرام خیری کی طرف رواد ہوئے ..... محمود  
کے سر پر پنڈھی تھی..... خان رحمان اور پروفیسر داؤد گود وہیں اپنے  
والد کے پاس چھوڑ آئے تھے۔

"سوال یہ ہے..... حملہ آور کون تھا"۔ فرزانہ بول اٹھی۔

"اڑے ہاں! ہم نے اس بارے میں اکل اکرام سے تو پوچھا ہی  
نہیں"۔ محمود نے چونکہ کہا۔

"اپنی معلوم نہیں..... تو تھا میں گے کیا"۔

"اوہ ہو سمجھا کرو..... جس شخص کے نشانات را ذپٹے ہیں..... کیا وہ  
ریکارڈ میں نہیں ہو سکتا"۔

"باکل ہو سکتا ہے..... اچھا خیال ہے..... میں اکل کو فون کرنا  
ہوں"۔

اکرام کو فون کیا گی؟ اس کی آواز سن کر فاروق نے کہا۔

"اکل اراڑ پر جس شخص کی الگیوں کے نشانات ہیں..... ہمیں اسے تو  
ٹلاش کرنا چاہئے تھا"۔

"اپنکے صاحب اس سلسلے میں فون کر چکے ہیں اور وہ ہستے ہوئے یہ بھی  
ہمارے تھے کہ اب تم اوگ بھی اس سلسلے میں فون کرو گے"۔ اکرام نے  
خود بھی یہ الفاظ ہستے ہوئے کہ۔

"تب پھر..... آپ نے ریکارڈ چیک کرالیا"۔

"ہاں باکل..... لیکن اس بار کا مجرم بت چالاک ہے..... اس نے یہ  
کام کسی پرانے مجرم سے نہیں لیا" ایسے آدمی سے لیا ہے جس کا ریکارڈ نہیں  
ہے"۔

"اوہ..... اس کا مظہب ہے..... اب ہمیں اجرام صاحب کے ہاں ہی  
جانا ہو گا..... وہیں ان مجرموں سے ملاقات کرنا ہوگی"۔

"باکل..... ویسے اجرام صاحب اگر صرف اتنا ہتا دیں کہ وہ لوگ ان  
کے دشمن کیوں ہیں تو یہ کیس کچھ بھی نہیں ہے"۔

"ہم وہاں جا کر پہلی کوشش یہی بات معلوم کرنے کی کریں گے.....  
آپ غردنہ کریں اور ہمارے لیے دعا کریں"۔

"اوکے"۔ اکرام نے نہیں کہا۔

اور پھر وہ اجرام خیزی کی کوئی بھی کے پاس بیٹھ گئے..... کوئی بہت طویل و عریض اور شان دار قسم کی تھی ..... اسے محل بھی کہا جا سکتا تھا ..... دروازے پر ہاوردی ملازم موجود تھے ..... ان کے ہاتھوں میں اسلو بھی تھا ..... ان کے علاوہ کوئی بھی کے چاروں طرف بھی سچ آدمی کھڑے کے گئے تھے ..... چھت پر بھی چار آدمی نظر آئے۔

"خفاہت کے انتظامات تو کافی کر لئے گئے ہیں ..... اب یہاں دشمنوں کی کیا الگی گلے گی" - فاروق بولا۔  
"یہاں دشمن کسی اور روپ میں تو اندر داخل ہو سکتا ہے" - فرزانہ تھہ بیایا۔

"لیکن ہمیں آپ تو ابھی بچے ہیں" -  
"تم تو خاموش ہی رہو ..... جب بولنے میں وقت نہ محسوس ہو" اس وقت باتیں کر دینا" - فرزانہ نے اسے گھورا۔

"اچھا بڑی اماں" - محمود مسکرا یا۔  
"پھر بولے تم" - فرزانہ بھٹائی۔  
"اڑسے صرف بڑی اماں تو گما ہے" - محمود نے فوراً کہا۔

"اور یہ ہو جملہ بول دیا" -  
"بس ہو چکے تم وہ نوں تو خاموش ..... میں اتر کر بات کرتا ہوں" -

فاروق نے تھلاکر کہا اور کار سے اتر کر گیت کی طرف بڑھا ..... رانوں کی راتیں فوراً اس کی طرف تیکھیں۔

"عد ہو گئی ..... دشمن اس طرح نہیں آیا کرتے" - فاروق نے براسا منہ بیایا۔

"دشمن تو کسی بھی روپ میں آ سکتا ہے ..... آپ کون ہیں" - ایک نے زرم لجئے میں کہا۔

"ہمیں یہاں اجرام صاحب کی خفاقت کے لیے بھیجا گیا ہے" -  
"کیا ..... آپ تو ابھی بچے ہیں" -

"ہاں ایکن لوگوں کا ہوتا ہے کہ ہم بہت قدر تاک پہنچے ہیں" - فاروق مسکرا یا۔

"فاروق! ادھراو ہر کی باتوں کی بجائے کام کی بات کرو ..... اسیں اپنے کارڈو کھاؤ ..... اور ہتاو ..... کہ اجرام صاحب نے ہمیں آئے کی اجازت دی ہے" - فرزانہ نے بچے سے بانک لگالی ..... اب وہ وہ توں بھی کار سے اتر آئے تھے۔

"اوہ ..... آپ محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں ..... سب تو ہمیں افسوس ہے" -

"اس میں افسوس کی کیا بات ہے؟" - امام نے بھاٹا کا ہاتھ لے لیا۔  
"یہ بات سیس ہے ..... آپ سمجھے نہیں میں کیا کہنا چاہتا ہوں" - "کہا

"تو پھر تائیں ..... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" - امام نے بھاٹا کا ہاتھ لے لیا۔

"آپ اندر نہیں جا سکتے ..... ابھی ابھی آپ کے بڑے میں انہوں نے ہمیں بھاٹا کا ہاتھ لے لیا۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلا گئے۔

\*\*\*\*\*

الاہم، ان، انک، اہل بعلوڑا

## ہاتھ اٹھا دو

چند لمحے تک وہ انہیں گھورتے رہے پھر محمود نے کہا۔  
”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

”کیوں جناب! ہو کوں نہیں سکتا۔“

”مطلوب یہ کہ صدر صاحب نے ہمیں یہاں پہنچنے کے لیے کہا..... اس پارے میں اجرام صاحب سے بھی بات ہوئی ..... انہوں نے ہماری ایک تجویز سے اتفاق کیا..... اور ہمیں یہاں آنے کی اجازت دی..... اب آپ کہ رہے ہیں ..... کہ انہوں نے ہدایات دی ہیں کہ ہمیں اندر نہ آنے دی جائے۔“

”ہاں! یہی ہدایات ملی ہیں..... تاہم انہوں نے کہا تھا..... آپ سے فون پر بات کراوی جائے۔“

”ٹھیک..... اتنا بھی کافی ہے..... کرائیں بات۔“

فون فاروق کے ہاتھ میں تھام دیا گیا..... دو سری طرف سے اجرام خیری صاحب کی آواز سنائی دی ”وہ بولا۔

”ہم باہر موجود ہیں سر..... یعنی محمود، فاروق اور فرزانہ..... لیکن یہاں ہم نے نیا حکم سنائے۔“

”اوہ ہاں! مجھے بت افسوس ہے ..... لیکن اب صورت حال بت بیکب ہو گئی ہے۔“

”جی کیا مطلب؟“ - فاروق نے چونک کہا۔

”دو شہروں کا فون ملا ہے..... انہوں نے واضح دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے آپ لوگوں کو کوئی کے اندر قدم رکھنے دیا تو وہ کوئی کوئم سے اڑا دیں گے..... اور اس طرح میرے یہوی پیچے اور حافظہ ساتھ مریں گے..... جب کہ ان کی دشمنی صرف مجھ سے ہے اور ان کا کہنا ہے..... وہ صرف اور صرف میری جان لینا چاہتے ہیں..... اپنی جان بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں ضرور ماریں ..... کوشش کریں ..... لیکن اپنے گھر جسیدہ یا ان کے بچوں کو ہرگز نہ بائیں۔“

”جیت ہے..... کمال ہے..... افسوس ہے۔“ - فاروق نے جلدی سے کہا۔

”کیا کیا چاہئے..... مجبوری ہے۔“

”اچھی بات ہے..... ہم واپس چلے جاتے ہیں ..... لیکن آپ کم از کم ہمارے ایک سوال کا بواب تودے دیں۔“

”ورود کیا؟“ -

نے۔ ایک بارہ جس کو دشمنی کیا ہے۔۔۔ یا آپ کو ان سے دشمنی کیا

سکتے ہیں۔۔۔ کاش میں چاند۔۔۔ تو فوراً "آپ کو بنا دیتا۔۔۔ روشن تو یہی ہے کہ مجھے

کچھ معلوم نہیں ہے۔"

"تب تو ہم آپ کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں۔"

"میرا یہ بہت بہت۔۔۔ آپ کو زحمت ہوئی۔۔۔ لیکن آپ خود سوچیں۔۔۔ آپ کی وجہ سے میں بھم کا خطرہ کیسے مول لوں۔"

"ہوں۔۔۔ آپ نمیک کہتے ہیں۔"

میں اس وقت ایک بڑی گاڑی پکھ فاسٹے پر آگر رکی۔۔۔ اور اس سے اندھا و حند فائر گک ہونے لگی۔۔۔ انہوں نے زین پر لوٹ لگا کر خود کو گولیوں سے بچانے کی بر وقت کوشش کی۔۔۔ ورنہ وہ تو ہو گئے تھے چھٹانی۔۔۔ اوہڑا جرام صاحب کے مخالفوں نے بھی فوری پوزیشن لے لی تھی اور اس پر ابر گاڑی پر فائر گک کر رہے تھے۔۔۔ لیکن گاڑی ان کی ریٹ سے دور گئی۔۔۔ جب کہ حملہ آوروں کے پاس دور مار اسلحہ تھا۔۔۔ نتیجہ یہ کہ حملہ آوروں کی گولیاں تو ان تک پہنچ رہی تھیں۔۔۔ ان کی گولیاں حملہ آوروں کے نزدیک میں جاری تھیں اور یہ صورت حال خطرناک تھی۔

"آپ لوگ فوراً" کوٹھی میں داخل ہو جائیں۔۔۔ محمود چلایا۔

"ہا! اب کی کرنا ہو گا۔۔۔ تب پھر آپ بھی آئیں۔۔۔ ایک گمراہ

پول۔

"لیکن ہمارا داغہ تو منع ہے۔"

"اس طرح آپ اپنی بانوں سے باخوبی بھیشیں گے۔۔۔ یہ کارکی اوت آپ کو کہہ تک جائے گی۔۔۔ آجایں اندر۔"

انہوں نے سوچا "خور کیا۔۔۔ چاروں طرف کا جائزہ لیا۔۔۔ اور پھر بھی چارہ نظر آیا کہ اندر چلے جائیں۔۔۔ کوٹھی کی دیواریں ہی ان کے لئے آڑ بن سکتی تھیں۔۔۔ لذاد وہ سینے کے بل کارکی اوت میں اندر کی طرف ریگئے گئے۔۔۔ محافظوں سے پہنے اندر کا ریٹ کر چکے تھے۔۔۔ جلد ہی وہ سب اندر داخل ہو گئے۔۔۔ پھاتک بند کر لیا گیا۔۔۔ جو نبی وہ اندر روانی حصے میں پہنچے انہوں نے اجرام خیری کی کانپتی آواز سنی۔

"میں نے فون کر دیا ہے۔۔۔ پولیس آئے والی ہے۔۔۔ تم لوگ چھٹ پر جا کر پوزیشن لے لو۔۔۔ تاکہ وہ گاڑی نزدیک نہ لاسکیں۔۔۔ انہیں کوٹھی سے دور تو رکھی کہتے ہیں ہم۔۔۔ اوہو۔۔۔ یہ حضرات بھی اندر آگئے۔۔۔" "برستی گولیوں میں انہیں باہر کیسے پھوڑا جائے؟ تھا سر۔"۔۔۔ ایک محافظ نے منہ بھایا۔

"اوہاں۔۔۔ خیر۔۔۔ دیکھا جائے گا۔۔۔" وہ چھٹ کی طرف دوڑ گئے۔

"آپ فخر نہ کریں خیری صاحب۔۔۔ ہم بھم کو اندر آئے دیں گے تو وہ پہنچے گا۔۔۔"

"ہوں نمیک ہے۔۔۔ وہ بعد کی بات ہے۔۔۔ پہلے ان سے بہت لیں۔۔۔"

"ان سے بٹنے کے لئے پولیس کو بلانے کی ضرورت نہیں تھی۔"  
فرزانہ کی آواز سنائی دی۔

"کیا کہا۔۔۔ پولیس کو بلانے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ آپ دیکھ نہیں  
رہے۔۔۔ ان کے پاس دور مار اسلحہ ہے۔۔۔ جب کہ ہمارے اسے کی گولیاں  
ان تک نہیں پہنچ رہیں۔۔۔"  
"ہاں! ہم یہ دیکھے چکے ہیں۔۔۔ اس کے باوجود ہم اپنیں پولیس کی مدد  
کے بغیر بھاگ سکتے ہیں۔۔۔"

"آخوندی ہے؟۔۔۔"  
"ہمیں کچھ گویندگی دیں۔۔۔"

"اپنی بات ہے۔۔۔ آپ کاملاں بھی دیکھ لیتے ہیں۔۔۔" اجرام نے من  
ہٹا کر کہا۔

انہوں نے گولیوں کا پارو دنکا اس کی ایک پولی ہٹائی۔۔۔ اور پھر  
چھست پر آئے۔۔۔ پھست پر مخالف برادر گولیاں چارہ ہے تھے۔۔۔ لیکن ان کی  
گولیاں دشمن کا کچھ بھی نہیں بگاڑ رہی تھیں۔۔۔ ہاں اتنا ضرور تھا کہ گازی  
آگے نہیں آ رہی تھی۔۔۔

"آپ ووگ ڈرا فائز گنگ روک دیں۔۔۔" محمود بولا۔

"کیا کہا۔۔۔ فائز گنگ روک دیں۔۔۔"

"ہاں بالکل۔۔۔ فائز گنگ روک دیں۔۔۔"

"جنہی ہم فائز گنگ بند کریں گے۔۔۔ وہ اپنی گاڑی نزدیک لے آئیں  
گے اور اس طرح ہو سکتا ہے۔۔۔ کوئی پر وہ بم ماریں۔۔۔" اجرام نجی نے  
منہجاں کہا۔

"اوہ۔۔۔ آپ روکیں تو سی۔۔۔"

"روک دو بھی فائز گنگ۔۔۔ انہوں نے چیزے مجبور ہو کر کہا۔  
فائز گنگ بند ہو گئی۔۔۔ دشمن نے بھی یہ بات فوراً "محوس کرن۔۔۔  
لہذا ان کی گاڑی آگے بڑھنے لگی۔۔۔"

"محمود۔۔۔ تم را افلح تھامو۔۔۔ میں پولی فضا میں اچھاوں کا۔۔۔  
جنہی گاڑی زد میں آئے گی۔۔۔ تم فائز کرو گے۔۔۔" فاروق نے جلدی جلدی  
کہا۔

"اوکے۔۔۔ محمود مسکرا یا۔۔۔"

"کیا کہ ناچاچا چھے ہو بھی۔۔۔"

"بس دیکھتے جائیں۔۔۔"

جنہی گاڑی ان کی زد میں آئی۔۔۔ فاروق نے بارو دوالی پولی اچھال  
دی۔۔۔ اوہر محمود نے پولی پر فائز کیا۔۔۔ گولی پولی کو گلی اور گاڑی پر آگ  
بر سی محوس ہوئی۔۔۔ دشمن گھرائے، اوہر گاڑی نے آگ پکالی۔۔۔ دشمن  
اس سے نکل کر بھاگے۔۔۔ محمود نے انشاد بیا اور ان پر بے تحاشہ فائز گنگ  
کر دی۔۔۔ ان میں سے دو گرے۔۔۔ باقی نکل گئے۔۔۔ فوراً ہی میدان  
ساف ہو گیا۔۔۔ اب گاڑی دھڑا دھڑا جل رہی تھی۔۔۔"

"حد ہو گئی.....کمال ہو گی۔" - اجرام خیری کے منز میں سے نکلا۔  
 "اسی لیے صدر صاحب نے یہ خواہش کا ہر کی تھی کہ آپ انہیں  
 بدلیں۔" - ایک حافظہ بولا۔  
 "اب.....اب چاہے کچھ ہو جائے.....میں انہیں اپنے ساتھ رکھوں  
 گا۔"

"شکریہ جتاب! اگر یہ بات ہے تو ہم بھی وعدہ کرتے ہیں.....ہم کو  
 اندر نہیں آنے دیں گے۔"

میں اس وقت پوچھنے کی گاڑیوں کی آواز گونج اٹھی۔

"لیجئے.....پوچھنے بھی آگئی۔" - یہ بیٹھ اس وقت آتے ہیں۔ - جب  
 مجرم بھاگ پکے ہوتے ہیں۔" - ایک حافظہ نے ٹیز خاصاً بنایا کہ کہا۔

"لیکن بھی.....اس وقت ان کا کوئی قصور نہیں.....انہیں اطلاع ہی  
 ابھی پہنچنے پسند نہیں ہے۔"

وہ نیچے اتر آئے۔ - پوچھنے کا استقبال کیا گیا۔

"اس کا مطلب ہے.....آپ کے محافظوں نے میدان مار لیا.....  
 دشمن کو بھیجا دیا۔ وہ اپنے دو ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ گئے ہیں۔" - پوچھنے  
 افسر نے حضرت سے بھرپور لیجے میں کہا۔

"یہ کمال میرے محافظوں کا حصہ.....ان کا ہے۔" - اجرام خیری  
 بولے۔

"اوہ یہ.....یہ تو شاید محمود فاروق اور فرزانہ صاحبان ہیں۔"

"شاید نہیں جتاب.....یقیناً۔" - فاروق مسکرا یا۔  
 "اوہ ہاں.....بالکل.....آپ لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوئی۔.....  
 آپ کے کارناموں کا میں دل سے قائل ہوں۔.....محض راجا شیروالی کہتے  
 ہیں۔"

"خوش ہوئی آپ سے مل کر۔" - محمود نے کہا۔  
 "اب ہمارے لیے کیا حکم ہے.....کیا ان لاشوں کو اخراجے جائیں۔"  
 "تھی نہیں.....یہ کام آپ ہم پر چھوڑ دیں۔.....اب یہ محالہ ہمارا مکمل  
 دیکھے گا۔"

"اوہ اچھا.....لیکن آپ کے گھنے کے مغلے کے آتے تھے میں اپنے عمل  
 کے ذریعے ان لاشوں اور جلتی گزری کی گرانی تو کراؤں تا۔"  
 "ہاں ضرور.....کیوں نہیں۔"

وہ وہیں اپنے تھب کو بدایات دینے لگا۔ - وہ بدایات سن کر ہر چالا کیا  
 .....فاروق اس وقت اکرام کو اطلاع دے چکا تھا۔  
 "یہے انسکر صاحب.....ہم چائے پیتے ہیں۔.....آپ لوگ کہی  
 آئیے۔"

"اوہ بہت بہت شکریہ۔" - راجا شیروالی نے خوش ہو کر کہا۔  
 "لیکن خیری صاحب.....ہمارا یہ چائے کا وقت نہیں ہے۔.....اور ہم  
 بے وقت چائے نہیں پیتے۔"  
 "آپ کی مرضی۔"

"اے..... وہ میرا بیک بھی"۔ اس نے جیپ میں بیٹھ کاشیبلوں کی طرف مرکر دیکھا۔

"سر..... جب آپ اندر سے باہر آئے تھے۔ تو بیک آپ کے کندھے پر نہیں تھا۔"

"حد ہو گئی..... اس کا مطلب ہے..... میں بیک پھر کسی اندر ہی بھول گیا..... ایک منٹ"۔

اس نے کہا اور اندر کی طرف پکا۔ فرزانہ بھی اس کے بیچھے لگی۔ اندر وہی دروازے کے پاس ہی بیک فرش اسے نظر آیا۔ شیر وانی اس کو انعام بھاگ کر فرزانہ بول اٹھی۔

"ایک منٹ شیر وانی صاحب؟"۔

"اب کیا ہے"۔ شیر وانی نے سیدھا ہوتے ہوئے الجا۔

"بیک تو آپ کے ہاتھ میں تھا..... پھر آپ نے یہ فرش پر کیوں رکھ دیا؟"۔

"میں نے یہاں پینٹ کی چیزیں کسی تھیں تو را..... اس لیے بیک رکھ دیا"۔

مریانی فرمکر آپ اپنے ہاتھ اوپر انعام دیں۔ ساتھ ہی اس نے او کی آواز مند سے نکالی۔

"گک..... کیا مطلب..... یہ کیا؟"۔

وہ دوہیں صحن میں آئی کر سیوں پر بیٹھ گئے۔ جلد تی ملازم نے چائے میز پر رکھ دی۔ وہ چائے پینے لگے۔

"اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ ان کا عملہ آئی جائے گا"۔ راجانے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ راجا صاحب"۔ اجرام ساحب بولے۔

راجا شیر وانی نے باہر کا رخ کیا۔

"اے شیر وانی صاحب۔ آپ اپنے بیک بھولے جا رہے ہیں"۔

شیر وانی پوچک کر ہزا ور میز کے نیچے رکھا بیگ دیکھ کر ماٹھے پر ہاتھ مار کر بولتا۔

"حد ہو گئی..... یادداشت کس قدر کمزور ہو گئی ہے"۔

وہ دوپس اونٹ..... بیک انعامیا اور باہر کی طرف چلا۔

"او گھوو..... ذرا تم مرنے والے دو آدمیوں کو وکھلیں..... شاید اکل اکرام انہیں پہچانتے ہوں"۔ فرزانہ نے کہا اور باہر کی طرف چل پڑی۔

"میں بھی چتا ہوں"۔ اجرام خیری بولے۔

"یہ آجیے"۔

وہ باہر نکل آئے۔ فرزانہ نے دیکھا۔ راجا شیر وانی اپنی بیب میں جنہے رہا تھا۔ وہ ذرا اس کی طرف آئی۔

"راجا صاحب..... آپ کا بیک کمال ہے"۔

وہ فرزانہ کے پانچھ میں پستول دیکھ کر بری طرح اچھا..... اسی وقت  
دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔

\*\*\*\*\*

## کہانی

محود اور فاروق اندر داخل ہوئے ..... دونوں کے چہروں پر جھٹ  
تھی ..... کیونکہ الوکی آوازوہ صرف خاص موقعوں پر منسے نکالتے تھے۔

"ارے! یہ کیا ..... تم نے تو تھانے دار صاحب پر پستول مان لیا .....  
بری بات ہے ..... آخر یہ قانون کے محافظ ہیں"۔

"لیکن جب قانون کے محافظ اسی قانون توڑنے لگیں"۔ فرزانہ نے  
ظریف کہا۔

"کیا مطلب ..... انہوں نے قانون توڑا ہے"۔

"ہاں! لیکن بات ہے"۔

"یہ آپ کیا کہ رہی ہیں ..... کہیں آپ نیند میں تو نہیں ہیں"۔ راجا  
شیروانی نے منہ بٹایا۔

"نہیں ..... نیند میں صرف سوتے کے وقت ہوئی ہوں"۔ فرزانہ  
سکرائی۔

"تب پھر بتائیں ..... میں نے کون سا قانون توڑا ہے"۔

”ہاں! اس میں کوئی مشکل نہیں۔“ فاروق لگلا اور اس کی جیب میں  
ہاتھ دال دیا۔۔۔ جیب میں واقعی چاہیوں کا چھٹا موجود تھا۔۔۔ فاروق نے چھٹا  
اس کی طرف بڑھا دیا۔۔۔ اس میں سینی بھی تھی۔۔۔ چھٹا ہاتھ میں لیتے ہی اس  
نے سینی مدرسے لگائی اور اس کو عجاد دیا۔۔۔  
”یہ کیا؟“

”کچھ نہیں۔۔۔ جب یہ کھولوں گا۔۔۔ اس وقت میرے ماتحت بھی  
یہاں ہوئے چاہیں آکر وہ میری گواہی دے سکیں۔“  
”اوہ اچھا۔۔۔ وہ بولے۔۔۔

ای وقت اس کے ماتحت دوڑتے ہوئے اندر آگئے۔  
”کیا معاملہ ہے سر۔“

”تم دیکھ رہے ہو۔۔۔ انہوں نے مجھ پر پستول مان رکھا ہے۔۔۔ قانون  
کے ایک مخالف پر۔“

”کیوں جتاب۔۔۔ یہ کیا حرکت؟“۔۔۔ ایک ماتحت نے ناخوش گوار  
انداز میں کہا۔۔۔

”اپنے آفیسر سے کیس۔۔۔ اپنا یہ کھول کر دکھائیں۔۔۔ یہ پس  
پلیس آفیسر ہیں جو زیوں کے دوران یہ کھٹکے پھر رہے ہیں۔“۔۔۔  
”میں اس میں اپنی ذاتی ضرورت کی چیزیں اور دو اپنیں رکھتا ہوں۔“  
اس نے جھٹا کر کہا۔۔۔

”یہ یہک ساتھ نہ لے چکر۔۔۔ اپنے قانون توڑا ہے۔“۔۔۔ فرزاد  
مکرائی۔۔۔

”یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ میں تاچکا ہوں۔۔۔ میں یہک بھول گیا تھا۔“  
”اتھنی سی دیر میں آپ دوبار کیے یہک بھول سکتے ہیں۔۔۔ پسلے آپ  
سچ میں یہ یہک بھولے چاہتے تھے۔۔۔ میرے نوکتے پر آپ نے اس کو  
ٹھاکیا۔۔۔ پھر دروازے سے نکلتے ہی آپ نے اس کو فرش پر رکھ دیا۔۔۔ وجہ  
آپ نے یہ بیانی کر آپ اس کو رکھ کر اپنی ہیئت کی چیزیں کئے گئے تھے کہ پہنچے  
وہت پھر بھول گئے۔“

”اہس کیا بتاؤں۔۔۔ میں بست بھکڑا واقع ہوا ہوں۔“  
”غیرہم یہ بات مان لیں گے۔۔۔ اگر آپ ہمیں یہ یہک کھول کر  
دکھلوں اور اس میں کوئی ایسی ولی چیز نہ ہو۔“

”ایسی ولی چیز سے آپ کی کیا مراد ہے۔“۔۔۔ اس نے بھٹک کر کہا۔  
”بس آپ یہک کھول کر دکھادیں۔“

”اچھی بات ہے۔“۔۔۔ اس نے کہا وہ ہاتھ جیب کی طرف لے گیا۔  
”غیردار! آپ جیب میں ہاتھ دیاں۔۔۔ یہک کھول کر دکھائیں۔“

”چاپی تو بیب سے نکالنا ہوگی۔۔۔ یہک کو نکالنا ہو ہے۔“  
”اوہ اچھا۔۔۔ چاپی ہم خود نہاں لگر دیں گے آپ کو۔“۔۔۔ فرزاد  
مکرائی۔۔۔

”خدا ہو گئی۔۔۔ آپ تو بست وہی ہیں۔“

"تو ان ذاتی ضرورت کی چیزوں اور اروپا کو دکھادینے میں کیا حرج  
ہے؟"-

"اپ پہلے پستول جیب میں رکھیں"۔ وہ تملک کر بولا۔

"اوہ اچھا..... یہ یہیں"۔ فرزانہ نے کما اور پستول جیب میں رکھ لیا۔

"ان تینوں کو گرفتار کر لیں..... انہوں نے قانون کے محافظ پر پستول تباہ  
ہے اور میں اس وقت ڈیوبنی پر ہوں"۔

"اوکے سر"۔

"لیکن بیک کی تلاشی دینے کے بعد"۔ محمود نے غراہ کما۔

ساتھ ہی ان تینوں کے ہاتھوں میں پہر پستول نظر آئے..... پولیس  
والے دھک سے رو گئے..... اس قدر پھر اور کمال دکھائتے تھے..... اور  
شیر و افی سکتے میں آیا۔

"اپ اپنے آفیسر کا بیک کھول ڈالیں..... ورنہ میں فائز کرنے  
ہوں"۔

"مھر س..... ایک مٹ"۔ ایک کاشیل کاپ کر بولا۔

پھر اس نے بیک کھول ڈالا..... وہ سرے لئے وہ سب بڑی طرح اچھا  
کیونکہ بیک میں ایک عدو بہم موجود تھا۔

"اف مالک..... یہ کیا؟"۔ اجرام خی لرز گئے۔

"ای لے یہ صاحب بیک کو یہاں چھوڑے چار ہے تھے..... جب  
آئے تھے تو میں ان کے کندھے سے لٹکا ہوا بیک دیکھ کر جیت زدہ رہ گئی تھی"

..... پھر بہبیہ بیک کو چھوڑ کر چانے لگے تو مجھے اور بھی جیت ہوتی..... میں  
نے اپنیں نوکا تو انہوں نے مجھے کھا چانے والی نظروں سے دیکھا..... جب  
کہ بات خوش ہونے والی تھی..... کہ میں نے اپنیں ان کا بیک بیا و لا یا تھا.....  
غیر..... بیک تو انہوں نے اٹھا لیا..... لیکن میراٹک اور زیادہ ہو گیا، لہذا میں  
ان کے پیچے پلی گئی..... دیکھا تو یہ پھر بھی بیک کے چار ہے تھے..... اپ تو میرا  
ما تھا تھا تھا..... اس پار میں نے اپنیں نوکا تو یہ اور بھی تھا تھا..... لیکن ظاہر  
نہیں ہونے دیا..... جب کہ میں نے بھانپ لیا..... اسی لیے میں نے ان سے  
مطالبہ کیا کہ یہ بیک کھوں کر دکھائیں..... پلے ہم اس بہم کو بیکار کریں گے.....  
پھر شیر و ایسی صاحب سے دودو باتیں کریں گے"۔

"کمال ہو گیا..... خدا کا شکر ہے..... آپ لوگ یہاں موجود تھے.....  
ورنہ تم تو آج گئے تھے کام سے"۔ اجرام خی بڑی جلدی بولے۔

"تی خیس..... ہم یہاں نہ ہوتے تب بھی آپ کاپاں بیکاں ہوتا..... اس  
بہم سے آپ کی موت نہیں لکھی تھی"۔ فرزانہ نے مسکرا کر کما۔

پھر محمود نے بہم بیکار کیا..... شیر و افی اور اس کے ساتھی بت بنے کھڑے  
تھے..... فاروق اور فرزانہ کے پستول برابر ان کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

"لیکن جناب! اس میں ہمارا کیا قصور..... یہ ہمارے آفیسر کا کیا  
پروگرام تھا..... یہ ان کا معاملہ ہے..... آپ گرفتار کریں اپنی..... ہمارا کیا  
جرم ہے"۔ ایک کاشیل نے منہ بیکار کما۔

"خدا کا شکر ہے۔ آپ آگئے۔"

"لیا پچکر ہے بھی۔"۔ اکرام نے فکر مند ہو کر کہا۔۔۔ پھر پونک کر بولا۔  
"یہ تو اپنے شیر و اتنی ہیں۔"

"جی ہاں بالکل یہی بات ہے۔۔۔ میں آج سے یہ محروم شیر و اتنی  
ہو گے۔"

"ایسا مطلب؟"۔۔۔ وہ پونک انھیں۔

اسے تفصیل سنالی گئی۔۔۔ شیر و اتنی کے ہاتھوں میں ہٹکڑی پسندی کی۔  
"عملے کا کیا کرنا ہے۔"

" عملہ اس کے جرم میں شریک نظر نہیں آتا۔۔۔ تاہم اسیں پابند  
کر دیں۔۔۔ یہ بلا اجازت شریچھوڑ کر ہرگز کہیں نہ جائیں۔"۔ محمود نے کہا۔  
"محبیک ہے۔"

کاشیبلوں کو جانے کی اجازت دے دی گئی۔۔۔ اب وہ راجا شیر و اتنی کی  
طرف ہڑے۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔۔ آپ کو اکرام صاحب سے کیا دھمنی  
ہے۔"۔ اکرام نے پوچھا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ مجھے نہیں معلوم ہم اس بیک میں کہاں سے  
اکپا۔"

"اکل م پر سے اکلیوں کے نشانات انہواں میں۔۔۔ یہ صاحب یوں  
نہیں ہیں گے۔"

"اگر آپ کا اس معاملے سے کوئی تعقیل بحث نہ ہوا تو آپ کو جانے کی  
اجازت دے دی جائے گی۔۔۔ لیکن فی الحال تو آپ کو غصہ رہا ہو گا۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔"۔  
اب وہ راجا شیر و اتنی کی طرف ہڑے۔

"آپ اب کیا کہتے ہیں۔"

"مجھے نہیں معلوم ہم۔۔۔ یہ بھی میرے بیک میں کس نے رکھا ہے۔"۔ اس  
نے شیر ہو کر کہا۔

"تو اس پر سے اکلیوں کے نشانات انہائے جائیں گے۔۔۔ اس وقت  
آپ کا کیا جواب ہو گا۔"۔ محمود نے کہا۔

"میری اکلیوں کے نشانات بھلا اس پر کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔ اس پر تو  
آپ کی اکلیوں کے نشانات میں ہیں گے۔۔۔ اس لیے آپ نے ہم ابھی ہاتھوں  
میں لیا تھا۔"

"ہم اتنے بے وقوف نہیں۔۔۔ جتنے کہ آپ ذیل کر بیٹھے ہیں۔"

"میں سمجھا ہیں۔"۔ اس کے لبھے میں حیرت تھی۔

"مطلوب یہ کہ میں نے اسے اس طرح پکڑا تھا کہ اس پر مودود  
اکلیوں کے نشانات مذاق نہیں ہوئے۔"

"کیا۔۔۔ نہیں۔"۔ وہ چلا یا۔۔۔ پہلی مرتبہ اس کے چہرے پر پریشانی کے  
آہار نظر آئے۔

اسی وقت اکرام اندر داخل ہوا۔

"میں تھیں..... کہاں بھوٹی تھیں ہے..... اس نے فون پر یہ بات بتائی تھی کہ میری جیپ میں رقم رکھ دی گئی ہے..... جب میں نہ پوچھیں اشیش سے باہر کھڑی جیپ کا جائزہ لیا تو وہاں اس میں ایک بریف کیس نظر آیا..... اس کو کھول کر دیکھا تو وہ ہزار ہزار روپے کیں سے بھرا ہوا تھا..... اتنی رقم دیکھ کر میرے ہاتھ پر بھول گئے..... میں فوراً "گھر گیا..... رقم کو سیف میں رکھا اور تھانے پلا آیا..... پھر جب خیری صاحب کا فون آیا تو میں برم لے کر اپنے عملے کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔"

"آپ کے گھر سے اگر رقم مل جاتی ہے..... تو تم آپ کا بیان درست مان لیں گے.... ورنہ نہیں۔"

"چلتے میں سیف میں سے رقم آپ کو نکال دیتا ہوں۔"

"اکل آپ ان کے ساتھ ہائیں..... ہمارا یہاں نہ صرنا ضروری ہے۔"

اکرام اس کے ساتھ چلا گیا..... وہ ایک بار پھر گھن میں آپنے۔

"آپ آپ کا کیا خیال ہے..... ہمیں یہاں رہنا چاہتے یا چھے جانا چاہتے۔"

"آپ چاہے کچھ ہو..... آپ یہیں رہیں گے۔" اکرام خیری پر زور انداز میں بو لے۔

"چلتے شکر ہے..... آپ نے ہمیں نہ صرنا تو مظکور کیا..... آپ واقعی دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں..... اور وہ دشمن اس قدر تیز ہیں، اس قدر ذہروں میں کہ ادھر ہمارے ہمراں آنے کا ذکر شروع ہوا، اور حراں ہموں نے جھوٹی ہے۔"

"اوے۔" اکرام نے کہا اور اپنے ایک ماتحت کو بدایات دیں..... جلد ہی نشانات ان کے سامنے آگئے..... راجا شیر و اُنی کے نشانات سے ان نشانات کو ملایا گیا۔..... نشانات راجا کے ثابت ہوئے۔

"اب آپ کے پاس کیا جواب ہے..... ہے کوئی جواب۔"

"نہ نہیں۔" وہ کہا۔

"تب پھر تائیں..... کہاں کیا ہے۔"

"وو ہمچلے ایک شخص نے فون پر رابطہ کیا تھا..... یہ کہ اکرام خیری کے گھر پر وہ حملہ کریں گے..... اس حملے کے تینجے میں ظاہر ہے..... علاقے کے پولیس اشیش کو فون کیا جائے گا..... آپ چونکہ تھانے کے انچارن میں لذما آپ وہاں جائیں گے..... سو وہاں ایک عدد بم رکھ آیں..... میں یہ سن کر کاٹ پ کیا..... میں نے ایسا لاط کام بھی نہیں کیا تھا..... لذما صاف انکار کر دیا..... لیکن جب اس نے کہا کہ ایک کروڑ روپے ملیں گے تو میرے من میں پانی آگیا..... اور میں یہ ذمیں کام کرنے پر آمادہ ہو گیا۔"

"اس نامعلوم آدمی نے بم کس طرح تم تک پہنچا یا۔" محمود نے نفرت زدہ انداز میں پوچھا۔

"ایک لڑکا پیکٹ دے گیا۔"

"لیکن رقم لیئے بغیر ایسے کام کوئی بھی نہیں کرتا..... لذما آپ کی کہانی جھوٹی ہے۔"

"جی میں محمود بات کر رہا ہوں۔"

"مگر یہ جیا آپ اپنے جشید کے بیٹے ہیں۔"

"جی ہاں۔ اس نے کہا۔

"اور یہاں اجرام خیری صاحب کی حفاظت کے لیے آئے ہیں۔"

"جی.....جی ہاں۔" محمود نے چونکہ کہا۔

"مگر یہ..... اجرام خیری صاحب نے اپنی حفاظت کا مسئلہ خود کھلائی میں ڈال لیا ہے..... یہ صرف ہمارا مطالبہ پورا کر دیں، اس کے بعد ہمیں ان سے کوئی غرض نہیں ہو گی۔"

"اور وہ کیا ہے۔" محمود بولا۔

"ہم نے اپنی ہتادیا ہے..... آپ ان سے کہیں..... مطالبہ پورا کر دیں..... اور یہ ایک بھر سے بچ گئے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے کوئی بھی نہیں..... ہم جانتے تھے..... یہ اس بھر سے بچ جائیں گے..... اس لیے کہ یہاں محمود، فاروق اور فرزانہ موجود تھے۔"

"اگر آپ کو ہماری موجودگی کا علم تھا..... اور آپ جانتے تھے کہ ہماری موجودگی کی وجہ سے یہ کام نہیں ہو سکے گا تو آپ نے ایسا کیا کیوں..... اتنی بڑی رقم کیوں خرچ کی۔"

"یہ بات جانے کی نہیں..... بہن اتنا جان لیں..... یہ ہمارے مطالبہ سے آگاہ ہیں..... اور جب تک پورا نہیں کریں گے..... ان کا بچھا نہیں چھوڑا جائے گا..... آپ بھی ان کے لیے کچھ نہیں کر سکیں گے۔"

ہمارے گھر پر حملہ کر دیا، ادھر ہم یہاں آئے، دھرانیوں نے یہاں حملہ کر دیا..... وہ یہ بھی جانتے تھے کہ قاتلگ و لا حملہ ناکام ہو جائے گا..... لیکن وہ پہلے ہی حملے پر حملہ کرنے کا پروگرام بناتے تھے..... لہذا اس تھاتے دار کو پہلے سے گامنگ یا تھا..... کیونکہ اس سے اچھا طریقہ اور کوئی ہوشی نہیں ملتا تھا.....

کہ جس شخص کو آپ فون کر کے بلاسیں..... وہی بھر لے کر آ جائے۔"

"اف مالک امیں تو یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں کہ آپ اس بیک کے ہارے میں تک میں بھلانے ہو جاتے تو کیا نہما۔" خیری صاحب کا بپ کر رہا۔

"اب آپ یہ سوچ سوچ کر نہ کاپیں..... بلکہ یہ سوچ سوچ کر اطمینان حاصل کریں کہ ہے اللہ رحمنے اسے کون بچھے۔"

"ہاں! آپ تھیک کرتے ہیں..... خیری..... اب کیا پروگرام ہے۔"

"حملہ پھر ہو گا..... یہ لوگ رکنے والے نہیں..... جب تک آپ ان کا مطالبہ پورا نہیں کر دیتے۔"

"یہ تو مشکل ہے..... میں نہیں جانتا ان کا مطالبہ کیا ہے۔"

میں اس وقت فون کی گھنٹی بیج اٹھی..... خیری صاحب نے فون کا رسیوو اٹھایا اور کان سے لگایا..... پھر فوراً "محمود کی طرف پڑھا دیا۔

"آپ کافون ہے۔"

محمود نے رسیوو لے لیا..... دوسری طرف سے فوراً پوچھا گیا۔

"کون صاحب بات کر رہے ہیں۔" آواز انجانی تھی۔

"اچھی بات ہے..... آپ کا نام کیا ہے..... اور آپ کہاں سے فون

کر رہے ہیں"۔

"خنچے بچوں والی باتیں آپ کے مت سے اچھی معلوم نہیں ہوتیں"۔

ان الفاظ کے ساتھی فون بند کر دیا گیا۔

"یہ..... یہ شاید وہی تھا..... میرا مطلب ہے..... میرے دشمنوں میں  
سے ایک"۔ اجرام خری نے بوکھلا کر کہا۔

"آپ کا لند اڑہ درست ہے"۔ وہ سکرایا۔

"تب پھر..... اس نے کیا کہا ہے؟"۔

"اس کا کہتا ہے..... آپ ان کے مطالبے سے پوری طرح واقف  
ہیں"۔

"کیا!!!"۔ وہ چلا کئے۔

"اور آپ ہمیں تباہیں رہے..... خیر نہ تباہیں..... ہم سے جو ہو سکا  
آپ کے لیے کریں گے، لیکن ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ بھی کسی صورت باز نہیں  
ہمیں گے..... جب تک کہ آپ ان کا مطالبہ پورا نہ کر دیں"۔

"اف مالک ای میں کس الجھن میں بیٹھ گیا"۔

"اس کا ایک ہی مل ہے..... پسے آپ یہ تباہیں..... ان کا مطالبہ کیا  
ہے؟"۔

"اب بھے کمالی سنانا ہو گی"۔ وہ بولے۔

"بھتری ہے جاتب..... آپ کمالی سناؤں"۔

"اچھی بات ہے۔ تو پھر سنیں"۔

"ایک مشت ایجاداں..... یہ بات درست نہیں ہے"۔ انہوں نے ایک  
لیکن کی آواز سنی۔

"آجداہ عارض..... شایدہ..... تم بھی آجداہ"۔ اجرام سکرائے۔

دو لاکیاں شرمائے ہوئے اور از میں آئیں اور کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

"تب پھر میں یکوں الگ رہوں"۔ ایک صورت کی آواز سنائی دی۔

ایک او ہیز عمر خاتون اندر آئیں اور خیری صاحب کے ساتھ واہی کری  
پر بیٹھ گئیں۔

"یہ میری بچیاں ہیں..... اور یہ بیکم..... ان کا نام رومنا ہے"۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی"۔ محمود نے کہا۔

"خوشی تو دراصل ہمیں آپ سے مل کر ہوئی..... اور آپ کی یہاں  
آمد میری بچیوں کے ذریعے ہوئی"۔

"جن کیا مطلب..... ہم سمجھے نہیں"۔

"ہم جن حالات میں گھرے ہوئے ہیں..... ان میں پورے گھر کا  
پریشان ہوتا لازمی امر تھا..... چنانچہ میری بچیوں نے ان سے کہا کہ آپ  
لوگوں کو بیالیں..... لیکن یہ نہ مانے، پھر میری بچیوں نے صدر صاحب کو فون  
یا..... دراصل صدر صاحب ان سے مت پورا کرتے ہیں..... ان کی بات  
نہ کر انہوں نے خیری صاحب سے بات کی..... خیری صاحب نے کہا کہ کوئی  
الین ضرورت نہیں..... لیکن صدر صاحب نہ مانے اور انہوں نے آپ سے

رابطہ کر لیا..... اس طرح آپ جو مل نظر آرہے ہیں ..... یہ کمال ان کا ہے۔"

"بانہارے ملک کی حدود سے شارجستان کی حدود میں داخل ہوتا چاہتا تھا۔"

"بہت خوب! تو پھر؟"

"اس وقت میں صرف کیپٹن تھا۔"

"ٹھیک ہے..... ہم بھگ رہے ہیں۔"

"اس کی غایثی میں..... پچھتہ ملا..... اس سے کچھ پوچھنے کی بہت کوشش کی گئی..... لیکن کوئی بات معلوم نہ ہو سکی..... وہ زبان کھولنے پر کسی طرح تیار نہ ہوا..... آخر تک اگر میں نے اپنے ماتحتوں سے کہا۔  
"گوئی بار دو اسے اور و فن کر دو۔"

"میرا حکوم سر کرو چلا اٹھا..... اور اس نے کہا کہ وہ عتمانی میں کچھ کہنا چاہتا ہے..... میں نے اسے بتایا کہ میں عتمانی میں اس کی کوئی بات نہیں سن سکتا۔ وہ جو کچھ بتانا چاہتا ہے..... سب کے سامنے بیٹائے..... ورنہ گوئی اس کے لئے تیار ہے..... آخر اس نے بتایا کہ وہ شارجستان کا جاؤس ہے اور یہاں جاؤسی کے فرائض انجام دینے کے لیے دس سال پلے آیا تھا۔ اب اس کی ڈیونی ختم ہو گئی ہے..... اس کی خدمات ختم کر دی گئی ہیں..... اور واپس ملک آجائے کا حکمل گیا ہے..... لذا وہ اپنے ملک جا رہا تھا کہ بد قسمی سے پکڑا گیا..... اس نے اپنا نام چن داں بتایا..... ہم نے اس سے خوب کرید کر باتیں پوچھیں..... لیکن اس سے زیادہ اس نے کچھ نہ بتایا..... آخر میں نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ وہ اسے گوئی بار دیں۔ کیونکہ سرحد

"جب تو خیری صاحب کو شکریہ ان کا دارا کرنا چاہئے۔" - محمود مکرا یا۔  
وہ مکرا دیے۔ پھر محمود نے سخیدہ انداز میں کہا۔

"اس مسئلے کا ہر من مل یہ ہے کہ آپ ہمیں وہ کمالی سنا دیں۔۔۔  
لوگ جس کی بیجادو پر آپ کے پیچے پڑے ہوئے ہیں..... اور یہ ہم سیکھ کر آپ ان کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتے ہوں۔"

"بانہی میں جانتا ہوں۔۔۔ یہ لوگ کیوں میرے پیچے پڑے ہوئے ہیں  
۔۔۔ لیکن یہ لوگ ہیں کون؟ یہ میں نہیں جانتا۔"

"پڑی خیر۔۔۔ کمالی سنا دیں۔"

"یہ ان دونوں کی بات ہے جب میں ابھی فوج میں ملازم تھا۔۔۔ ایک روز میرے چدماتحت ایک شخص کو پکڑا کر میرے پاس لائے۔۔۔ انہوں اسے سرحد پار کرتے ہوئے پکڑا اٹھا۔۔۔ انہوں نے بتایا وہ سرحد پار کرنے والے توڑ کو شش کر رہا تھا، لیکن انہوں نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔" اس کوشش میں وہ خود بھی رُخی ہوا تھا اور میرے دو ماتحتوں کو بھی اچھا رُخی کر دیا تھا۔"

"وہ سرحد کون سی تھی؟" - محمود نے پوچھا۔

"شارجستان کی۔"

"وہ شارجستان جانا چاہتا تھا۔"

عبور کرتے ہوئے ہم کسی کو دیکھ لیں تو گولی مارنے کا قانون موجود ہے۔۔۔  
چنانچہ اسے گولی مار دی گئی اور دفن کر دیا گیا۔۔۔ آج دس سال بعد میں اب  
جب کہ کرعی بیٹھے کے بعد ریڑا ہو چکا ہو۔۔۔ یہ لوگ پھر اچانک حد  
کرنے لگے۔۔۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ چون داس کے خانہ ان کے لوگ ہیں۔۔۔  
اور مجھ سے اس کا انعام لے کر رہیں گے۔۔۔ یہاں تک کہ کروہ خاموش  
ہو گئے۔

”یعنی جاتا ہو تو کہ رہے تھے کہ آپ ان کا مطالبہ پورا کر دیں۔۔۔  
آخر ان اصلاب کیا ہے؟“۔۔۔

”یہ کہ میں خود کو ان کے حوالے کر دوں۔۔۔  
عن نہیں۔۔۔ ان کے پیچے چلا اٹھے۔۔۔

”عن اس لمحے انہوں نے دھرم کی آواز سنی۔۔۔ شاید چھت پر کوئی کووا  
تھا۔۔۔ وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔۔۔

\*\*\*\*\*

## ہنگی واردات

”آپ لوگ فوراً“ ایک کرے میں بند ہو جائیں۔۔۔ دشمن چھت پر  
آکیا ہے۔۔۔

”اف مالک! یہ لوگ توحید سے بڑھ رہے ہیں۔۔۔ اب ان کا انعام  
کرنا ہی ہو گا۔۔۔ اجرام خیری نے سرد آواز میں کہا  
”فی الحال آپ وہ کریں۔۔۔ جو ہم کہ رہے ہیں۔۔۔ آپ لوگ کرے  
میں بند ہو جائیں۔۔۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی محمود، فاروق اور فرزانہ کرے سے ہاہر کل  
آئے۔۔۔

”میں یہ لوگوں کی طرح اندر نہیں بیٹھا رہوں گا۔۔۔ ہاں یہ لوگ ضرور  
کرے میں بند ہو سکتے ہیں۔۔۔“

”ادھو خیری صاحب۔۔۔ وہ آپ کی جان کے دشمن ہیں۔۔۔ یہکم خیری  
چلا جائیں۔۔۔“

"میں رنجائز کر غل ہوں..... ان لوگوں سے ذر کر کرے میں بند ہو کر  
ٹھیک بیندھ سکتا۔" وہ بھنا اٹھے۔

اس وقت اور بھی دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں۔

"یہ نجیک کتی ہیں..... آپ ہماری بات مانیں..... وقت نہ منایع کریں  
..... کرے کا دروازہ فوراً" اندر سے بند کر لیں..... پسلے ہم ان سے بات  
کر لیں۔ سند پھر ضرورت محسوس ہوئی تو دروازہ کھول کر آپ کو بدلائیں گے۔"  
"لیکن"۔ وہ پر زور انداز میں پچھے کئے گئے تھے تو یہم خیری نے  
دروازہ بند کر دیا۔

اور اور ہر انہوں نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔

"اب پچھے اپنے بجاو کی بھی تدبیر کرو..... وہ بھارے گئے رفتہ دار  
نہیں ہیں کہ ہمیں پچھے نہیں کہیں گے۔" فاروق جل کر بولا۔  
"ارے ہاں..... ہمیں سورپے سمجھا لینے چاہیں..... زینے کا  
دروازہ ان حالات میں کھلا ہو تو نہیں سکتا۔"

"ضروری نہیں کہ وہ زینے کے راستے آئیں..... جو لوگ پچھت پر  
چکتے ہیں..... وہ یچھے گیوں نہیں آئتے۔" فرزانہ نے منہ بیا۔  
پھر انہوں نے صحن کو زد میں رکھ کر سورپے سمجھا لیے..... ایسے میں  
انہوں نے صحن میں رہی کی سیڑھی گرتے دیکھی۔

"واو..... پورا انتظام کر کے آئے ہیں یار لوگ۔" فاروق مسکرا یا۔

"لیکن ہیں مغل سے پیدا ہوئے جانتے ہیں کہ ہم یہاں ہو جو دیں  
..... پھر بھی چلے آ رہے ہیں..... کیا یہ بھتی ہیں..... ہم ان کا کچھ بھی میں بکار  
سکتے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"چاہیں..... کہ یہ کیا گاڑ سکتے ہیں اور کیا نہیں..... فی الحال تو ہم خود کو  
خترے میں محسوس کر سکتے ہیں۔"

اسی وقت رہی کی سیڑھی سے ایک آدمی یچھے اڑنا نظر آیا۔

"خیردار..... واپس چلے جاؤ..... ورنہ۔" محمود نے تیز آواز میں  
کہا۔

"ورنہ کیا..... پسلے بند پورا کرو۔" سیڑھی سے اترنے والے نے  
مکرا کر کہا۔

"ورنہ ہم پھلی کرنے کا فن جانتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"ارے میاں جاؤں..... بہت دیکھے ہیں تم بھی۔"

"ہمیں..... یاواقی"۔ فاروق کے لئے ہمیں جربت تھی۔

"بال واقعی"۔ وہ بہسا۔

"جلدی چاؤ..... کماں دیکھے ہیں تم نے ہم بھی۔" فاروق نے خوش  
ہو کر کہا۔

"حد ہوئی..... فاروق..... یہ ان ہاتوں کا وقت ہے۔" فرزانہ جل  
کئی۔

"خش..... شاید نہیں"۔ وہ ہکایا۔

"اوہو..... یہ کمو..... یقیناً نہیں"۔ محمود نے جھلا کر کہا۔

"اچھا..... کہتا ہوں ..... یقینے" نہیں " قادر وق مکار ایا۔

"دیکھا فرزانہ تم نے اے"۔

"ہاں دیکھا..... اس لیے کہ میں نے عینک نہیں لگائی ہوئی"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی"۔ محمود بھٹا اخھا۔

"یہ بات یہ ہوئی کہ دشمن برادر یخے آرہا ہے اور تم باتوں میں لگے ہوئے ہیں ..... آخر ہم اسے نشانہ کب ناہیں کے"۔ فرزانہ نے بھی جلتے اور ازیں کہا۔

"اوکے ..... لو بھلی سیڑھی سے اترنے والے ..... ہم گولی چالنے لگے ہیں ..... ابھی بھی وقت ہے ..... جسمیں آخری دار تھک ہے ..... خود کو پچا سکتے ہو تو بچالو ..... واپس اور پڑے جاؤ ..... ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں ..... جسمیں کچھ نہیں کہیں گے"۔ قادر وق نے جلدی جلدی کہا۔

"غلط ..... بالکل غلط ..... تم یہ وعدہ نہیں کر سکتے"۔ محمود چلا اخھا۔

"خیر ..... یہ وعدہ کیشل سمجھو بھئی"۔ قادر وق نے گھبرا کر کہا۔

اور پھر محمود نے اس کی ناگ کاشناک لے کر قاتر کر دیا ..... دو سراں ان کے لیے پریشانی لایا" اس کی ناگ کا کچھ بھی نہیں گزا تھا۔

"جیزت ہے ..... کمال ہے ..... ارے بھئی ..... کیا تم بلٹ پروف انسان ہو"۔ قادر وق بولا۔

محمود اور فرزانہ کو نہیں آئی۔

"یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ تم ان حالات میں بھی بہن سکتے ہو ..... کہا ہے وہ چہا"۔ اس نے قرش کے نزدیک پہنچ کر چلا نگ لگاتے ہوئے کہا۔ محمود نے دو سرا فائز اس کے کندھے کا نشان لے کر کیا ..... لیکن وہ بھوں کا توں نکلا اربا ..... اور مت پناک بکر بولا۔

"میں نے پوچھا ہے ..... کمال ہے، وہ چہا ..... اور تم بواپ میں فائز کر رہے ہو ..... اگر ہم نے بواپ میں فائز نگ کرو دی تو کیا نہیں گا"۔

"تم سچ ہے کی بات کر رہے ہو ..... اجرام خیری صاحب بت نہیں انسان ہیں ..... ان کے گھر میں شاید ہی کوئی چوہا ملتے ..... لذا تم کسی اور دروازے پر جاؤ"۔ قادر وق نے جعل کر کہا۔

"میں اسی کی بات کر رہا ہوں"۔

"ہمیں ..... آپ مسٹر اجرام خیری رنجڑو کر علی کو چوہا کر رہے ہیں ..... اپنے الفاظ و اپنی لیں ..... جلدی کریں"۔

اس نے دو سرا آدمی کو دیکھا ..... انسوں نے دیکھا ..... اب سیڑھی پر تیرا آدمی اتر رہا تھا۔

"ابھی اور کتنے آئیں گے"۔

"فکر نہ کرو ..... ہم بست کافی تعداد ہیں ہیں"۔

"وہ کچھ بھائی ..... رات ہو چلی ہے ..... بلکہ شاعروں کے الفاظ میں رات بھیگ چکی ہے ..... یا رات گھری ہو چکی ہے ..... لذا تم ذرا جلدی سے بات چیت فرم کر لو ..... ہمیں اور بھئی کام ہیں"۔

"الله اکابر حم فرباتے۔" آج یہ بھیں کس قسم کے الفاظ سنتے کوں رہے  
ہیں۔ محمود نے پوکھلا کر کیا۔  
ای وقت چوتھے نے چھلائیں کلائی اور پانچواں اڑتا نظر آیا۔  
"وہو.... آخر کتنے آئیں گے۔"  
"تھے کہ دروازہ فوراً" ٹوٹ جائے۔  
"بھی بات ہے..... اب ہم اپنے کام شروع کرنے لگے ہیں..... پھر زندگی  
خبر دیں ہوئی۔" محمود نے گویا اعلان کیا۔  
"ہم تو کب سے انتقال کر رہے ہیں..... اب کام شروع کر بھی دو۔"  
فاروق نے اپنی جب میں ہاتھ ڈالا۔..... پلی چیز ہاتھ کی..... وہ پسل  
ترش نہ۔ اس کی پین نکل کر اس نے پسل تراش ان کی طرف اچھال دیا  
..... وہ ایک دھماکے سے پھٹا..... اور وہ گرتے نظر آئے..... پانچواں جو  
سیڑھی پر تھا..... اور پر سے نیچے گرا۔..... اب وہ پانچوں لمبے لینے نظر آئے۔  
ان کے جسم ساکت تھے۔  
"کوئی اور اور ہے تو وہ بھی نیچے اترنے کا شوق پورا کر لے۔"  
اور سے کوئی بواب نہ آیا تو محمود نے کہا۔  
"ان لوگوں کو باندھ لینا چاہئے اور پھر انکل اکرام کو فون کر کے بلانا  
چاہئے۔ دی ان کی مسان نوازی کریں گے۔"

"ہم صرف اور صرف اجرام خیری کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے  
اس کے علاوہ ہمارا اور کوئی مطالبہ نہیں ہے۔" پلے نے سرد لہجے میں  
کہا۔  
"آپ ان گاڑیں گے کیا ساتھ لے جاؤ۔" فاروق نے پوچھا۔  
ای وقت تیرا نیچے اڑ آیا اور چوتھا اڑتا نظر آیا۔  
"تھے بھی، بہت ہیں..... پانچ ساتھیوں سے کہیں..... وہ اور علی ٹھہریں  
صحن میں جگہ کمپنے جائے گی۔" فاروق نے کھپڑا کر کیا۔  
"کام کی بات کرو..... کیا خیری اس کرے میں ہے۔"  
"اس کرے کے دروازے تک جانے سے پہلے آپ کو ہم سے ٹکرایا  
ہو گا۔"  
"تم لوگ ہو کس کھیت کی مولیٰ۔" اس نے بر اسماں دیا۔  
"حد ہو گئی..... اب ہم کھیت کی مولیاں ہو گئے..... اس قدر تھیں۔"  
فاروق نے بھٹاکر کیا۔  
"اب یا تو سامنے آگر دو دو ہاتھ کر لو..... ورنہ پھر ہم دروازہ توڑ  
رہے ہیں۔"  
"دروازے کی طرف پڑھنے والے ہاتھ توڑ دینے جائیں گے۔"  
"بہت بڑھ بڑھ کر باشیں بھارے ہو..... جب کہ ہو تم کسی قاتل بھی  
نہیں۔"

"وہ تو نحیک ہے..... سوال تو یہ ہے کہ ان لوگوں پر گولیاں کیوں اڑ نہیں کرتیں ..... کیا یہ سر سے لے کر پیر تک بلٹ پر دف لباس میں ہیں"۔  
قاروق نے کہا۔

"اس کے سوا کی کہاچا سکتا ہے"۔

انہوں نے مل کر ان عجھے کو پاندھ دیا..... ایسے میں قاروق نے کہا۔

"میں ذرا چھت کا جائزہ لے لوں ..... رسمی کی اس بیڑھی کو بھی شیئر کراؤں گا"۔

"ہاں اب یہ نحیک رہے گا"۔

قاروق اور چلا آیا..... محمود اکرام کو فون کرنے لگا۔

"اب ہمیں اجرام صاحب کو بالائیا چاہئے ..... شاید وہ ان میں سے کسی کو پچھانتے ہوں"۔ فرزانہ نے محمود کی طرف دیکھا۔

"وچھی بات ہے ..... لیکن پسلے چھت کی اور پورٹ مل جائے"۔

"اوہاں ..... قاروق اور چھت پر میدان صاف ہے یا نہیں"۔ محمود نے ہاتک لگا۔

جو اب میں قاروق کی آواز سنائی نہ دی۔

"قاروق ..... کمال ہو تم ..... ہمیں آواز دو ..... تمہیاد کرتے ہیں"۔  
فرزانہ سنگتائی ..... اب بھی قاروق کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا دو توں نے چوک کر ایک دو سرے کی طرف دیکھا۔

"شاید ..... قاروق کو بے ہوش کر دیا گیا ہے ..... ورنہ وہ جواب ضرور دیتا"۔

"اڑے پاپرے ..... اس کا مطلب ہے ..... ابھی دشمنوں کے ساتھی اور سوچوں ہیں"۔

"میرا خیال ہے ..... لیکن بات ہے"۔

"تب ہم نے قاروق کو بے دھڑک اور بھیج کر قلطانی کی ..... خصود میں رسمی کی بیڑھی کے ذریعے اور جاکر دیکھتا ہوں"۔

"کیا ایک کرنا عقل مندی ہوگی؟" فرزانہ نے منہجا یا۔

"کیوں ..... اس میں کیا بات ہے"۔

"چھت پر موجود دشمن تم پر میں اس وقت دار کرے گا ..... جب تم مذکور کے نزدیک پہنچو گے ..... اور اس کے دار سے تم پیچ نہیں سکو گے"۔

"یہی صورت حال زینے کے ذریعے جانے پر غیث آئے گی ..... لذا یہ خطرہ تو مول یعنایا پڑے گا"۔

"اوہ اپھا خیر ..... تب پھر ہم ایک تیسری ترکیب پر کیوں مل نہ کریں"۔

"تیسری ترکیب ..... کیا مطلب؟" ووچونکا۔

"تم بیڑھی کے ذریعے اور جاؤ ..... میں زینے کے ذریعے"۔ اسے اس کے کان میں کہا۔

"اپھی بات ہے ..... یونہی سمجھی"۔

دونوں نے اوپر کا رخ لیا..... وہ پھٹ پر بیٹھ گئے ..... میں دہان کوئی نہیں تھا۔

پھٹ صاف تھی ..... حدیہ کے دہان فاروق تک میں تھا۔

"اس کا کیا مطلب ہے بھائی" - محمود نے کھونے کھوئے انداز میں کہا۔

"کس کا؟" "فرزاد بولی۔"

"یہاں نہ دشمن ..... نہ قاروق" - محمود بولا۔

"اس کے دو مطلب ہیں ..... ایک یہ کہ جب فاروق اوپر پہنچا ..... اسے پھٹ پر کوئی نظر نہ آیا ..... اس نے پاپ وغیرہ کا جائزہ لیا ..... اب یاد ..... اسے دشمنوں کا کوئی ساتھی پاپ کے ذریعے نیچے اترنا نظر آیا تھا ..... اور وہ اس کے تعاقب میں نیچے اتر گیا ..... با پھٹ پھٹ پھٹ پر کوئی دشمن موجود تھا ..... اس نے قاروق پر وا ریا"۔

"چلو مان لیا ..... اس نے قاروق پر وا رکیا ..... پھر ..... کیا وہ بے ہوش فاروق کو پاپ کے ذریعے نیچے لے گیا ..... ناممکن"۔

"تب پھر؟" محمود نے کہا۔

"قاروق کا بھی تعاقب میں اس پاپ کے ذریعے جانا غلط ہے ..... اگر وہ اپسیں جاتے ہوئے دیکھا تو فوری طور پر نیچے آتا اور ہمیں بتا کر دروازے کے ذریعے اس طرف جا سکتا تھا ..... جمل دشمن نیچے اترنے والا تھا ..... لہذا میں یہ کہوں گی کہ قاروق تعاقب میں نہیں گیا ..... بلکہ اسے زخمی کیا گیا م ..... ذرا مارچ کالانا"۔

انہوں نے مارچ کی مدد سے پھٹ کا جائزہ لیا ..... پھر سوچ ملاش کر کے پھٹ پر روشنی کی ..... اچک وہ ذرور سے چوکے ..... پھٹ پر خون کے تازہ قطرے انہیں نظر آئے تھے ..... اور ان قطروں کا رخ ساتھ والی کوٹھی کی طرف تھا ..... دونوں کوٹھیوں کی دیوار آپس میں ہوئی تھیں ..... اور اس طرف دونوں کے درمیان چار دیواری نہیں تھی ..... لہذا پھٹیں ملی ہوتی تھیں۔

"تو وہ فاروق کو اس کوٹھی میں لے گئے ہیں ..... اب ہمیں ذرا تیزی سے حرکت میں آتا ہو گا ..... محمود قریب تر فوراً" نیچے پہنچے ..... کہیں وہ صدر دروازے سے نکل نہ جائیں ..... میں اس طرف سے نیچے چلتی ہوں"۔

"اچھا" - محمود نے کہا اور وہ لگادی ..... اوہ فرزانہ پھٹ کے راستے نیچے پہنچی ..... دہان گھر کے افزاد گھن میں خوف زدہ کھڑے تھے ..... جیسے ابھی ابھی کوئی بست پریشان کن والہ تھیں آیا ہو۔

"وہ کس طرف گئے؟" - فرزانہ نے پوچھا۔

انہوں نے چونکہ کہ اس کی طرف دیکھا ..... پھر کہونہ بھٹکتے کے انداز میں ہیروئی دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ کتنے افزاد تھے"۔

"آئھا ..... انہوں نے ایک بے ہوش لڑکے کو کندھے پر ڈال رکھا تھا ..... اس کے سر سے خون بھی بہ رہا تھا ..... یہ دیکھئے ..... خون کے قطرے"۔

"ہاں ..... کیا وہ آئے بھی اسی راستے سے تھے"۔

"جی.....جی ہاں! ان میں سے ایک سیسی ہمارے پاس رک گیا تھا.....  
اس نے ہم پر پستول تان لیا تھا.....جب تک اس کے ساتھی لوٹ نہ آئے  
.....وہ ہم پر پستول تانے ہی رہا۔"

"لیکن واپس تو سب نہیں آئے ہوں گے۔"  
"ہاں! واپس صرف تین آئے تھے۔"

"فکریہ ..... آپ لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں .....  
در اصل وہ اجرام خیری کو انداز کرنے آئے تھے..... ان کے پانچ ساتھی  
ہمارے ہاتھوں بے ہوش ہو گئے اور باقی تین ہمارے ایک ساتھی کو لے کر  
چلے گئے۔"

"کیا فرمایا آپ نے..... ان میں سے پانچ کو آپ نے بے ہوش کر دیا تھا  
..... آپ کون ہیں۔"

"میں محمود ہوں ..... یہ فرزانہ ..... اور نہے وہ کندھے پر ڈال کر لے  
گئے ..... وہ ہمارا بھائی فاروق ہے۔"

"کیا مطلب ..... کیا ..... کیا آپ ان پانچ جو شہید کے بچے ہیں۔" - ان میں  
سے توجہ ان لڑکے نے چونک کر کما۔

"ہاں! آپ تمیک بچے ..... اور مریانی فرمکر آپ آپ اپنا دروازہ بند  
کر لیں ..... کسی کے لیے اگر دروازہ کھولنا پڑے تو دیکھ بھال کر کھولیں .....  
آپ کی کوئی کامساڑا لے کر ایک عین واردات کی گئی ہے ..... اور ہمارا  
ذیل ہے ..... یہ واردات ہمیں سنتی نہیں ہے گی۔"

"ہی..... کیا مطلب ..... سنتی واردات۔" - اس نے چونک کر کما۔  
"ہاں! یہ واردات ہمیں بت سنگی ہے گی۔"  
"اٹھا اپنارحم قربانے۔"  
وہ ان سے رخصت ہو کر واپس لوٹے ..... میں ان لمحے فون کی گھنٹی  
بچنے لگی۔

\*\*\*\*\*

"پھوڑ سکتے ہیں..... کیا مطلب؟"۔

"مطلب یہ کہ پانچ ساتھی تو ٹکنوا سکتے ہیں..... خیری کو عامل کے بغیر نہیں رہ سکتے"۔

"آخر آپ اجرام خیری سے چاہتے کیا ہیں"۔

"اس نے ہمارے ایک بنتا ہم آدمی کو ہلاک کیا ہے..... بھیں اس سے اپنے اس آدمی کا انعام بینائے"۔

"لیکن اس میں ان کا کیا تصور..... اگر آپ کی سرحد سے کوئی ہمارا چاوس سرحد پار کرتے ہوئے پکڑا جائے..... تو کیا آپ اسے پھوڑ دیں گے"۔

"بھیں پھوڑ دیں گے"۔ وہ بولا۔

"تب پھر اگر خیری صاحب نے اس چاوس کو نہیں پکڑا..... تو اس میں ان کا کیا تصور"۔

"بھیں نہیں معلوم..... بھیں تو اپنے خون کی پواس بجھتا ہے"۔

"تب پھر اسیں آپ کے ہوا لے سیس کر سکتے"۔

"اگر تو خیر سکتے ہیں..... جب آپ کو اپنے بھائی کی زندگی خطرے میں نظر آئے تو آپ آخر کار اجرام خیری کو ہمارے حوالے کر دیں گے"۔

"بھیں بھی..... اس بات کو لکھ لیں..... ایسا نہیں ہو گا"۔

"خیر..... دیکھا جائے گا..... آپ اجرام خیری کو ہمارے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں..... تو پھر ہمارے پانچ ساتھیوں کو جس بھروسے ہیں..... خیری کو نہیں"۔

## نام

محود نے فون کار ریسور انجینئری..... اجرام خیری اور ان کے گروالے اہمیت کرے میں بند تھے..... ریسور کان سے لگاتے ہوئے اس نے کہا۔  
"جی فرمائیے"۔

"کیا تم وہ ہو..... جنہوں نے خیری کو انداز ہونے سے بچایا ہے"۔  
"اور کیا تم وہ ہو..... جس نے ہمارے بھائی کو انداز کیا ہے"۔ محود نے منہ بٹایا۔

"دو توں گروپس نے ایک دوسرے کو خوب بچایا..... اگر ایسا بھائی واپس چاہتے تو ہمارے پانچ ساتھی اور میں نے ساتھی خیری کو ہمارے ہوا کر دیو..... تو ہمارا بھائی..... جسیں نہیں ہے گا"۔

"ہم اس کے بدلتے ہمارے پانچ ساتھی تو دے سکتے ہیں..... خیری صاحب نہیں"۔

"لیکن خیری کے بغیر ہمارا کام نہیں ٹلے گا..... اپنے پانچ ساتھی تو چھوڑ سکتے ہیں..... خیری کو نہیں"۔

وہ آرام سے رہیں گے..... ان کے آرام سے رہنے کے بد لے میں ہم  
قاروق کو بخک نہیں کریں گے..... کیا بھی گے۔  
”ٹھیک ہے..... میں انہیں جیل بھجواد جاؤں ہوں۔“  
”اس صورت میں ہم نہ صرف یہ کہ آپ کے بھائی کی مرہم پڑی  
کرائیں گے..... بلکہ اسے بہت عزت سے رکھیں گے۔“  
”اگر تم لوگوں نے واقعی ایسا کیا تو تمہارے پانچ ساتھیوں کو بھی کوئی  
ٹکلیف نہیں ہوگی..... لیکن ہمارے اطمینان کے لیے آپ کو ہمیں اس کی  
آواز سنانا ہوگی۔“

”آواز میں کل سناؤں گا..... آج نہیں۔“

”اچھی بات ہے۔“

ادھر سے فون بند کر دیا گیا..... اب انہوں نے کمرے کے دروازے  
پر دستک دی اور ادھر سے چھپی گرائی گئی..... اجرام خیری فوراً ”باہر لٹک۔  
کیا ہوا..... ہم نے بہت پریشان کرن آوازیں سنی تھیں۔“  
”اوہ ہاں! اچھا خاصاً معزک ہوا۔“ محمود نے کہا اور پھر انہیں تفصیل  
شادی۔

”آپ..... آپ کا مطلب ہے..... آپ کے بھائی کو وہ لے جانے میں  
کامیاب ہو گئے..... اگرچہ اپنے پانچ ساتھی چھوڑ گئے۔“  
”ہاں لیکن انہی اپنے پانچ آمویزوں کی کوئی برداشت نہ ہے..... قاروق  
کے بد لے میں آپ کو چاہتے ہیں۔“

”کہ..... کیا مطلب؟“ وہ قاروق سے اچھے۔  
”مطلوب یہ کہ..... وہ قاروق کو چھوڑ سکتے ہیں..... اگر ہم بد لے میں  
آپ کو ان کے جوابے کر دیں۔“  
”ایا!!!“ اجرام خیری چلائے۔  
”تھی باں! لیکن ہم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔“  
”یہ آپ نے کیا کہا۔ آپ کو چاہئے تھا..... مجھے ان کے جوابے  
کر دیتے۔“  
”ہم نے آپ کی حفاظت کی ذمے داری لی ہے..... ہم یہ کیسے کر سکتے  
ہیں کہ اپنے بھائی کو چھڑانے کے لیے آپ کو ان کے جوابے کر دیں۔“  
”نہ..... نہیں..... یہ میں کسی طرح برداشت کر سکتا ہوں۔“  
”مجبوری ہے..... برداشت کرنا ہو گا۔“  
”اے مالک! یہ آپ نے مجھے کس امتحان میں ڈال دیا۔“  
”ہم خود اس وقت امتحان میں جتنا ہیں..... بھائی کا دشمنوں کے قبیلے  
میں ہونا کوئی کم پریشان کرن بات نہیں۔“  
”اسی لئے تو میں کہ رہا ہوں..... آپ مجھے ان کے جوابے کر دیں اور  
قاروق کو چھڑا لیں۔“  
”یہ نہیں ہو سکتا۔“  
”لیکن اب آپ کریں گے کیا۔“  
”بس دیکھتے ہیں۔“

محمود نے اپنے والد کے نمبر ڈائل کئے ..... فوراً "ہی ان کی آواز سنائی دی۔"

"خلافت بہت خوفناک ہو گئے ہیں اب اجاتا۔"

"مٹلے؟" وہ بولے۔

محمود نے تفصیل شادی ..... پوری بات سن کر وہ بولے۔

"ان کے پانچ سال قبلى کیا کہتے ہیں۔"

"ہم بھی وہ بے ہوش ہیں یہ جو پہنچتا ہیں گے ..... اس پر تو وہ اب ملیں گے نہیں" - محمود نے کہا۔

"ان سے دوسری معلومات اُنیں پچھکی ہیں ..... غصرو" میں آرہا ہوں" -

"ہاں! اب آپ آئی جائیں ..... قاروق کے بغیر ہم مست پریشان ہیں" -

"اوکے ..... ہم آرہے ہیں" -

جلد ہی انسپکٹر جمیل خان رحمان اور چوہنگوہ ہوش میں آچکے تھے۔

اس وقت تک وہ پانچوں ہوش میں آچکے تھے۔

"ہاں دوستو! کیا پوچھ رہا ہے؟" - انسپکٹر جمیل نے ٹرم آواز میں پوچھا۔

"اگل ..... کیسا پوچھ رہا ہے؟"

"یہ سب کیا تھا ..... آپ لوگ یہاں اجرام خری صاحب کو انخواہ کرنے آئے تھے ..... میں بات ہے نا۔"

"میں ..... تی ہاں ..... لیکن افسوس! ہم ناکام ہو گئے۔"

"باقی ساتھیوں کے بارے میں بتائیں ..... وہ کہاں میں گے۔"

"کون سے باقی ساتھی؟" - اس کے بعد میں جوت تھی۔

"آپ کل کتنے آدمی اس مہر پر آئے تھے۔"

"اُو ہاں ہم آٹھ تھے ..... تم کوچھت پر پھوڑ دیا گیا تھا۔"

"میں انہی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔"

"ہم نہیں جانتے وہ کہاں میں گے ..... ہم الگ الگ رہتے ہیں ....."

ہمیں تو بہاس فون کر کے ایک جگہ جمع کرتا ہے ..... اور کام کھٹکاتا ہے۔"

"بھی ذراوضاحت ..... اس طرح بات سمجھیں ہیں نہیں آئے گی۔"

"میں اچھا ہوں ..... ہمارا ایک گروہ ہے ..... اس گروہ کا ایک بات ہے ....."

گروہ اسی بات نے ترتیب دیا تھا ..... ہم سب سے اس نے جانے کیس کیں

مرس رابطہ کیا ..... شرائط طے کیں ..... لیکن چوڑی تجوہ مقرر گی ..... ہم اس

کے لیے کام کرنے کے لیے تیار ہو گئے ..... اس لیے کہ ہم سب کے سب

پرانے جرائم پیش ہیں ..... لیکن ایسے جرائم پیش کر جن کا کوئی روکاڑ پویس

کے پس نہیں ہے ..... دوسری بات یہ کہ ہم ایک دوسرے کے بارے میں

کو نہیں جانتے ..... بات فون کر کے ہمیں ایک جگہ بالیتہ ہے" اس نے تھی

سے بدایت کر دی گئی ہے کہ ایک دوسرے کا ہم پہنچانے کی ہرگز کوشش نہ

کرنا..... مطلب یہ کہ ہم بارے میں تو آپ کو کیا بات سکتے ہیں..... اپنے ساتھیوں کا نام پہنچی جب نہیں پہنچتے"۔

"ہوں اچھا..... میں سمجھ گیا..... بارے صاحب بہت زیادہ چالاک ہے ..... خیر کوئی بات نہیں ..... ہم بھی اس کی چالائی اسی کے من پر ماریں گے انشاء اللہ ..... صرف یہ بتا دیں کہ وہ اس وقت تک تم سے کس حرم کے کام لیتا رہا ہے"۔

"جی بس! اسی حرم کے ..... قلاں کو مار ڈالو ..... قلاں کو اخواز کرو"۔

"چھاڑپو ..... مان لیا ..... اخواز کے کہاں لے جاتے ہو"۔

"کسی خاص جگہ نہیں ..... جہاں وہ حرم دیتا ہے، وہاں لے جاتے ہیں ..... جگہ ہر بار نی ہوتی ہے"۔

"آج اگر تم لوگ کامیاب ہو جاتے ..... تو خیری صاحب کو کہاں لے جاتے"۔

"کالا بیگل"۔ اس نے بتایا۔

"کیا کہا ..... کالا بیگل"۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں جتاب کالا بیگل ..... شاید آپ اس کے بارے میں سمجھ نہیں جائے ..... وہ بھوتون کا بیگل ہے، دن میں بھی کوئی وہاں قدم رکھنے کی جرأت نہیں ..... رات کو تو لوگ اس طرف سے گزرتے تھک نہیں"۔

"اوہ اچھا..... کہاں ہے، وہ بیگل"۔

"شر سے باہر..... دیرانے میں ..... شانی روڈ پورہ چوہاں کلویز..... داکیں طرف سڑک سے اتر جائیں تو وہ بیگل دور سے نظر آئے لگ جتا ہے"۔

"کیا اس سے پہلے بھی تم نے کسی کو اخواز کے وہاں پہنچایا تھا"۔

"ہاں جتاب! یہ واحد بیگل ایسی ہے ..... جس کے بارے میں دوسری بار حرم دیا گیا ہے ..... مطلب یہ کہ ایک بار پہلے بھی اس میں ایک شخص کو اخواز کے لے گئے تھے تم"۔

"بہت خوب! مریاں فرما کر اس کا نام بتا دو"۔

"اوہ ہاں! گیوں نہیں ..... دیکھنے تھم ہر وہ بات بتا رہے ہیں جو آپ پوچھ رہے ہیں اور ہم جانتے ہیں ..... لہذا آپ لوگ بھی تم سے نرم سلوک کیجئے گا"۔

"دیکھو بھی ..... تم لوگ اخواز اور قتل کرتے رہے ہو ..... یہ دونوں بیانک ترین جرم ہیں ..... ان کی سزا موت سے کم تو ہے نہیں، تم مجھ سے کیا چاہتے ہو، یہ بتا دو"۔

"پولیس والے ہیں ماریں پیش نہ ..... مقدمے کا بوجو نیصلہ ہوتا ہے وہ تو اب ہو گا"۔

"اچھا نہیک ہے ..... پولیس والے تمہیں ہاتھ نہیں لگائیں گے ..... ہاں تو اس آدمی کا نام کیا تھا ..... جسے تم کالا بیگل لے گئے تھے"۔

"اس کا نام نہیں یاد کرنا پڑے گا ..... عجیب سا نام تھا"۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اس کا نام بھول گئے ہو۔" -  
 "ایسا ہو سکتا ہے..... کیوں بھی..... جیسیں وہ نام پاو آ رہا ہے" - اس  
 نے اپنے بالی ساتھیوں کی طرف دیکھا۔  
 "پاد کرنے کی کوشش کر لیتے ہیں..... اصل میں تم ایسے نام خود بھی  
 بھولنے کی کوشش کرتے ہیں" - دوسرے نے کہا۔  
 "تم لوگ ہمیں چد دینے کی کوشش تو نہیں کر رہے" -  
 "نہیں..... اب کیا چکر دیں گے..... اب تو تم قابو میں آگئے ہیں اور  
 باس کے لیے ہم بے کار ہو گئے ہیں..... کیونکہ اب ہمارا ریکارڈ بن گیا ہے  
 ..... وہ صرف ایسے آدمیوں کو گروہ میں رکھتا ہے..... جن کا کوئی ریکارڈ کسی  
 فائل میں نہیں ہوتا۔"

"ہوں..... نجیک ہے..... تم زہن پر زور دو" -  
 وہ سوچ میں اوب گئے..... آخر ایک نے سراخناک کہا۔  
 "سم..... مجھے وہ سڑک پاڈ آ رہی ہے..... جس سڑک پر وہ کوئی  
 ہے" -

"تم وہ کوئی تو ہمیں دکھان سکتے ہو ہا۔" -  
 "جی ہاں ضرور..... بس نام زہن سے نکل گیا۔" -  
 "غیر..... سڑک کا نام ہاڑا۔" - اسکے بعد جیسیدے نے کہا۔  
 "وہ کوئی راجہ ناؤں پر واقع ہے۔" -  
 "کیا مطلب؟" اسکے بعد زور سے چوٹ گئے۔

"کیوں..... آپ کو کیا ہوا؟" "جنہوں نے جر ان ہو کر ان کی طرف دیکھا۔  
 "تم پر حملہ کرنے والا راجہ ناؤں میں ہی رہتا ہے..... ایک منٹ" یہ  
 کہ کرو دا ان کی طرف ہڑے اور یوں۔  
 "کیا اس کا نام زوار خان ہے۔"  
 وہ پانچوں اچھل پڑے۔

"وہ بھی شرک کرتے ہیں..... انہیں اپنے اس خطرہ ک تین جرمی  
ہر اٹے گی..... بھی اب سزا"۔ وہ پولے۔  
"کیا واقعی"۔ وہ کانپ گیا۔  
"میں..... آپ کو کیا ہوا"۔

"میں..... میں تو روزانہ ہزاروں پر جاتا ہوں..... جبکہ جبک  
کر انہیں سلام کرتا ہوں..... بلکہ اب تو میں سجدہ بھی کرنے لگتا ہوں..... کیونکہ  
میرے پیر نے مجھے یہی طریقہ بتایا ہے"۔

"بانکل غلط اور جاؤ کن طریقہ بتایا ہے اس نے وہ خود شرک ہے اور  
وہ صروں کو شرک میں جلا کر رہا ہے..... آپ کسی وقت میرے پاس آئے گا  
.... یا آپ مجھے فرصت کا وقت بتادیں..... میں آپ کے پاس آؤں گا.....  
اور اس موضوع پر قرآن اور احادیث کے ذریعے جو اے دوس گا اور آپ  
پڑا سچ کروں گا کہ عبادات کے لیے لاکن تو بس ایک اللہ ہے..... قبروں میں  
سوئے ہوؤں۔ سے ملتا خالص شرک ہے..... سو فیصد شرک"۔

"اللہ اپنارحم فرمائے..... تب تو میں بانکل غلط راستے پر چلا جا رہا تھا.....  
میں آپ کے پاس آج تک آنا چاہتا ہوں"۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"آج نہ آئے گا..... کیونکہ جس کیس میں ہم الحجھے ہوئے ہیں اس  
کے بارے میں کچھ نہیں پتا"۔ یہ نہیں کہاں کہاں لے جاتا ہے..... لذدا جو نہیں  
ہمازے میں صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کے آگے جھکتے سے منع کیا ہے"۔ فرضتی میں خود حاضر ہو جاؤں گا..... آپ یہیں رہتے ہیں"۔

"جی ہاں! تو نہیں کے بچھلی طرف کو اڑ رہیں..... ان میں رہتا ہوں"۔

## مہمان آگئے

ان پلک جشید اور اکرام کی بیب 112 راجہ ناون کے سامنے رکی.....  
اکرام نے اتر کر دروازے پر موجود چوکیدار کو کارڈ دیتے ہوئے کہا۔  
"ہمیں خاور خان سے ملتا ہے"۔  
"ان سے ملے کے لیے پہلے سے ہاتھ لیتا پڑتا ہے..... وہ بہت بڑے  
سیاہ لیڈر ہیں"۔  
"ہم جانتے ہیں..... آپ انہیں یہ کارڈ دے دیں ..... ہمارا تعقیب  
پولیس سے ہے"۔

"ہیا کھا..... پولیس سے ..... پولیس والے تو یہاں اگر جبکہ جبکہ  
سلام کرتے ہیں"۔  
"ہم ان میں سے نہیں..... ہم تو بس ایک خدا کے آگے جھکتے ہیں .....  
ہمازے میں صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کے آگے جھکتے سے منع کیا ہے"۔  
"اور جو لوگ قبروں کے آگے جھکتے ہیں"۔

"اوہ جی باں..... یہ تو ہے"۔ اکرام خوش ہو گیا۔  
 اسی وقت چوکیدار والیں آگیا۔ اس کے چہرے پر زور لے کے  
 آٹھاتھے۔ چہرہ غصے سے پتا ہوا تھا۔  
 "کیا ہوا بھائی؟"۔

"آپ کا نام پڑھتے ہی وہ آپ کو برائی بھلا کنے لگا۔ میں نے اسے نوک  
 دیا کہ خبردار۔ آپ کو بران کئے۔ وہ میری بات سن کر دھک سے رہ گیا  
 اور جیران ہو کر پوچھا۔ میں اس کا ملازم ہوں یا آپ کا۔ میں نے  
 جواب دیا کہ ملازم ضرور آپ کا ہوں۔ لیکن ان کی یہ اتنی صیں سن سکا  
 ..... اس پر اس نے کہا کہ پھر میں ملازمت سے فارغ ہوں۔ میں نے کہا۔  
 بڑی خوشی سے۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ اور ملازمت دے دے گا۔"

"اوہ..... تو یہ بات ہے۔ آپ ٹھرنا کریں۔ آپ کی تی ملازمت  
 کا بندوبست تیں کروں گا۔ کل سے ہی آپ کو ملازمت مل جائے گی۔  
 ملاقات کے لئے اس نے کیا کہا ہے"۔

"کہتا ہے۔ بلالا۔"

"لیکن آپ تو اب اس کے ملازم ضیں رہے"۔  
 "بھی اپنی تختواری تو لوں کا ناجناب"۔ وہ سکرایا۔  
 "اوہ باں؟ بالکل صحیک۔ چلو پھر"۔  
 وہ انہیں اس کمرے میں لے آیا۔ جہاں خاور خان موجود تھا۔  
 اس کا بیٹا زوار خان بھی اس وقت وہیں تھا۔

"بہت خوب! اب یہ میری ذمے داری ہے۔ میں خود آؤں  
 کا"۔

"آپ..... آپ پولیس آفیسر ہیں اور مجھے دین کی بات سمجھائے خواہ  
 میرے پاس آئیں گے"۔ اس کے لمحے میں جھرتی جھرتی قہقہی۔  
 "وہیں پہنچے ہے اور باقی کام بعد میں"۔ وہ سکرائے۔  
 "آپ کا نام کیا ہے جناب؟"۔

"آپ نے اب تک کارڈ پر ایک نظر بھی نہیں ڈالی۔ جھرت ہے۔  
 میں اسکے بعد بھی خیال ہوں"۔

"ہی!!! وہ چنانجاں۔ پھر اس کی آنکھیں مارے جھرت کے بھیل

"اچھا۔ پہنچ تو میں آپ کا کاکڑ اور پنچاہوں"۔

یہ کہ کر اس نے اندر کی طرف دوڑنگاہی۔

"یہ ہوا ہے اکرام کام۔ ایک شخص شرک کے راستے سے چلے گے"۔

"جی باں! اس میں کیا تھا ہے۔ سر۔ اس ثواب میں میں بھی بھی  
 دار ہوں گیا نہیں"۔

"میرا خیال ہے۔ ضرور حسیں بھی حصہ ملے گا۔ تم میرے  
 ہو۔ جب میں اسے یہ پاتیں بتا رہا تھا تو تم سربراہا کر میری تائید کر رہے  
 اور تمہارے سربراہ نے کو وہ دیکھ رہا تھا"۔

”آپ نے اس قدر جلد پھر ملاقات کا پروگرام بنا لیا۔“ خاور خان نے بھاگر کہا۔

”اور آتے ہی ہمارے ملازم کو ہمارے خلاف بھڑکادیا۔“

”میں اب آپ کا ملازم نہیں رہا۔“ چوکیدار فرمایا۔

”وکھا آپ نے..... یہ کس لئے میں بات کر رہا ہے۔“

”یہ اس کا حق ہے..... کیونکہ یہ اب آپ کا ملازم نہیں ہے..... اور ملازمت سے الگ اسے آپ نے اپنے طریقے سے نہیں کیا۔“ تصور آپ کا ہے ”اس کا نہیں۔“ انکلہ جھیلہ مکرانے۔

”آپ اس کی طرف داری کر رہے ہیں۔“

”چھوڑیں..... آپ اس بات کو اور میرے سوالات کے جواب دیں۔“

”س سلطے میں..... وہی تعاقب والا معاملہ۔“

”نہیں..... اب ایک نئی بات سامنے آئی ہے۔“

”اور وہ کیا؟“

”کیا آپ کے بیٹے کو کچھ عرصہ پہلے انخوا کیا تھا۔“

”ہاں! یہ کون ہی پوشیدہ بات ہے..... اخبارات نے اس خبر کو پڑھا چکا تھا۔“

”مکری..... انخوا کرنے والے نے کیا مطالبہ کیا تھا..... کیا آپ نے اس کا مطالبہ پورا کیا تھا..... یا آپ کے بیٹے کو پولیس ملاش کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔“

”مطالبہ پورا کیا تھا میں نے اس کا..... پولیس اس قابل کہا۔“ اس نے بر اسمانہ بھایا۔

”ہوں..... اچھا..... آپ نے اسے کتنی رقم دی تھی اور کیسے۔“

”یہ اتنی مت بعد آپ کو اس معاملے کا خیال کیسے آگیا؟“

”یہ خیال مجھے آیا نہیں..... اس شخص کی ایک اور واردات کے سلطے میں بات سامنے آئی ہے۔“

”کیا مطلب..... ایک اور واردات ..... کیا وہ عام طور پر ایسی وارداتیں کرتا رہتا ہے۔“

”ہاں! آپ کے بیٹے کو کسی نے اتفاقیہ انخوا نہیں کیا تھا..... ایک پیشہ در بھرم نے اس کیا تھا..... اس کا کام ہی بھی ہے۔“

”اوہ..... اب اس نے کے انخوا کیا ہے۔“

”ا جرام خیری کو انخوا کرنے آئے تھے اس کے آدمی..... لیکن ان کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا..... میرے پیچے اس کے راستے میں آگئے اس طرح خیری صاحب تھج کے..... لیکن میرا ایک پیشان کے ہاتھ لگ کیا..... لیکن ہم نے بھی اس گروہ کے پاخچ آدمی کو قتل کر لئے..... ان پاخچ کے ذریعے پاچا کر انہوں نے کچھ عرصہ پہلے آپ کے بیٹے کو بھی انخوا کیا تھا۔“

"ہاں! میں سمجھتا ہوں"۔ یہ کہ کر انہوں نے ایک پیچھے کے نیم رملے اور خاور خان کے قبیرتاتے ہوئے بو لے۔

"اس نمبر کی جانے والی ہر کال کی بات چیت نیپ کی جائے گی..... میں شام تک رپورٹ لوں گا؟" قشتوں اس کے بعد بھی نیپ کی جاتی رہے گی"۔  
"جی بھتر!" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا خیال ہے اکرام..... ہم ذر اکلابنگلہ کا ایک چکر نہ لگا آئیں"۔  
"جی ہاں! یہ تو اب کرنا ہی ہو گا..... ایسا لگتا ہے..... اس جگہ کو ہمارے ہمراہ نے جنون بھوتوں کا بنگلہ بنار کھا ہے..... تاکہ کوئی اس طرف کا رخ رکے"۔

"ہاں! کی بات ہے..... آؤ پھر چلیں..... کوئی ایکس پیچھے سے اطلاع ملنے میں تو ابھی دیر گئے گی"۔

"کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں کرنے والے کا تعقیل اب تک خاور خان سے ہے"۔

"ہیں بالکل..... شاید وہ ہر ماہ اس سے رقم وصول کرتا ہے..... یا پھر بھی کھدا رخوا کی دھمکی دے کر کوئی کام لے لیتا ہے اس سے..... آخر یہ ایک بڑا یاں یہ ڈر ہے..... لوگ اس کے ذریعے کوئی کام نہ کال سکتے ہیں"۔  
"شاید آپ کا خیال مجیک ہی نکلے گا"۔ اکرام سکرا یا۔  
پھر وہ توں کا لابنگلہ کی طرف روانہ ہوئے۔

"اوو..... اچھا..... تو یہ بات ہے ..... خیر..... اس نے مجھ سے بچاں لاکھ روپے طلب کئے تھے..... وہ بچاں لاکھ روپے ایک بریف کیس میں رکھ کر میں نے کالابنگلہ پر بچا کئے تھے"۔

"اگلے کیا کہا..... کالابنگلہ"۔ وہ پوچھ کر اٹھے۔

"کیوں..... کیا ہوا..... آپ یہ نام من کر جو کیسے کیوں"۔

"اس پنگلے میں ہی آپ کے بیٹے کو لے جا کر رکھا گیا تھا..... ایسا لگتا ہے ..... جیسے وہ بندگ اس مجرم کا ہینڈ کوارٹر ہے تو آپ سوٹ کیس وہاں رکھ آئے تھے..... پھر آپ کا بیٹا آپ کو کب ملا؟"۔

"اس کے دو بھنے بعد گھر پہنچ گیا تھا..... انہوں نے اسے جس جگہ رکھا ہوا تھا..... وہاں سے آنکھوں پر پنی پاندھ کر نکلا تھا اور ایک سڑک پر چھوڑ کر آگے بڑھ گئے تھے..... جب تک وہ اپنی آنکھوں سے پنی اترتا..... کاڑی اس کی نظریوں سے اوچل ہو چکی تھی"۔

"ہوں اچھا شکریہ..... اس کے بعد تو اس انہوں کرنے والے نے کبھی آپ سے رابطہ نہیں کیا؟"۔

"تی..... جی نہیں..... بالکل نہیں"۔ اس نے قدر سے گھبرا کر کہا۔  
اکرام نے اس کی طرف پوچھ کر دیکھا..... پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے ..... باہر نکلتے تھی اکرام نے کہا۔

"مرایہ کچھ پچھلے ہاں ہے"۔

"کیا دیال ہے سر..... آپ محمود اور فرزانہ کو ساتھ لیتا پسند نہیں کریں گے"۔

"نہیں..... ان کی اجرام خیری صاحب کے پاس موجودگی ضروری ہے"۔

"ایک تو اجرام والا چکر سمجھ میں نہیں آیا..... آخر چکر لوگ ان کے دشمن کیوں ہو گئے؟"۔

"یہ بات اس وقت تک شاید محمود اور فرزانہ معلوم کر چکے ہوں گے..... فون کرو محمود کے ہوماکل پر"۔

"اوکے سر"۔ اکرام نے کہا اور نہرڈاکل کے ..... جلد ہی محمود کی آواز سنائی دی۔

"اکرام بات کر رہا ہوں محمود"۔

"فرمائیے انکل؟"۔

"یہاں کیا حالات ہیں"۔

"تین انکال سکون ہے"۔ اس نے بتایا۔

"اجرام خیری صاحب نے ان دشمنوں کے ہارے میں کوئی بات تائی..... آخر وہ کیوں ان کی جان لینے پر قل گئے ہیں"۔

"تین بہاں..... دس سال پسلے جب یہ ملازمت میں تھے..... بطور کیفیت اپنی ڈیوٹی انچام دے رہے تھے تو سرحد پار کرتے ہوئے ایک غیر ملکی چاؤں پکڑا گیا تھا..... وہ شار جستھان کا تھا..... ہمارے ملک میں چاؤں کی غرض

سے بھیجا گیا تھا..... وہ کئی سال یہاں رہا..... چاؤں کے فرانس سرا نجام دیتا رہا..... پھر اسے واپس بالایا گیا..... لیکن واپس جاتے ہوئے وہ پکڑا گیا..... ہمارے خیری صاحب نے اسے شوت کروادیا اور دفن کر دیا..... اب ان کا کہنا ہے یہ لوگ شار جستھان کے ہیں اور ان سے اپنے اس چاؤں کا پولہ لیتا چاہتے ہیں"۔

"سوال یہ ہے کہ انہیں بدلتے کا خیال دس سال بعد کیوں آیا؟"۔

"پھر سوال ہم نے ان سے نہیں پوچھا..... لیکن ظاہر ہے..... اس بات کا ہوا پ یہ کیا دے سکتے ہیں ..... خیال کے آنے کی وجہ وہ لوگ چاہکے ہیں"۔

"پھر بھی تم ان سے یہ سوال ضرور کرو"۔

"تی بھت بھتر"۔

"اور ہم فاروق کی حلاش میں کالا بغلہ چار ہے ہیں"۔

"تی..... کیا مطلب..... کالا بغلہ؟"۔

"ہاں..... کالا بغلہ..... جس زوار خان کا میں نے تعاقب کیا تھا..... یعنی جس کے ہارے میں ہمیں خیال تھا کہ اسی نے محمود پر حملہ کیا ہے..... اسے بھی پکڑ دھتے پہلے انہوں کیا گیا تھا اور کالا بغلہ لے چاکر رکھا گیا تھا..... دراصل یہ نہ کہا ان لوگوں کا ہے..... جنہوں نے فاروق کو انہوں کیا ہے"۔

"اوه! اب تو فاروق کے وہاں سے ملنے کی امید کی جاسکتی ہے"۔ - محمود نے پر جوش انداز میں کہا۔

"ہاں شاید..... اپنے خدا عاظلہ"۔  
 "ارے ارے..... یہ..... یہ کیا"۔  
 اکرام نے محمود کی بھیجی کی آواز سنی۔  
 "کیا ہوا محمود"۔ اکرام نے پیشان ہو کر کہا۔ لیکن جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔

"محمود..... کیا ہوا..... جلدی بتاؤ"۔ اکرام چلا اٹھا۔ اپنے جمیش  
 گھبرا کے۔ انسوں نے فوراً "کار روک لی۔  
 "لیا بات ہے اکرام"۔

"اجرام خیری صاحب کی کوشش میں شاید پھر کوئی لڑ بڑے ہے"۔  
 "اوہ..... نہیں"۔ وہ بولے۔

"اب کیا خیال ہے سر..... اوہر پیشیں یا ادھر"۔  
 "خیری کے نمبر ڈائل کرو..... محمود تو شاید اس وقت فون سننے کے قابل  
 نہیں ہے"۔ وہ بڑا بڑا کہا۔

"لیکن اس کے ساتھ فرزانہ بھی تو ہے"۔  
 "ہاں فرزانہ وہاں ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے..... وہ بھی کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو"۔  
 "اوکے سر"۔ اکرام نے کما اور اجرام خیری کے نمبر ڈائل کئے۔  
 گھنی بھتی رہی۔ لیکن فون کار یمپور کسی نے نہ اٹھایا۔

"شاید وہاں بھی گڑ بڑے ہے..... ہمیں فوری طور پر اوہر کا رنگ کرنا  
 چاہئے"۔

"نہیں اکرام..... ہم اپنا کام کریں گے، چاہے کچھ ہو چائے..... ہو سکتا  
 ہے..... یہ ہمیں اس طرف جاپتے ہے روکتے کا نظام کیا جا رہا ہو"۔  
 "ہاں! اس بات کا مکان ہے"۔

انسوں نے کار پھر شارٹ کی۔ پھر جو نہیں چود جو اس کلو میٹر آیا۔  
 انسوں نے کار پھر آندر دی۔ آگے بڑھنے کی تھی کہ بیکٹے کا اور پرانا حصہ  
 نظر آنے لگا۔

دو قوں بڑی طرح چوکے۔ ان کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔  
 اسی وقت ایک ہٹر میں ڈوبنے آواز جنگل میں گونج اٹھی۔  
 "عہمان آگئے"۔

\*\*\*\*\*

## سائب

محود اور فرزاد ایک کمرے پر بیٹھے آپس میں ہاتھ کر رہے تھے کہ  
اکرام کافون کیا..... محود نے اس سے بات شروع کی..... انہی وہ بات کر رہا  
تھا کہ اچانک اسے فرش پر ایک سیاہ رنگ کا سائب نظر آیا..... اس کے مذ  
میں چل گئی..... فرزاد اچھل کر میر پر چڑھ گئی..... محود بھی اسے ہاپ  
رے کیتا ہوا نون بند کر کے میر پر آیا..... دونوں خوف زدہ لفڑوں سے اس  
کو بچنے لگے۔

"ا جرام خیری کی کوئی بھی میں وہی سائب ..... کمال ہے..... کیا انہوں  
نے سائب بھی پال رکھے ہیں"۔ اس نے ذرے انداز میں کہا۔  
"اوہو ..... پہلے اس کا تو کچھ انتظام گریں..... یہ بات تمہان سے بعد  
میں بھی پوچھ سکتے ہیں"۔ فرزاد نے بوکھلا کر کہا۔  
"اور مجھے فکر رہے ..... اما جان اور اکرام کی ..... کہیں وہ بھری چیز نہ  
کی وجہ سے ادھرہ آ جائیں"۔

"بھلے سائب"۔ فرزاد نے ختم لبھے میں کہا۔

"ا پھی بات ہے"۔ محمود نے جیب سے پتوں نکال لیا سائب کے پھن  
کا نشانہ لیا اور فائز کر دیا۔

سائب کا پھن اڑ گیا اور اس کا باقی جسم چیخ کھانے لگا..... اپنے میں  
انہوں نے ا جرام خیری اور وہ سروں کے پیچنے کی آوازیں سنیں ..... وہ  
چھلانگ لگا کہ ان کی طرف دوڑے ..... پتوں اب تک محمود کے ہاتھ میں تھا  
..... انہوں نے دیکھا ..... وہ سب گھن میں کھڑے بری طرح چیخ رہے تھے۔  
"کیا ہوا بھی ..... کیا ہوا"۔ محمود نے بلند آواز میں کہا۔

وہ یہ کخت خاموش ہو گئے ..... پھر ا جرام خیری نے کاپ کر کہا۔  
"س ..... سائب ..... سائب"۔

"گھرانے کی ضرورت نہیں"۔ فرزاد نے مکراتی۔

"کیا کہا ..... گھرانے کی ضرورت نہیں"۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں .....  
اگر گھر میں سائب گھس آئے اور یہ بات گھرانے کی نہیں تو آپ کے نزدیک  
گھرانے کی بات کوں ہی ہے"۔ ا جرام خیری نے جمل کر کہا۔

"آپ لٹلا کچھ ..... ہم نے سائب کو مار دیا ہے"۔

"یہ کسے ہو سکتا ہے ..... ارسے ہاں ..... ہم نے آپ کے کمرے میں فائز  
کی آواز سنی تھی"۔

"اوہ ..... اس کا مطلب ہے ..... اوہ بھی سائب تھا"۔ ا جرام خیری  
چلاتے۔

"ہاں ..... تو کیا ادھر کوئی دوسرا سائب موجود ہے"۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں..... ہمارے نشانے پکے نہیں"۔ محمود  
نے کہا۔

"عن نہیں..... ہم پہلے خود کو ادھروالے کرے میں بند کریں گے"۔  
یعنی اجرام بولیں۔

"اچھی بات ہے..... تب پھر جلدی کریں"۔

اور پھر وہ سب اس کرے میں پلے گئے.... اب انہوں نے سانپ کا  
نشانہ لیا اور فائز کر دیئے۔ سانپ فرش پر گرا اور رُپنے لگا۔ انہوں نے  
فرش پر اس کا خون پھیلتے دیکھا۔

"آجائیں..... ہم نے میدان مار لیا اللہ کی مریانی سے"۔ محمود نے بند  
آوازیں کہا۔

دروازہ کھلا اور وہ سب باہر نکلے۔ سانپ کو مردہ و کچھ کر ان کی جان  
میں جان آئی۔

"آپ..... آپ تو مکمل کے لوگ ہیں"۔ اجرام خیری بولے۔

"ای لیے میں نے آپ سے کہا تھا..... آپ ان لوگوں کو بیالیں، یعنی  
آپ نے میری بات نہیں مانی..... وہ تو ہم نے انکل صدر سے باتی کی..... تو  
انہوں نے اپنیں بھیجا"۔ عامروہ نے جلدی جلدی کہا۔

"تمہارا خیال تھیک تھا..... لیکن اس وقت میں یہ سوچتا تھا کہ ہوں تو  
میں ریڑاڑ کر لیں..... اور بیاؤں اپنی مدد کے لیے دو سروں کو"۔

"یہ کوئی ایسی بات نہیں جناب"۔ فرزانہ بولی۔

"ہاں! اس کرے میں ہے..... ہم اس کرے میں ہی تھے..... کہ وہ  
سانپ اندر واخل ہوا..... بس ہم تو چیختے چلاتے باہر نکل آئے..... سانپ  
اندر رہ گیا"۔

"اڑے باپ رے..... دو دو سانپ"۔ محمود نے بوجھا کر کہا۔  
پھر وہ پستول ہاتھوں میں لیے کرے کے دروازے کی طرف چڑھے۔  
فرزانہ نے بھی پستول ہاتھ میں لے لیا اور اس کے پیچے چلی۔  
"اوہو! یہ خطرہ مول نہ لیں..... ہم کسی پیٹرے کو بلالاتے ہیں"۔  
اجرام خیری بولے۔

"اس کی ضرورت نہیں..... بس آپ دیکھتے جائیں"۔  
"اگر نشانہ چوک کیا تو وہ اچھل کر وار کرے گا اور اگر ڈنے میں  
کامیاب ہو گیا تو آپ تو گئے کام سے"۔ عامروہ کی شوخ آواز گوئی۔  
"اللہ مالک ہے"۔

محمود نے دروازہ تھوڑا سا کھولا۔ سانپ نظرنہ آیا۔ اور کھولا۔  
اندر جھاٹکا تو سانپ دیوار پر چڑھ رہا تھا۔

"فرزانہ تم بھی نشانہ لو..... ہم ایک ساتھ فائز کریں گے"۔

"اوکے"۔ فرزانہ مسکرانی۔

"پہلے ہم خود کو دوسرے کرے میں بند کر لیں"۔ اجرام خیری  
بولے۔

غین اس وقت دروازے کی گھنی بھی۔ انہوں نے سوالیہ انداز میں جرام خیری کی طرف دیکھا۔

"اُندراز اپنی سائے"۔ انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"تب پھر..... آپ بیسیں تھرس..... بلکہ ایک بار پھر آپ کمرے میں بند ہو چکیں"۔

"اوکے"۔ وہ فوراً بولے اور کمرے میں گھس کر دروازہ اندر سے بٹکر لیا۔

دو نوں دروازے پر آئے۔ محمود نے بلند آواز میں کہا۔  
"باہر کون ہے؟"۔

"رانا آفاقت..... جرام خیری کا دوست"۔

"ایک مت تھرس جتاب"۔ محمود نے کہا اور اس کمرے کے دروازے پر آگز بلند آواز میں بولا۔

"باہر کوئی رانا آفاقت ہیں"۔

"وہ اچھا"۔ انہوں نے کہا اور باہر نکل آئے۔ پھر دروازے کے طرف بڑھے۔

"آپ یک دم دروازہ میں کھولیں گے"۔

"تب پھر؟" انہوں نے پوچھا۔

"پہلے آپ اپنا پورا اٹھینا کریں..... ہو سکتا ہے..... باہر رانا آفاقت نہ ہوں..... آپ کے دشمن ہیں..... انہوں نے کسی طرح پتا چالایا ہے کہ آپ کے ایک دوست کا نام رانا آفاقت ہے"۔

"اچھی بات ہے..... میں سمجھ گیا"۔

دروازے پر کھیکھ کر انہوں نے پہلے دروازے پر ماتحت مارا پھر ہوئے۔  
"ہاں! اب ہتاکیں..... باہر کون ہے..... اوپر میں موجود ہوں جرام"۔

"بازار جرام..... یہ میں ہوں..... رانا آفاقت"۔

"آواز تو اسی کی ہے"۔

"آپ ایک احتیاط اور کر لیں..... آواز بدلت کر بھی بولا چاہیکا ہے"۔

"اچھی بات ہے..... تب پھر میں کیا کروں"۔

"آپ اپر پہت پر جائیں..... اور پر سے جھانک کر دیکھیں..... بلکہ دین سے ان سے دو چار باتیں بھی کر لیں..... اس طرح آپ کا اٹھینا ہو جائے گا تو دروازہ کھول دیں گے"۔

"وہ کیا سوچے گا"۔ جرام خیری پھر اکبر بولے۔

"اُنہیں بعد میں صورت حال بتادیں گے"۔

"اچھا..... نہیک ہے..... آپ ہو کیں گے..... میں وہی کروں گا"۔

وہ اپر پہلے گئے..... پھر ان کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی..... آخر دیکھنے اتر آئے۔

"وہ راہی ہے..... ساتھ میں اس کا ایک دوست ہے"۔ یہ کہ کر وہ آکے بڑھتے تاکہ دروازہ کھول دیں۔  
 "کیا رانا صاحب اسی شہر میں رہتے ہیں"۔  
 "نہیں..... وہ سرے شہر میں..... یہ بھی میرے ساتھ فوج میں تھے.....  
 اب ریاضت کی زندگی گزار رہے ہیں"۔ انہوں نے بتایا اور پھر دروازہ کھول دیا۔

"ایسی کی صیبت آئتی ہے تم پر خیری"۔ باہر سے اندر آنے والے بے چورے شخص نے ناخن ٹکوار انداز میں کما۔ پھر اس کے گلے لگ گیا۔  
 "آؤ آفتابی..... اندر آؤ..... بتانا ہوں ..... یہ کون صاحب ہیں"۔  
 انہوں نے اس کے ساتھی کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ میرے دوست طاہری ہیں..... میرے پڑوی بھی ہیں..... میں نے تمہارے شرکی سیر کا پروگرام بنایا تو ان کا بھی میرے ساتھ پروگرام بن گیا"۔

"اوہ اچھا"۔ وہ بولے۔ پھر اس سے بھی ہاتھ ملائے۔ اب سوچنے میں آگئے، بیکم اور بچے پہلے ہی اندر وہی کرے میں چلے گئے تھے۔  
 "اب سناؤ..... یہ دروازہ کھولنے میں اس قدر احتیاط کیا ضرورت تھی"۔

"ہم اپنے کرے میں ہیں خیری صاحب..... کوئی ضرورت محسوس ہے..... بلکہ بچتے گا"۔

"اوہ ہاں الجھک ہے"۔  
 دو توں اسی کرے میں آگئے۔ ملازم نے اس وقت تک فرش صاف  
 رہ دیا تھا۔

"اس بار ان کے دشمنوں نے گویا کسی پیرے کی خدمت حاصل کی  
 تھیں..... لیکن ان کا یہ وار بھی خالی گیا۔ ویسے ہمارے ہاتھ ایک سراغ لگ  
 گیا ہے..... ہم اس پیرے کو پکڑوادا سکتے ہیں"۔

"اوہ ہاں بالکل..... یہ کام میں توحید احمد کے ذمے لگتا ہوں"۔  
 یہ کہ کر محمود نے توحید کو فون کیا۔ اسے ساری صورت حال سمجھائی  
 اور فون بند کر دیا۔

"یہ اس وقت..... ان علاالت میں رانا اور اس کے دوست کی آمد  
 بھجھے کھلکھل رہی ہے"۔ فرزانہ نے دبی آواز میں کہا۔

"ہاں! یہ کوئی چکر بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں ان پر نظر رکھنا ہو گی۔  
 ویسے رانا آفتابی میک اپ میں نہیں گلنا"۔

"اور اس کا دوست؟"۔ فرزانہ بولی۔

"وہ بھی میک اپ میں نہیں ہے"۔

"اس کے باوجود احتیاط کی ضرورت ہے..... دشمن ہر طرف سے وار  
 کرنے کے چکر میں ہے..... وہ کسی نہ کسی طرح اجرام خیری کو انغوایا ختم کرنا  
 چاہتے ہیں..... دال نہ لکتے دیکھ کر انہوں نے سوچا اب گھر کے اندر اپنے  
 آدمی پہنچانے چاہئیں"۔

"لیکن اس کے لیے وہ اجرام خیری صاحب کے بھیج کے دوست کو  
کس طرح گاتھ کتے ہیں" -  
"بھلا میں اس سوال کا جواب کیسے دے سکتی ہوں" - فرزان نے منہ  
بنایا۔

"ہو سکتا ہے..... ظاہر بیک دشمن کا آدمی ہوا اور انہوں نے اسے رانا  
آفاقتی کے ذریعے پر کام کرنے کا حکم دیا ہوا..... رانا آفاقتی سے اس کا تعطیل  
ہو گا" -

"ہوں..... اس بات کا مکان ہے" -  
"اب ہمیں رات کو جاؤں گا..... یہ لوگ اگر کسی چکر میں ہیں تو اپنا  
کام رات کو شروع کریں گے" -

"اوکے..... ہم آدمی آدمی رات چالیں گے..... پہلے تم جاؤ گے  
..... پھر میں" -

"منظور..... ارے..... اب اجان اور اکارام اور ہر نہیں آئے..... اس کا  
مطلوب ہے..... انہوں نے سوچا ہو گا..... مادھر ہو گریز ہے..... اس سے ہم  
بہت لیں گے..... وہ اپنا کام درمیان میں کیوں پھوڑیں" -  
"باکل نحیک" -

پھر رات کا کھانا کھایا گیا ..... اور سونے کا پروگرام شروع ہوا .....  
فرزان لیٹ گئی ..... محمود جائیدار بنا ..... انہوں نے کمرے کا بلب بجھادیا تھا .....  
جب بیلی کو ٹھنڈی کی لائسنس بچھ گئیں ..... تو وہ دینے پاؤں باہر نکل آیا ..... اور

ایک ستون سے گل کر کھڑا ہو گیا..... اس کے نزدیک یہ کام سب سے زیادہ  
بور کام تھا..... آدمی رات تک ایک جگہ کھڑے رہو ..... یا پیشے رہو اور  
ہیں ..... لیکن مجبوری تھی ..... اپسیں ایسا کرننا ہی پڑتا تھا۔  
تحیک بارہ بجے ..... جب کہ وہ فرزان کو جگانے کے لیے اپنی جگہ سے مل  
چکا تھا..... ایک کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی ..... اس کے کان  
کھڑے ہو گئے ..... وہ فوراً ستون کے پیچے چھپ گیا ..... صحن کی طرف کھلنے  
وازا ایک دروازہ آہست آہست کھل رہا تھا ..... محمود کا دل دھک دھک کرنے  
لگا ..... اس نے جیب سے پتوں نکال لیا ..... اس نے دیکھا ..... رات کی  
تاریکی میں کوئی اس کمرے سے نکلا ..... قدم کے مطابق وہ رانا آفاقتی بھی ہو سکتا  
تھا ..... اور اس کا رخ اجرام خیری والے کمرے کی طرف تھا۔  
اب محمود پوری طرح ہوشیار ہو گیا ..... ایسے میں اس نے دیکھا .....  
رانا آفاقتی ایک چالی کے ذریعے اجرام خیری کا دروازہ کھونے کی کوشش  
کر رہا تھا۔



"مرت سوچو..... یہاں سے فارغ ہو کر وہاں چلیں گے..... اور ہاں خیال رہے..... فاروق کو اگر یہاں لایا گیا ہے..... اور وہ اس وقت تھا جبکی ہوش میں..... تو پھر ہم نے کوئی حقیرانے کی کوشش ضرور کی ہوگی۔"

"جی..... تھی..... اچھا۔"

"ابھی تک ڈر رہے ہو۔"

"آپ کو شاید معلوم نہیں سر۔" آرام نے گھبرا کر کہا۔

"کیا معلوم نہیں؟"

"یہ کہ جنون بھوتوں کے ہاں یہ کس کے لیے کما جاتا ہے..... مہمان آگئے۔"

"کس کے لیے کما جاتا ہے۔"

"جن کو یہ لوگ قتل کرنے کا پروگرام بنائے چکے ہوں۔"

"ارے باپ رے..... اور یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہو گئی۔" اپکر جشدید پولے۔

"جنون" بھوتوں پر عمل ایک معلومانی کتاب پڑھ کر کہا۔

"یار آرام..... انکی کتابیں بھی بے بنیاد ہوئی ہیں۔"

"آپ تھیک کتے ہیں سر..... لیکن میں اپنے خوف کا لیا کروں۔"

"تب پھر تم واپس چلے جاؤ..... گرجا کر آرام کرو۔"

"اب یہ بھی نہیں ہو سکتا۔" اس نے کہا۔

"تب پھر بے گلر ہو کر میرے پیچے آؤ۔"

## میں کہاں ہوں

انہوں نے اوہ راہ حرنظر س دوڑا میں..... بلکہ تو ابھی کچھ دور تھا..... پھر یہ کس نے کہا تھا "مہمان آگئے۔"

"آرام..... یہ کون بولا تھا۔"

"شاید کوئی جن۔" آرام نے کانپ کر کہا۔

"یا پھر کوئی بھوت۔" اپکر جشدید پولے۔

"سر..... مجھے نہ ڈراخیں..... میں جنون اور بھوتوں سے بہت ذرا ہوں۔" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"حد ہو گئی آرام..... تمہاری اس کمزوری کا پتا مجھے آج ہی لگا ہے..... آؤ..... ڈرو نہیں..... اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

"جی..... چلے۔"

"یار تم اتنا بھی نہیں سمجھتے..... وہ آواز انسانی تھی۔"

"جی..... تھی ہاں..... شاید ویسے سر میں سوچ رہا ہوں..... اجرام نہیں صاحب کی کوئی تھی میں نہ چانے کیا گل بڑھوئی ہے۔"

"بھی کر رہا ہوں سر"۔ اس نے کہا۔  
 "اس وقت میرے ساتھ محمود، فاروق اور فرزانہ ہوتے تا۔۔۔ تو تم پر  
 بہت بہت تھے"۔  
 "اب آپ نہیں سر۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا"۔ اس نے  
 سکر اکر کہا۔

"خدا کا شکر ہے۔۔۔ تم مکرائے تو"۔  
 "جی۔۔۔ بس کیا کروں۔۔۔ ذر دستی مسکرا رہا ہوں"۔  
 اور پھر وہ بیٹھ کے سامنے بیٹھ گئے۔۔۔ چاند کی روشنی میں وہ اور بھی  
 بھیانک لگ رہا تھا۔  
 "راتے میں ہمیں فاروق کی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔۔۔ اس کا مطلب  
 ہے۔۔۔ وہ بے ہوش تھا"۔

"یعنی کما جا سکتا ہے سر"۔  
 انسوں نے پہلے بیٹھ کیا۔۔۔ اس کے آس پاس کوئی اور  
 عمارت نہیں تھی۔۔۔ بیٹھ نہ تا بھونا تھا۔۔۔ یہ وہی دیواریں گردیں تھیں۔۔۔  
 بس ایک کھنڈر نظر آتا تھا۔۔۔ اچانک ایک بھیانک جی کی آواز گونج آئی۔۔۔  
 اکرام تو بہت زور سے اچھلا۔۔۔ اسکلہ جشید الیت پر سکون کھڑے رہے۔۔۔  
 "اوہ ہو اکرام۔۔۔ تیپ کی ہوئی جی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد پھر سنلے  
 دے گی"۔  
 "زن نہیں سر۔۔۔ نہیں"۔ اس نے کانپ کر کہا۔

"کیا نہیں؟" وہ بولے۔  
 "یہ تیپ کی ہوئی تینیں تھیں"۔  
 "تمال کرتے ہو تم بھی۔۔۔ یہ بات اس قدر یقین سے تم نے کس طرح  
 کہ دی۔۔۔ جب کہ میں نے صاف محمود کیا ہے۔۔۔ آواز تیپ کی ہوئی  
 تھی"۔  
 "آپ نے صاف محمود کیا ہے"۔  
 "ہاں بالکل"۔ وہ بولے۔  
 "اچھی بات ہے۔۔۔ دیکھا جائے کاپڑ"۔  
 "ہاں ہاں۔۔۔ دیکھا جائے گا۔۔۔ تم نہ گھبراو"۔  
 اچانک کی جیھیں بلند ہوئیں اور پھر انک آوازیں ستائی دیں جیسے کسی کا  
 گاہاٹ دیا کیا ہو۔۔۔ آواز میں خرخراہت خصب کی تھی۔  
 "اٹھا پناہ تم فرمائے۔۔۔ سر۔۔۔ یہ کمال پھنس گئے"۔  
 "کہیں بھی نہیں۔۔۔ یکچھے دیکھو۔۔۔ ادھر جھکل ہے۔۔۔ اور اس کے  
 دو سری طرف سڑک۔۔۔ ہم کہوں چھننے نہیں گے"۔  
 "اچھی بات ہے۔۔۔ آپ جائیں"۔ اکرام نے منہ بھایا۔  
 "اس قدر بزرگ میں نے جیسیں آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا اکرام"۔  
 "اس لیے سر کے محلہ جوں جھوؤں کا ہے"۔  
 "اچھا آؤ۔۔۔ اب ذرا اس کھنڈر کا اندر سے جائزہ لیں"۔

دونوں آگے پڑھے..... ایسے میں اکرام کے بیوں کے نیچے کوئی چیز  
زور سے چڑھائی..... اس کے منہ سے بلند چڑھاٹلی..... اسپکڑ جشید بھی گھبرا  
گئے..... اب جوانوں نے اس چیز کو دیکھا تو وہ ایک انسانی ڈھانچہ تھا۔  
”ارے بابا رے..... بھوتوں کا شکار“۔ اکرام چلا اٹھا۔  
”لیکن..... بھوتوں کا شکار..... یہ کیا بات ہوئی؟“

”جی..... یہ ..... انسان ضرور بھوتوں کے ہاتھوں مارا گیا ہو گا..... میر  
یہاں سے واپس چلے چلیں، مجھے بستہ ڈر لگ رہا ہے“۔ اکرام نے گھبرا  
ہوئے انداز میں کہا۔

”یا اکرام ..... تم سارا یہ روپ پہلی بار سانتے آیا ہے ..... میں تمہیں  
انہا بزرگ نہیں سمجھتا تھا“۔ اسپکڑ جشید نے پر اسامنہ بنا�ا۔

”لل..... لیکن سر..... یہ بھوت ہیں ..... ہم ان کا مقابلہ کس طرح  
کر سکتے ہیں؟“۔

”یہ سب جعل سازی ہے ..... انسانی ہاتھوں کا کام ہے ..... یہاں  
ڈھانچے وغیرہ ان لوگوں نے بکھیرے ہیں ..... جو اس جگہ کو استعمال کر رہے  
ہیں ..... تاکہ لوگ اس طرف آئے کی جرأت نہ کریں اور وہ اپنا کام بے  
فلکری سے کرتے رہیں“۔

”لیکن سر..... اس بات کا آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے ..... کہ  
کچھ جرا نم پیشہ لوگ اس جگہ کو استعمال کر رہے ہیں؟“۔

”ہمیں اکرام ..... کیا آج تم سارا دماغ گھاس چڑھانے چلا گیا ہے؟“۔

”لگ..... کیوں سر“۔ اکرام گھبرا کیا۔

”اوہ بھی ..... جن لوگوں کو ہم نے گرفتار کیا ہے ..... انہی لوگوں نے  
ہمیں کالا بندگ کے بارے میں بتایا ہے ..... اور وہ یہاں ایک شخص کو اغاوا  
کر کے لائے تھے۔“

”تب پھر آپ انہیں کیوں ساختہ نہیں لائے ..... وہ ہمیں اس جگہ خود  
پہنچا دیتے ..... جسیں مجرم پہنچے ہوتے ہیں۔“

”میں نے ان کے بیان سے یہ خیال کیا تھا کہ کالا بندگ کوئی عمارت ہے  
..... اور اس عمارت کی خلاشی ہم لے لیں گے ..... یہ بعد میں معلوم ہوا کہ  
.... اس جگہ کو خوفناک بناؤ یا گیا ہے۔“

”خیر ..... اب کیا پروگرام ہے ..... میری توہست جواب دے گئی  
ہے۔“

”اچھی بات ہے اکرام ..... تم واپس چلے جاؤ ..... میں اب آیا ہوں تو  
اس عمارت کو دیکھ کر اسی جاؤں گا اور شاید فاروق کو بھی ساختہ لے کر جاؤں  
..... ارے ہاں ..... تم اس آواز کو بھی بھول گئے ..... جس نے کہا تھا.....  
سمان آگئے ..... کیا وہ آواز انسانی نہیں تھی؟“۔

”اوہ ہاں ..... وہ تو واقعی انسانی آواز تھی“۔ اکرام چوڑکاپ  
”لیں تو پھر..... یہ سب“۔

ان کے الفاظ درمیان میں رو گئے ..... اسی وقت ان کے سامنے روشنی  
کا ایک بھما کا ساہوا تھا ..... پھر ان کے سامنے پہاڑ سا ایک جنم ٹکڑا ہوا .....  
.....

ہو گا..... تم اس بحوث کو ہی لے او..... اگر یہ واقعی بحوث ہوتا تھا..... تو کیا ایک جگہ کھڑا رہتا تھا..... کیا یہ ہماری طرف نہ پڑتا۔"

"آپ..... آپ تھیک کر رہے ہیں..... یہ تو باکل ساکت ہے ..... جیسے کوئی بھروسہ۔"

"اور یہ ہے بھی بھروسہ ہی..... اس لیے کہ اپنک نظر آنے لگا ہے ..... جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ پسلے زمین کے اندر رہتا ..... اس کے لیے زمین میں جگہ بنا لگی ہے..... وہاں سے اس کو اچانک اور انہاد دیا جاتا ہے، اس کے لیے انہوں نے آلات لگائے ہوں گے۔"

"آپ تھیک کرتے ہیں..... اگر یہ بحوث ہوتا تو ایک جگہ ہرگز نہ کھڑا رہتا۔"

اکرام نے جو شی یہ الفاظ ادا کئے ..... بحوث میں حرکت کے آہر نظر آئے اور وہ ان کی طرف ایک ایک قدم بڑھنے لگا۔  
"ارے باپ رے..... اب آپ کیا کرتے ہیں؟"  
"اب..... میں..... میں اب بھی۔"

اسی وقت بحوث ان کے نزدیک بیٹھ گیا..... اکرام تو بدھوں ہو کر بیچپے ہتا..... جب کہ اسکلہ جمیلہ پر سکون انداز میں بیچپے ہے..... اکرام کے قدم ایک بار پھر انسانی ذہانیت پر چھے گئے، اس کے من سے پھر بیچنے لگی ..... اسی وقت بحوث نے اپنا ایک ہاتھ اسکلہ جمیلہ کی طرف بڑھایا..... اس کے اس ہاتھ میں تاریخ نہ کوئی بیچنے موجود تھی..... اس میں سے بزر رنگ کی ایک

بس دواچانک تصوردار ہوا تھا، کسی سوت سے چلتا ہوا وہ ہاں تک نہیں آیا تھا..... اور یہ بات واقعی حیرت انگیز تھی..... تھوڑی دیر پسلے ہو چک خالی تھی ..... وہاں اچانک ایک بست لباچوڑا جسم کھڑا انظر آنے لگا..... وہ گھبرا کے ..... اکرام تو تھر تھر کا پختے لگا..... انہوں نے دیکھا..... اس جسم کے اوپر سر نہ کوئی کول پیز رکھی تھی..... گرد وہ نہیں تھی..... اس کوں چیر میں دو چمک دار سوراخ تھے..... جن میں سے تیز روشنی نکل رہی تھی..... روشنی اور ہرا در گردش کر رہی تھی۔

"اب..... اب آپ کیا کرتے ہیں..... کیا کوئی انسان اس قدر لمبا ہو سکتا ہے۔" اکرام نے لرزتی آواز میں کہا۔

"نہیں..... باکل نہیں"۔ وہ پر سکون آواز میں بو لے۔

"تب پھر ہے کیا ہے۔"

"ایک سانتی وجود..... تم اسے رو بوبت نہ کوئی بیچ کر سکتے ہو..... لیکن سیدھے سادھے لوگ جب دور سے اسے دیکھیں کے تو یہ اپنی ۳۰ فیصد بحوث نظر آئے گا..... اور اس طرح لوگوں کو فوراً لایا جاتا ہے..... لوگ اس عمارت کے نزدیک نہیں آتے..... رات کو تو کوئی کیا نہ دیکھ آئے گا..... اسی وقت بھی ڈارتے ہیں..... لیکن اکرام ہم کوئی عام انسان نہیں ہیں..... اس دن میں بھی ڈارتے ہیں..... اکرام اس کوئی ہم کوئی عام انسان نہیں ہیں..... اس جسم کے حالات سے آئندہ دو چار ہوتے ہیں..... کیا اس سے پسلے کئی بارہ ہوا واسطے آئیں زدہ عمارت سے نہیں پڑا..... بھوتوں سے ہمارا مقابلہ نہیں ہوا..... پھر آخر میں نہیں پڑا۔ میا..... سارا ڈھونک..... اور یہ بھی ڈھونک ثابت

”اوہ اچھا..... تم اس کی بات کر رہے ہو۔۔۔ تم اس کے لئے پریشان ہو  
۔۔۔ پنگ۔۔۔ ان کی پریشانی دور کرو۔۔۔“  
”اوکے بس۔۔۔ کسی نے فوراً کیا۔۔۔  
اچھک کمرے کا دروازہ کھلا اور فاروق گرتا پڑتا اندر داخل ہوا۔۔۔  
یوں لگائیں اسے پہنچ سے دھکا دیا گیا ہو۔۔۔  
”یہ۔۔۔ یہ میں کہاں ہوں۔۔۔ مجھے کچھ دھکائی کوں نہیں دے رہا۔۔۔“  
فاروق نے پوکھلا کر کیا۔۔۔  
”فاروق۔۔۔ میرے پئے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تھیں کیا ہوا؟“  
”یہ۔۔۔ یہ کس کی آواز ہے۔۔۔ جانی پچھائی۔۔۔ صریان سی آواز۔۔۔  
قدرے طامُ آواز۔۔۔ میں پوچھتا ہوں۔۔۔ یہ آواز کس کی ہے۔۔۔  
”یہ میری آواز ہے۔۔۔ میں ہوں۔۔۔ تمہارا والد۔۔۔ اور اوہ حدید کھو۔۔۔  
اوہ تمہارے انکل اکرام ہیں۔۔۔“  
”میرے والد۔۔۔ کون والد۔۔۔ میں کون ہوں۔۔۔ میں کیا ہوں۔۔۔  
میں کمال ہوں۔۔۔ آخر مجھے کچھ معلوم کوں نہیں۔۔۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔“  
انپکڑ جشید سکتے میں آگئے۔۔۔ فاروق کی آنکھیں بد تھیں۔۔۔ اس نے  
اب نکل ایک بار بھی آنکھیں نہیں کھوئی تھیں۔۔۔  
”آنکھیں کھولو فاروق! مجھے پریشان نہ کرو۔۔۔“  
”آپ کون ہیں۔۔۔ آپ کی آواز لکھی اچھی ہے۔۔۔“  
”مسڑیاں۔۔۔ یہ میرے بیٹے کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔ انپکڑ جشید پکارے۔۔۔

روشنی کی لکیر نکلی۔۔۔ جو نبی لکیران پر پڑی۔۔۔ وہ بری طرح اچھے۔۔۔ دوہ  
جاکر گرے۔۔۔ انہیں یوں لگا چیزے ان کے پورے بدن میں آگ لگ گئی ہو  
۔۔۔ ساتھ ہی انہوں نے اکرام کی دل دوز جیخ سنی۔۔۔ شاید اس پر بھی روشنی  
کی لکیر ماری گئی تھی۔۔۔ انہوں نے اسے بھی اچھل کر گرتے دیکھا۔۔۔ جلد ہی  
دونوں بے ہوش ہو گئے۔۔۔ ہوش آیا۔۔۔ تو وہ ایک بجے جائے کمرے کے  
آرام دہ بستر پرے تھے اور کمرے میں بزر روشنی پھیل جوئی تھی۔۔۔  
”خے مہماںوں کو خوش آمدید کتا ہوں۔۔۔“ کمرے میں آواز گونج اٹھی  
۔۔۔ یہی آواز تھی جو انہوں نے مدارت سے باہر سنی تھی۔۔۔  
”آپ کون ہیں۔۔۔ سامنے آگر بات کیوں نہیں کرتے۔۔۔ انپکڑ جشید  
نے جل کر کہا۔۔۔  
”سامنے آیا تو تم صرف مجھے دیکھ کر بے ہوش ہو جاؤ گے۔۔۔ اس لے  
دور سے ہی بات کرنا مناسب رہے گا۔۔۔“  
”چلو پھر جیک ہے۔۔۔ کرو بات۔۔۔“  
”بات تم کرو گے۔۔۔ یہاں تم آئے ہو۔۔۔ میں تمہارے پاس نہیں  
گیا۔۔۔“  
”فاروق کہاں ہے۔۔۔“

”کون فاروق؟“۔۔۔ اس نے جیران ہو کر کہا۔۔۔  
”ان تین میں سے ایک۔۔۔ جو اجرام خیری کے گھر میں اس وقت  
موہو ہوتے۔۔۔ جب تمہارے آدمی اسے اغوا کرنے کے لیے آئے تھے۔۔۔“

"اب انہوں نے آہستہ نیپ اندر نا شروع کی..... وہ سی کرن  
رہا..... آخر اس پکڑ جشید اس کی دونوں آنکھوں سے نیپ انہار نے میں کامیاب  
ہو گئے..... اب وہ بولے۔

"آنکھیں کھول دو"۔

تو نبی قاروق نے آنکھیں کھو لیں ..... اور ان دونوں کو دیکھا..... وہ  
بہت بھی ایک انداز میں چلا اٹھا..... اس کی چیخ سے کمرہ بل سا گیا۔

\*\*\* \* \*\*\*

بواب میں اس کی آواز سنائی نہ دی ..... اب وہ قاروق کی طرف  
بڑھے ..... اس کی آنکھیں بد ستور بند تھیں۔  
"یار قاروق! آج تم بھی پریشان رنے پر قل گئے ..... آنکھیں کیوں  
میں کھو لتے"۔

"بہت کوشش کر چکا ہوں ..... مریان قدر داں ..... سکھل جسیں  
رہیں"۔ قاروق نے درد بھرے انداز میں کہا۔  
"خُصرو ..... میرے بچھے ..... میں دیکھتا ہوں"۔

دو اس کی آنکھوں پر جھک گئے ..... اکرام بنجیرت زدہ انداز میں  
آنکھیں پھاڑے قاروق کو گھوڑا ٹھاکھا ..... ایسے میں انہوں نے اس پکڑ جشید کی  
آواز سنی۔

"ارے ..... ان پر تو نیپ چکائی گئی ہے ..... اف ..... نیپ کے انہار نے  
توبت تکلیف ہو گئی ..... قاروق کیا تم یہ تکلیف برداشت کر سکو گے"۔  
"کڑلوں گا ..... آپ میری آنکھیں کھول دیں ..... میں آپ جیتے  
مریان کو دیکھنا چاہتا ہوں ..... اف کتنی مدت بعد میں آپ کو آنکھوں گا"۔  
"دیکھا کما ..... کتنی مدت بعد؟"۔ اس پکڑ جشید نے بوٹھا کر کہا۔  
"ہاں ان جانے کب سے میری آنکھیں بند ہیں ..... شاید ایک سال۔  
یا اس سے زیادہ عرصے سے"۔

"مم ..... مذاق نہ کرو بھائی ..... میں پلے ہی بہت پریشان ہوں"۔

## بھوت پر فائز

محمود فوراً "اپنے کمرے میں داخل ہوا..... اس نے دروازہ اندر سے بند کر کے لائک آن کے بغیر فرزان کو کندھے سے پکڑ کر آہست سے بلایا۔ پس تو وہ کسمالی، پھر آنکھیں کھول دیں اور سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"ایسا میری باری آئی ہے"۔

"ہاں! ایکن میرے سونے کی باری آتی معلوم نہیں ہوتی"۔ محمود نے سرگوشی کی۔

"گک.... کیوں.... کیا کچھ شروع ہو گیا ہے"۔

"جس نہم جائیں گے..... وہاں کچھ شروع نہ ہو..... راتاں آفائل ایک چابی کے ذریعے اجرام خیری کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا ہے"۔

"اڑے باپ رے..... اور تم یہاں مجھ سے ہاتھیں کر رہے ہو..... اس نے دروازہ کھول دیا تو اندر داخل ہوتے ہی وار کر گزرے گا"۔

"نہیں..... وہ ایسا نہیں کرے گا"۔

"گک.... کیوں.... کیا اس نے تمہیں بتا دیا ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا"۔ فرزان نے بھلاکر کہا۔  
محمود مسکرا دیا، پھر بولا۔  
"اس وقت تک کے حالات یہ کہ رہے ہیں کہ یہ لوگ خیری صاحب کو مارنا نہیں پا جاتے..... انہوں کو مارنا چاہتے ہیں..... انہوں کو تے کے بعد یہ کیا چاہتے ہیں..... یہ بیس معلوم نہیں"۔  
"اچھی بات ہے..... دیکھ لیتے ہیں..... لیکن ایسیں احتیاط تو کرنا ہو گی..... کیا خیر رو دار کر بیٹھے"۔  
"کم..... ہم کمرے کے نزدیک چلتے ہیں"۔  
دو نوں اندر چیرے میں باہر نکلے اور دیوار سے لگ کر چلتے ہوئے اجرام خیری کے کمرے کی طرف بڑھنے لگے..... میں اس لئے انہوں نے ٹکٹکی آواز سنی..... گویا دروازہ کھل کیا تھا۔  
"ظاہریگی آج تو..... میں نے میدان مار لیا ہے"۔ انہوں نے راہ فاقی کی سرگوشی سنی۔  
دو نوں نے سوالیہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا..... جیسے کہ رہے ہوں" اب کیا کریں، پھر فرزان نے اشارہ کیا..... کہ تین دیکھو..... تین کی دعا دیکھو۔

"ایسا نہیں ہو سکے گا..... ہم محمد حسین آزاد اور توحید احمد سے بھی اس سلطے میں مدد لیں گے..... ان کے آگے بھی گاڑی ہو گی..... پیچے ہم ہوں گے..... کیا اس کے باوجود یہ لوگ نکل جائیں گے۔"

"ایسا ہو مشکل ضرور ہے..... ناممکن نہیں۔" - محمود نے کہا۔

"تب پھر اگر تم اپنیں بیٹھنے روکنا چاہتے ہو تو روک لیتے ہیں۔" فرزان نے کہا۔ اچھے اپنے کہا۔ - محمود سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولوا۔

"تمیک ہے فرزان..... تم ساری تجویز ہی بہتر ہے گی..... اس طرح یہ سب سنس ختم ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنیں ان غواہ کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ اگر صرف ان تمام لینے مقصد ہوتا تو یہ یہیں اپنیں ختم کر سکتے تھے..... آج تو ایک طرح سے ان دونوں کو موقع مل ہی گیا تھا..... یہ اور بات ہے کہ ہم ان کی کوشش کو بے کار بنا دیتے..... لیکن اپنیں تو یہ بات معلوم نہیں۔"

"ہوں تمیک ہے..... اب ان کا تعاقب ہی کریں گے..... دیکھتے ہیں یہ کمال لے جاتے ہیں اپنیں اور کیا کرتے ہیں۔"

"لیکن گھر کے افراد کو اگر معلوم ہو گیا کہ ہم نے کیا کہا ہے..... تو وہ ہم پر خوب گر جیں ہر سیں گے۔" - محمود نے جلدی کہا۔

"تمیک ہے..... لیکن اس مسئلے کا بہترین حل یعنی نظر آتا ہے۔"

اتھے میں وہ اجرام خیری کو اٹھانے باہر نکل چکے تھے..... انہوں نے "فرا" باہر کارخ کیا۔ دونوں اپنی کار میں اجرام خیری کو داخل کرتے نظر آئے..... انہوں نے "فرا" اپنی کار کارخ کیا..... کار میں بیٹھ کر شیشے چڑھا کر

ٹاہر بیگ اپنے کمرے سے لکھا اور پھر دونوں کمرے میں داخل ہو گئے..... محمود اب رونہ سکا..... دروازے تک پہنچ گیا..... فرزان نے اس کا ساتھ دیا..... دونوں نے اپنے پستول نکال لیے۔

"اٹھاوا سے..... میں نے بے ہوش کرنے والا رومال اس کے ناک پر رکھ دیا ہے..... اب یہ دو گھنے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔" - رانا کی آواز سنائی دی۔

"اور بیکم..... اس کی آنکھ کھل گئی تو شور مچا دے گی۔" - ٹاہر بیگ نے کہا۔

"اے پہلے بے ہوش کیا ہے..... میں کچھ کام بھی نہیں کرتا۔"

"افوس..... بے چارہ خیری اپنے دوست کے ہاتھوں مار کھا گیا۔"

ٹاہر بیگ نے نہیں کر کما دوں آہستہ آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ جلد ہی وہ دونوں اجرام خیری کو اٹھانے باہر آئے..... دونوں نے مل کر اسے اٹھانے کا تھا..... ایسے میں محمود نے فرزان کے کان سے من لگادیا۔

"اب کیا کریں۔"

"ہم روکنے کو اپنیں روک سکتے ہیں..... ان دونوں کو گرفتار کر سکتے ہیں..... قانون کے حوالے بھی کر دیں گے..... لیکن محمود..... اس طرح یہ بعد حل نہیں ہو گا..... آخر پیچھے لوگ اجرام خیری کو کیوں ان غواہ کرنا چاہتے ہیں..... موقع اچھا ہے، ہم نہایت بہمیابی سے ان کا تعاقب کر سکتے ہیں۔"

"اور اگر یہ نکل گئے تو؟" - محمود بولا۔

انہوں نے فوراً "توحید احمد اور محمد حسین آزاد کو فون کیا۔..... ہدایات دیں  
..... وہ جھپٹلائے تو بہت کہ یہ بھی کوئی تعاقب کا وقت ہے..... صحیح کر لیں گے  
تعاقب..... وہ ان کے جواب پر نہ پڑے اور ختح لجھے میں تاکید کرتے  
ہوئے فون بند کر دیا۔..... اوہر انہوں نے کار شارٹ ہوتے کی آواز سنی۔.....  
لاسٹسین جلانے پہنچو وہ کار کو باہر نکال لائے اور تعاقب شروع کر دیا۔..... ساتھ  
میں انہوں نے توحید احمد اور محمد حسین آزاد سے رابطہ قائم کر لیا۔..... وہ بھی  
روانہ ہو چکے تھے..... جلد ہی وہ بھی تیز فتاری سے چلتے ہوئے اس کار کے  
آگے پہنچے آگئے..... لیکن انہوں ایسا تھا کہ تعاقب کا شہنشہ ہو سکے۔  
"محمد حسین آزاد..... آپ پوری طرح ہوشیار ہیں نا۔"

"ہاں بالکل۔..... آپ فکر نہ کریں۔"

"اوہ!..... یہ تو شر سے ہاہر جانے والی سرگز کی طرف جا رہے  
ہیں۔"

"تب..... تب پھر یہ بھی وہیں جا رہے ہیں..... کالا بگل..... یہ شبانی روڑ  
ہے ہا۔"

"ہاں..... بالکل۔"

"اب اس میں کوئی نیک نہیں رہ گیا کہ یہ کالا بگلہ جا رہے ہیں اور  
ہر سے کی بات یہ ہے کہ اب اجان بھی ادھر گئے ہوئے ہیں۔..... قاروق کی  
ٹالش میں۔"

"اوہ! یہ اور اچھی بات ہے۔"

"اوہ! اچھا! مطلب یہ کہ اگر یہ لوگ خیری صاحب کو لے کر ہم لوگوں  
کی اکٹروں سے او جمل ہو گئے تو بت بر ا ہو گا۔" - توحید احمد بنا۔

"بہت سے بھی زیادہ بر ا۔"

"بہت خوب! اب تو مرا آجائے گا۔" - توحید نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں۔۔۔ کیا کہا۔۔۔ مرا آجائے گا۔"

"ہاں! تم سب کو..... جب خیری صاحب کے گمراہوں کو پہاڑ پلے گا کہ  
ہم نے کیا کار نامہ انجام دیا ہے..... تو کیا مرا نہیں آجائے گا۔"

"کوئی ایسا ویسا۔" - محمود نے منہ بٹایا۔

"میں بھی۔۔۔ اور میرے ماتحت بھی پوری طرح چوکس ہیں۔"

"در اصل۔۔۔ مسلسل ایک اور ہے۔" - محمود نے مسکرا کر کہا۔

"اور رو د کیا؟۔"

"ذیر امام تھیری کو انخوا کرنے والوں نے یہ سب ہمارے سامنے کہا ہے  
ہم چاہیے تو انہیں وہیں ان کی کوٹھی میں ہی روک سکتے تھے۔۔۔ لیکن ہم نے  
ایسا نہیں کیا۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلا گئے۔

"اللہ اپنارحم فرمائے، اگر آپ لوگ ڈرنے لگے تو ہمارا کیا بنے گا۔"

تو حید احمد نے پوچھا کر کہا۔

"بنتا کیا ہے..... آہیت بننے گا۔" - محمود مکرا ایسا۔

"ہمیں..... وہ دونوں اسے کاڑی سے نکال رہے ہیں..... اور خیری صاحب ابھی تک بے ہوش ہیں۔" - محمد حسین آزاد نے گھبرا کر کہا۔

"تو وہ اور کیا کریں۔"

"میرا مطلب ہے..... ہمیں ذرا تیز چلانا چاہئے..... کیس وہ اس بھوت بیکل میں غائب ہو گئے تو ہم کیا کریں گے۔"

"ٹھیک ہے..... چلو۔"

جو خنی وہ بیکل کے نزدیک پہنچے..... جنگل میں آوازا بھری۔

"مہمان آگئے۔"

"اپ یہ ہمارے لیے کہا کیا ہے۔"

"مطلب یہ کہ ہمیں بھی دیکھ لیا گیا ہے..... اب خود کو ان لوگوں سے کیا پہنچانا..... آؤ چل دی کرو..... وہ اس کھنڈر تھامدارت کے اندر چلے گئے ہیں..... کافی لپاچوڑا کھنڈر ہے۔"

انہوں نے تیز چلان شروع کیا..... یہاں تک کہ وہ بھی اس کھنڈر میں داخل ہو گئے اور پھر دھک سے رہ گئے..... اب وہ تینوں انہیں کیس بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔

تعاقب کامیابی سے جاری رہا..... کسی ایک جگہ بھی ایک لمحے کے لیے بھی ان لوگوں کی گاڑی نظرتوں سے اوچھل نہیں ہوتی..... اور آخر دہ سڑک سے اترنے نظر آئے..... اگلی کار محمد حسین آزاد کی تھی..... وہ پچھے آگے جا کر واپس آئی..... ادھر سے ان کی کار اس جگہ پہنچ گئی..... اب ان کی گاڑیاں سے اترنے تھے..... پھر جلد ہی توحید احمد وہاں پہنچ گیا..... اب بھی بھار کھی تھیں..... اور بھی سڑک سے اتر گئیں..... لاکھیں انہوں نے اب بھی بھار کھی تھیں..... اور بھی وجہ تھی کہ اب تک ان لوگوں کو تعاقب کا شہر تک نہیں ہو سکا تھا..... چاند کی روشنی میں انہیں پھر نظر آئے لگا..... وہ کسی محنت کی طرح نظر آ رہا تھا..... نہ جائے کیوں اپنی خوف محسوس ہوئے گا..... اب وہ سب ایک ساتھ چل رہے تھے ایسے میں انہوں نے جل میں گوئیں ایک آواز سنی۔

"مہمان آگئے۔"

"مہمان! اون مہمان..... یہ ہمارے لیے کہا کیا ہے..... یا آگے والوں کے لئے۔" - محمود نے سرگوشی کی۔

"شاید آگے والوں کے لیے اس لیے کہ ابھی تو بیکل کے نزدیک وہ پہنچے ہیں..... جب ہم پہنچیں گے تو شاید ہمارے لیے بھی کہا جائے..... مہمان آگئے۔" - فرزانہ بولی۔

"لیکن فرزانہ..... ہمیں ذر کیوں لگ رہا ہے۔"

"ذر سے پوچھو کر جاؤں گی..... اس لیے کہ فی الحال تو ذر مجھے بھی لگ رہا ہے۔"

"لو بھی..... ہو گئے ناظروں سے او جمل"۔ توحید احمد نے گھبرا کر کہا۔  
"و ملت تیرے کی..... اس قدر اختیاط کی..... فائدہ کیا ہوا"۔ فرزانہ  
نے جھلک کر کہا۔

"خیردار..... جو میرا بھی کلام اڑانے کی کوشش کی"۔  
"اوہ سوری! بھول گئی۔۔۔ اب ذرا جلدی سے اس گھنڈر میں بھاگ  
..... بھاگ..... بھاگ"۔ فرزانہ انک کر رہی تھی۔  
"تم کراون کی سوئی نہیں ہو۔۔۔ فرزانہ ہو"۔ محمود نے گویا اسے یاد  
دا لایا۔

"وہ..... وہ..... وہ دیکھو..... بھوت"۔ فرزانہ نے کاپ کر کہا۔  
"بھوت تو میں نے سنائے..... ایک لفظ ہوتا ہے..... لیکن یہ بھوت  
کیا ہوتا ہے"۔ محمود نے جلدی جلدی کہا۔  
"بھوت کا بڑا بھائی..... سانتے دیکھو کے تو پتے چھے گانا"۔ اس نے  
کاپتی آواز میں کہا۔

اب انہوں نے سانتے دیکھا..... پہاڑ سا ایک بھوت ان کے سانتے  
کھڑا تھا۔۔۔ اس کے دھڑ کے اوپر صرف سر موجود تھا۔۔۔ درمیان میں  
گردن نہیں تھی۔۔۔ آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن میں سے سبز لالات  
نکل رہی تھی۔۔۔

"یہ..... یہ تو شاید رو بوٹ نہا کوئی جیز ہے"۔ محمود نے کہا۔

"تو کیا تمہیں اس خوف محسوس نہیں ہو رہا"۔ فرزانہ نے بیان  
ہو کر کہا۔

"باقل ہو رہا ہے"۔

"بھائی بھوت..... آپ کیا چاہتے ہیں"۔ فرزانہ نے تھر تھر کاپتی آواز  
میں کہا۔

بھوت نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ ایسے میں انہوں نے پیچے دیکھا۔۔۔  
تو حید احمد، محمد حسین آزاد اور اس کے ساتھی زمین پر لمبے پرے نظر آئے  
۔۔۔ وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو چکے تھے۔

"حد ہو گئی..... اس قدر جلدی تھی بے ہوش ہونے کی"۔ محمود نے  
چلد کئے انداز میں کہا۔

"مم..... میں اس پر فائز کروں گی"۔ فرزانہ نے کھوئے کھوئے انداز  
میں کہا۔

ایسے میں بھوت ان کی طرف بڑھا نظر آیا۔

"ارے باپ رے..... بھاگو"۔ محمود چلا اٹھا۔

"کیا کہا..... محمود..... بھاگو..... کیا بھول گئے..... یہ لوگ اجرام خری  
کو یہاں لائے ہیں"۔

"اوہ بیا! تم بھاگ کر کہاں جائے ہیں"۔

"اوہ بیا جان بھی قاروچ کی ٹلاش میں ادھر آئے تھے..... غالباً" وہ بھی  
ہماں سے لوٹ کر تھیں گے..... گویا یہیں کہیں ہیں"۔

"ست..... کیا..... ان کا سامنہ بھی ان بھوت صاحب سے ہوا تھا"۔

"پتا نہیں..... ملاقات ہو گئی تو پہلے لئے..... فی الحال تو اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ یہ بماری طرف کی تیک ارادے سے ہرگز نہیں آ رہا"۔

"ہاں واقعی..... یہ آگر ہم سے ہاتھ نہیں ملنے گا"۔

دولوں اٹے قدموں پیچے بٹنے گے۔

"اڑے..... اڑے بھائی..... آخر تم چاہتے کیا ہو..... اس منہ اٹھائے آ رہے ہو..... کچھ تو کبو..... اڑاوے کیا ہیں..... تیک یہ یاد ہے"۔ محمود نے پوچھا ہے: "وہ

بھوت برابر ان کی طرف قدماً اٹھا رہا..... یہاں تک کہ وہ محمد حسین وغیرہ سے بھی آگے اٹل گئے..... اب وہ ان کے سامنے پڑے تھے..... بھوت ان کے نزدیک پہنچ کر رک گیا، اب اس کا ایک ہاتھ اوپر اٹھا..... انہوں نے دیکھا، اس کے ہاتھ میں تاریخ نہ کوئی تھی تھی..... اچانک اس چیز میں سے سبز رنگ کی ایک لکیر نکلی..... یہ کیساں نے ان سب پر ڈالی..... روشنی کی لکیر ان پر پڑنے سے انہیں کوئی فرق پڑنا نظر نہ آیا..... وہ ہوں کے توں پڑے رہے..... اب اس کا رخ ان دونوں کی طرف ہو گیا۔

"اس لکیر سے کس کا پہنچ بھڑک رہا ہے..... کیوں ضائع کر رہے ہو اس کو"۔ محمود نے بر اسمانہ بیانایا۔

میں اس لمحے فرزانہ زور سے اچھی۔

"لگ..... کیا ہوا فرزانہ..... کیا اس نے تمدارے پر میں کاٹ لیا ہے"۔

"نہیں..... مم..... میں نے ایک چیز سنی ہے..... اور میں"۔ کہتے کہتے رک گئی۔

"اور میں کیا؟"۔

"اور میں یقین سے کہ سکتی ہوں..... وہ چیز ضرور قاروق کی تھی..... گویا وہ اس کھنڈر میں ہی کہیں موجود ہے..... اور اس کا مطلب ہے..... ابہا جان بھی یہیں کہیں موجود ہیں"۔

"تب..... تب تو ٹھیک ہے"۔

"ٹھیک تو ہے..... لیکن ہم اس کا کیا کریں"۔ محمود نے بھوت کی طرف دیکھا۔

"میں..... اس پر فائز کروں گی"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی فرزانہ نے بھوت پر فائز گرد़ا لالا..... وہ ہوں کا تہن کھڑا رہا، اس کا کچھ بھی نہ گولا..... ساتھ ہی اس کا تاریخ والا ہاتھ ان کی طرف اٹھ گیا۔

\*\*\*\*\*

## ناج

”لک..... کیا ہوا فاروق“۔ اپنکے جسید گھبرا گئے۔

”آپ..... آپ تو ہی ہیں۔۔۔ میرے دشمن نمبر ایک..... مجھے بار بار آپ کی تصاویر سکرین پر دکھائی گئی ہیں اور ہر بار یہ بات ذہن میں بخالی گئی ہے کہ یہ ہیں تمہارے دشمن نمبر ایک“۔

”اوہ..... اور یہ کب سے ہو رہا ہے“۔

”دش..... شاید ایک سال سے“۔

”شاید یہ برین والٹک کا کوئی جدید ترین طریقہ ہے۔۔۔ انہوں نے تمہارا دماغ بالکل صاف کر دیا اور میری دشمنی اس میں بھروسی“۔

”وہ تو میں ان کی ٹھکل صورت دیکھوں تو بتا سکوں گا“۔

”اچھا ایک طرف بیٹھ جاؤ۔۔۔ جہار اور ماغ خراب نہ کرو“۔

”اپ یہ نہیں ہو سکا۔۔۔ میں تو چاؤں گا آپ کو گھنی کا ناج“۔

”کیا کہا۔۔۔ تم ہمیں بھنی کا ناج نچاؤ گے“۔ اپنکے جسید نے جہان پر کھما۔

”یا اللہ رب تم..... یہ وقت بھی آنا تھا“۔ خان رحمان بو لے۔  
 ”فاروق میری طرف دیکھو۔۔۔ میں ہوں۔۔۔ تمہارا انکل۔۔۔ پروفیسر  
 داؤڈ۔۔۔ انہوں نے درد بھرتے انداز میں کہا۔  
 ”کیوں دیکھوں۔۔۔ آپ کو کیا ہوا۔۔۔ یہ آپ نے کس انداز میں بات  
 کی ہے۔۔۔“

”یہ۔۔۔ یہ تو کسی بول کاتا ہو سکتا ہے۔۔۔ پروفیسر فوراً“ بو لے۔  
 ”یہ۔۔۔ یہ جملہ جانا پچانا سا ہے۔۔۔ شاید اس سے میری بچپن زندگی  
 میں خاص تعلق رہا ہے۔۔۔“  
 ”کیا کہا۔۔۔ بچپن زندگی“۔  
 ”ہاں! بچپنے جنم میں۔۔۔ میں ضرور اس سے پہلے بھی پیدا ہوا تھا اور پھر  
 نوت ہو گیا تھا۔۔۔ یہ میرا دوسرا یا تیسرا جنم ہے۔۔۔ اب پتا نہیں۔۔۔ میں  
 دو مرے جنم میں یہ بھلہ بولا کرنا تھا یا پہلے میں۔۔۔ یقین سے کچھ نہیں کہ  
 سکا۔۔۔“

”تم تو چاٹ لو گے جہارا دماغ۔۔۔ اور ہمیں ذرا سوچتے بخخت نہیں دو  
 گے۔۔۔ کیا تم کچھ دیر کے لیے خاموش نہیں ہونے سکتے۔۔۔ ہم کچھ سوچنا چاہئے  
 یہاں۔۔۔“

”نسیں۔۔۔ جب آپ میرے دشمن نمبر ایک ہیں تو پھر میں کیوں آپ کو  
 آرام سے سوچنے دوں۔۔۔ میں تو چاؤں گا آپ کو گھنی کا ناج“۔

ان الفاظ کے ساتھی ہی فاروق نے ان پر چھلانگ لگائی..... اسپکٹر جشید نے دونوں ہاتھوں پر روکا..... اور بھگانہ دیا..... اس لیے کہ وہ کہا دیتے تو وہ دوسرے چاکر گرتا..... ساتھ ہی انہوں نے اس کے دونوں ہاتھوں پر لیے زور لگاتے۔

"آرام سے مینھو فاروق ہمیں کچھ سوچنے دو"۔  
فاروق نے جیسے سنائی نہیں..... بدستور زور لگاتا رہا۔

"یہ اس طرح نہیں مانتے گا اور مسلسل ہماری پریشانی میں اضافہ کر رہے گا"۔ یہ کہ کر انہوں نے اس کی کن پی کو مسلسل دیا..... اس کے ہاتھ پر فوراً ڈھیلے پڑ گئے..... وہ بے ہوش ہو گیا۔

"چلو..... اب ذرا ہم کچھ غور کر سکتے ہیں..... ہاتھ ہجڑا لاسکتے ہیں..... ہم اس عمارت میں داخل ہوئے تو بھوت سے ملاقات ہوئی تھی..... بھوت نے تارچ نہ آئے سے ایک بزرگ کی شعاع ہم پر ماری تھی..... ہم فوراً بے ہوش ہو گئے تھے..... بس پھر یہاں ہوش آیا"۔ اسپکٹر جشید جلدی جلدی بولے۔

"ہاں جسھید..... اب ہم اس کمرے میں قید ہیں..... مجرم کے قبضے میں ہیں..... سوال یہ ہے کہ مجرم چاہتا کیا ہے"۔

"آرام خیری کو انوکھا کرنا"۔ اسپکٹر جشید بولے۔  
"آخر کیوں"۔

"اگر یہ بات معلوم ہو جائے تو یہ کیس ختم ہونے میں ذرا دری نہیں گے گی"۔

"اوکے..... تم اس پر غور کر لیتے ہیں"۔

"ہم سوچ میں ڈوب گئے..... لیکن کچھ بھی میں نہ کیا..... فاروق بے ہوش پڑا تھا..... انہوں نے اس پر ایک نظر ڈالی..... پھر اسپکٹر جشید اٹھے اور کمرے کا جائزہ لینے لگے..... انہوں نے اس کی دیواروں کو نحوك بھاگ دیکھا..... دروازے کا جائزہ لیا، پھر بولے۔

"میں دروازے پر ایک گلہ مارنے لگا ہوں..... تاکہ اندازو ہو سکے ..... یہ کس حد تک مضبوط ہے"۔

"ضرور جسھید..... کچھ نہ کرنے سے کرنا بہتر ہے"۔ پروفیسر مکرانے۔

انہوں نے دور ہٹ کر دروازے پر اپنے کندھے سے گلہ ماری..... دروازہ شش سے مس نہ ہوا۔

"پرانی لکڑی کا دروازہ ہے اور نکڑی ہے بھی بہت موٹی"۔ وہ بولے۔

"رہنے والے جسھید..... خود ہی مجرم صاحب کچھ کریں گے"۔

اچانک کمرے میں بزرگ روشنی پھیل گئی..... انہوں نے ہد درجے لمحہ ک محسوس کی..... پھر اسیں نیند آنے لگی..... انہوں نے نیند کو بھاگنے لایا چری کو شش کی..... لیکن بھگانہ کے اور گھری نیند میں ڈوب گئے.....

آنکھیں کھمیں تو ستر و شنی غالب تھی اور سردی بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی  
..... انہیں فاروق کا خیال آیا..... کہ دیکھیں وہ کس حال میں ہے..... قادر و قی  
کو دیکھنے سے لے نظریں گھامیں تو اچھل پڑے..... کرے میں اب اور بت  
لوگوں کا انسان ہو گیا تھا..... کرو ان لوگوں سے بھرا پڑا تھا..... ان میں محمود  
اور فرزانہ بھی تھے..... محمد حسین آزاد اور توحید احمد بھی تھے..... ان کے  
پکھو ما تخت بھی تھے..... ابھی یہ لوگ بے ہوش تھے۔

"تو یہ لوگ بھی یہاں آگئے..... افسوس"۔ انپلز جشید کے منہ سے  
بلکا۔

"اس میں افسوس کی کیا بات ہے جشید..... یہ تو اور اچھا ہے..... سب  
ایک جگہ جمع ہو گئے..... اب مل کر ان لوگوں کے خلاف قدم اٹھائیں گے"۔  
خان رحمان بولے۔

"یہی تو مشکل ہے"۔

"کیا مطلب جشید..... کیا مشکل ہے"۔

"تم سب مل کر بھی ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتیں گے"۔

"خوب کیوں جشید"۔ خان رحمان بولے۔

"پروفیسر داؤد سے پوچھو خان رحمان"۔

"یہ کیا بات ہوئی..... پروفیسر داؤد سے پوچھوں..... تو تم کیوں نہیں  
ویتے"۔

"یہ ان کا شعیہ ہے..... یہی تباہیں گے"۔ وہ مکارے۔

"مگر..... کیا..... کیا تاؤں گا جشید"۔

"ہو جی میں آئے تاؤں..... خان رحمان کوئی اعتراض نہیں کریں  
گے"۔ انپلز جشید مکارے۔

"کیا کما..... یہ کوئی اعتراض نہیں کریں گے، یہ آج تم کس قسم کی باتیں  
کر رہے ہو جشید"۔

"ان حالات میں اسی قسم کی باتیں کی جاسکتی ہیں"۔ وہ بولے۔

"پتا نہیں تم کیا کہنا چاہئے ہو..... بہر طال میں یہ بات کہ سکتا ہوں کہ ہم  
واقعی ان مجرموں کے خلاف فی الحال کچھ نہیں کر سکتیں گے"۔

"فی الحال سے آپ کی کیا سراو ہے"۔ خان رحمان نے مدد بھایا۔

"اس وقت..... بعد میں کسی وقت صورت حال بدلتی گئی تو اور بات  
ہے"۔

"لیکن کچھ بھی بھی تو تاؤں..... اس وقت کی بات ہے"۔

"خان رحمان..... پنڈا یاں بازو انجاو..... اوپر تک انجاو"۔

"اچھی بات ہے..... یہ نہیں"۔ انہوں نے کہا اور بازو انجانے کی  
کوشش کی..... لیکن وہ بس ذرا سی ترکت بازو کو دے سکے..... اس سے  
زیادہ نہیں۔

"ارے ای..... یہ میرے بازو کی ہو گیا؟"۔

"ہمیں خان رحمان..... تم صرف بازو کی بات کر رہے ہو..... یہ کو.....  
جسے پڑے، جس کو کیا ہو گیا ہے"۔

"اوه ہاں جیشید ..... تم تھیک کرتے ہو ..... میں تو اپنے پورے جسم کو حرکت دینے کے قابل نہیں رہتا"۔  
 "تب پھر ..... اس وقت اگر مجرموں میں سے کوئی بچہ بھی ہمارے مقابلے پر آجائے ..... ہم اس کا کیا بگاڑیں کے"۔  
 "ارے باپ رہے ..... مارے گئے پھر تو"۔ خان رحمان نے بوکھلا کرنا۔  
 "فی الحال یہی کہا جاسکتا ہے"۔ انپلکٹ جیشید مسکرائے۔  
 "کیا کہا جاسکتا ہے"۔ انہوں نے فوراً "کہا۔  
 "یہ کہ مارے گئے پھر تو"۔  
 "تم کہاں ہیں ..... ارے ..... سہا تو اب اپنے اور انکلاد بھی نظر آرہے ہیں"۔ محمود کی آواز سنائی دی۔  
 "چو اچھا ہے ..... تم اوگ ہوش میں تو آئے"۔  
 "اس لیے کہ ..... نہیں پسلے تم اٹھ کر دکھاؤ"۔  
 انہوں نے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی ..... اس وقت تک سب ہوش میں آپکے تھے ..... لیکن وہ اٹھنے لگئے ..... اب تو سب کے چہروں پر ہوا نیا اٹھنی نظر آئیں۔  
 "یہ ..... اب اپنے اہمیں ہو کیا گیا ہے"۔ فرزان بول اٹھی۔  
 "تکرے میں پھیلی سبز روشنی کو دیکھ رہے ہو"۔  
 "ہاں ..... کیوں؟"۔

"یہ اسی روشنی کی وجہ سے ہے ..... یہ روشنی طاقت سل کر لینے کا بہترن ذریعہ ہے ..... اگر اس کو بجھا دیا جائے تو تم میں طاقت آجائے گی ..... لیکن ہمارا بھرم ایسا کیوں کرنے لگا"۔  
 "وہ ..... وہ کون ہے؟" فرزانہ چلانی۔  
 "وہ وہی ہے ..... جو اجرام خیری کو انداز کرتا پھر بتاتا تھا"۔  
 "اور اب وہ اپنی انداز کر چکا ہے"۔  
 "ہاں! ادکھے لو ..... اس کرے میں اجرام خیری نہیں ہیں ..... بلکہ سب دگ م موجود ہیں ..... گویا اجرام خیری کو اس نے اپنے پاس رکھا ہے"۔  
 "اوہ ..... اوہ"۔  
 "اب کیا ہو گا"۔ محمود بولنا۔  
 "وہی ہو گا ..... جو خدا کو منکور ہو گا"۔  
 "یہ سب ہماری وجہ سے ہوا ..... اب اپنے ہماری قلعی تھی"۔ فرزان نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔  
 "ایا مطلب ..... تمہاری قلعی"۔  
 "ہاں! ہم اپنیں انداز ہونے سے روگ سکتے تھے"۔ یہ کہ فرزان نے تفصیل سنادی۔  
 "پس فرزان ..... تم نے تھیک کیا ..... اس سے کاصل یہی تھا ..... جو ہوتا ہے ..... ایک بار ہی ہو جائے"۔

"وہ اس طرف ہے..... لیکن اس کی دماغی حالت نمیں ہے۔"  
 "لکھ کیوں..... اسے کیا ہوا؟" وہ ایک ساتھ بونکار پولے۔  
 "اس کی بین و اشک کی گئی ہے..... اسے آرام اور علاج کی ضرورت ہے۔"

"اوہ..... اوہ"۔ وہ فکر مندانہ انداز میں پولے۔ سب کے سب قاروں کی طرف گھوم گئے، وہ ہوش میں تھا اور آنکھیں اور ہزادہ ہر گھمار ہاتھ۔  
 "میرا خیال ہے..... میں تم سب کو بخداوں..... قاروں کو بھی بتا دیتا ہوں..... شاید تم لوگوں کی باتیں اس کی دماغی حالت کو برتنا دیں"۔  
 "تمہارا خیال بالکل نمیک ہے جمیلہ..... اس کا زبردست امکان ہے۔"

"اوہ اچھا شکر یہ پروفیسر صاحب۔"

پھر انہوں نے باری باری سب کو اٹھا کر بخدا دیا..... خان رحمان اور پروفیسر داؤڈ کو بھی اٹھانا پڑا..... خود سے تو وہ بھی انتہے کے قابل نہیں رہے تھے۔

"حیرت ہے جمیلہ..... آخر تم حرکت کرنے میں کس طرح کامیاب رہے۔"

"بھی میں قوت ارادی آپ سب سے زیادہ ہے۔"  
 "اوہ اچھا۔"

آخر وہ سب بینٹھ گئے..... چھوٹی پارٹی قاروں سے باتیں کرنے لگی..... پروفیسر داؤڈ ابھی تک اس پکر میں نظر آ رہے تھے کہ آخر یہ روشنی کمرے

"خدا کا شکر ہے..... آپ نے یہ الفاظ کے..... ورنہ ہمارا خیال تھا ..... آپ ہمیں خوب بر ابھلائیں گے۔"  
 "ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے..... اس بارے میں کیا کسی کو بر ابھلائنا"۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن اب ہو گا کیا..... ہم تو ہاتھ پر بلانے کے قابل نہیں ہیں..... مجرم کا سامنا کس طرح کریں گے۔"

"پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا..... یہ روشنی آنکھاں سے رہی ہے..... کیونکہ نہ تو کمرے میں کوئی بلب روشن ہے..... نہ کسی سورا ش سے یہ روشنی آتی نظر آ رہی ہے..... تب پھر آخر یہ کمرے میں کیسے پھیلی ہوئی۔ یہ..... پروفیسر صاحب..... آپ اس پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں۔"۔ کمرے میں ہو بلب بلب رہا ہے..... وہ تو عام روشنی والا ہے..... اس سے تو عام رنگ کی روشنی پھوٹ رہی ہے..... پھر یہ بزر روشنی کیسی ہے۔"  
 "میں تو پڑی اس پر غور کر رہا ہوں..... لذات تم فکر نہ کرو جو نہیں اس غور کا کوئی نتیجہ نکلا..... میں بتا دوں گا۔"

"تھی کیا کیا؟..... اکل..... غور کا نتیجہ؟" ہمود چوٹکا۔

"کیوں کیا ہوا؟"۔ انہوں نے حیر ان ہو کر کہا۔

"میرا مطلب ہے..... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"خدا ہو گئی..... قاروں کو ہم بھول ہی گئے..... ارے بھی قاروں کیں ہو"۔

میں کیسے بچل رہی ہے..... اور اس روشنی سے نجات کی کیا صورت ہے.....  
کیونکہ جب تک روشنی کو بد شیں کیا جاتا..... اس وقت تک ان میں جان  
نہیں آسکتی تھی..... اور جب تک جان نہ آ جاتی..... وہ مجرم کے خلاف کچھ  
شیں کر سکتے تھے..... اچانک پروفیسر داؤڈ کی آواز سنائی دی۔

"اف مالک..... میں نے آخر دریافت کر لیا..... سبز روشنی کاراز"۔  
"سبز روشنی کاراز"۔ خان رحمان نے پوکھلا کر کہا۔  
"کیوں..... کیا بات ہے"۔

"یہ..... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔

"حد ہو گئی..... خان رحمان آج یہ تم فاروق کی کمی پوری کرو گے"۔  
"پچھے کہ نہیں سکتا..... کوشش ضرور کر سکتا ہے"۔ وہ مسترانے۔  
"ابا جان..... فاروق ہماری کسی کسی بات کا یہاں دینے کے قابل ہو گیا  
ہے..... لمحہ بلحہ اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے"۔

"یہ بہت اچھی خبر ہے"۔

"خدا کا شکر ہے"۔ پروفیسر لوے۔

"ہاں تو آپ تھاںیں..... سبز روشنی کاراز کیا ہے..... بلکہ بتانے سے  
پہلے آپ اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے"۔  
"اب..... اب یہی کرنا ہو گا"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے اپنا جوتا آندا اور عام روشنی والے  
بلب پر دے مارا۔

\*\*\*\*\*

## فارز کا چکر

کرے میں فوراً "گھپ اندر ہمراہ ہو گیا..... وہ سب گھبرا گئے۔

"یہ آپ نے کیا کیا؟" خان رحمان پوئے۔

"ب وہ سبز روشنی غائب ہو گئی ہے..... سبز روشنی اسی بلب کے  
ذریعے بچل رہی تھی، لیکن باقاعدہ اس بلب سے عام روشنی نکل رہی تھی.....  
اور ثبوت اس بات کا تھوڑی دیر بعد ظاہر ہو جائے گا..... جب ہم اپنے  
جسموں میں طاقت محسوس کریں گے"۔

"وہ تو نیک ہے..... لیکن اندر ہمرے میں ہم کیا کر سکیں گے"۔

"یہ بعد کی بات ہے..... پلا سکل طاقت حاصل کرنے کا تھا.....  
ہمارے دشمن نے ہماری طاقت سلب کر لی تھی"۔

"اچھی بات ہے..... ابھی معلوم ہو جائے گا"۔ انسپکٹر جمشید کی آواز  
تلائی دی۔

پھر جلد ہی انہوں نے اپنے جسموں میں طاقت محسوس کی۔

"واقعی پروفیسر صاحب..... آپ کا بہت کام بیاب رہا۔" - اپنے جشید  
مکراتے۔

"جی..... جوتا..... ارے پاپ رے..... اس کو تو میں بھول ہی گیا۔"

"جی..... کیا مطلب؟" -

"مطلب..... یہ کہ جوتا میں نے بلب پر دے مارا تھا..... اب وہ کہاں  
ہے..... مجھے نہیں معلوم..... لذدا میرے ایک پاؤں میں جوتا ہے، دوسرے  
میں نہیں ہے۔"

"اوہ..... خیر..... مل جائے گا..... جوتا..... سب لوگ فرش پر ہاتھ  
پھیرسیں بھئی۔"

جلدی ان کا جو تامل آیا..... پھر ان کے جسموں میں پوری طاقت لوٹ  
آئی۔

"جشید..... اب ہم اپنا کام شروع کر سکتے ہیں۔" - پروفیسر صاحب نے  
سرگوشی کی۔

"اوہ ہاں تھیک ہے..... محمود..... نکان بھئی ذرا دو۔"

"جی اچھا۔"

اس نے جوتے ہی ایزی سے چاقو نکال کر اسیں دے دیا..... وہ دیوار  
پر ایک جگہ اس کی مدد سے زور آزمائی کرنے لگے..... باقی لوگ انہیں  
میں بیٹھنے رہے..... آخر آواج گھنے کی مسلسل کوشش کے بعد دیوار میں  
سوراخ ہو گیا، پھر یہ سوراخ بڑا ہوتا چلا گیا..... آخر اتنا جا ہو گیا کہ ایک

آدمی آسانی سے نکل سکتا تھا..... انہوں نے باری باری سب کو باہر نکالا.....  
آخر میں خود باہر نکلے..... وہ اب بھی کلندر میں تھے..... لیکن قید فتح ہو گئی تھی  
..... اب وہاں اپنیں بھوت بھی دکھائی نہ دیا..... آسان پر چاند چمک رہا تھا  
..... چاند کی روشنی میں کھنڈر اور بھی بھیانک لگ رہا تھا۔

"ذریگ رہا ہے..... مجھے ذریگ رہا ہے۔" - فاروق نے لرزتی آواز  
میں کہا۔

"اس کے ذہن پر اثر ہے ہا۔" اس نے "پروفیسر بولے۔"  
"یہ اثر کیسے فتح ہو گا انکل۔"

"اس کے لیے ہمیں بین و اشیک کے ماہرین سے مدد لینا پڑے گی۔"  
"تب پھر ہمیں فاروق کو تو گھر بیجی دینا چاہئے..... درست ذریگ رکراں کا  
تمارے ذر کے پر احوال ہو جائے گا۔" فرزان نے کہا۔

"ہاں! یہ تھیک رہے گا۔"

"مم..... میں..... میں نہیں چاؤں گا گھر..... مجھے لگ رہا ہے ذر۔"  
اس نے گلستانے کے انداز میں کہا۔ آنکھوں سے واقعی خوف نپک رہا تھا  
..... یہ بیجتے..... بھائی صاحب تو کرنے لگے شاعری۔" - محمود نے منہ بیایا۔  
"اس میں اس کا قصور نہیں..... اس حالت میں ذہن بہک جائے تو یہ  
کہا بھی کر سکتا ہے..... بتری ہے جشید کہ اسے گھر بیجی دو۔"

”نجیک ہے..... توحید احمد تم اسے گھر لے جاؤ..... اور بالی لوگ بھی  
جا سکتے ہیں..... اس معاملے کو ہمدردی کیجیے لیں گے ان شاء اللہ“ -  
”جی..... بہت بہتر“ - وہ تو ہو گئے خوش -  
جد اسی وہ سب پہنچے گے ..... اب وہاں صرف وہ رہ گئے -  
”فاروق کے بغیر یوں لگ رہا ہے ..... جیسے ہماری نیم ناکمل ہو۔“ -  
فرزانہ بڑا ای -

”پہلے یہ شور قائم لے..... پھر ہم کام شروع کریں گے۔“ -  
اچانک چاند نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی شور رک گیا۔  
”یہ کیا..... کیا شور کا تعقیل صرف ترقی سے ہے۔“ -  
”ایسا ہی لگتا ہے ..... آؤ ..... کیسیں چاند پھر بادلوں میں نہ چھپ جائے  
.... اور پھر شور شروع ہو جائے۔“ -

انہوں نے بغور کھنڈر کا پائزہ شروع کیا یہ کام انہوں نے اس کمرے  
سے شروع کیا۔ جس میں انہیں قید کیا گیا تھا ..... اس پورے کھنڈر میں  
درست حالت میں بس یک ایک کمرہ تھا ..... باقی کھنڈر میں کیسیں تو دیوار کھڑی  
تھی تو کہیں کوئی دروازہ اور یہ سب نونے پھونے تھے ..... اور سارے  
کھنڈر میں انہیں اور روزے بکھرے پڑے تھے۔

”اسی وقت یہ بلکہ رہا ہوا گا ..... اور اس کا رنگ روشن چونکل سیاہ  
ہو گا اس لیے اس کا نام کابنکل مشور ہو گی ہو گا ..... میرا خیال ہے .....  
ہمیں اس بنگلے کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔“ -

کان پھاڑ دینے والی آوازیں شامل ہو گئیں ..... اب تو کان پڑی آواز سنائی  
نسی دے رہی تھی ..... انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے ان کے کافوں کے پردے  
آن ضرور پھٹ جائیں گے ..... کوئی اور لوگ ہوتے تو ان آوازوں سے ذر  
کر کب کے بھاگ نکلے ہوتے ..... انہوں نے ایسے بھوت بہت دیکھے تھے .....  
اب تو ان کے ساتھ اکرام بھی نہیں رہا تھا ..... جو اس جگہ بہت خوف محوس  
کر رہا تھا۔

”ہاں! اگر اجرام خیری کی گمراہی مسئلہ نہ ہوتا تو ہم بھی اس وقت پے  
گھر چلتے ..... وہاں فاروق کو ماہر سے چیک کرتے اور پھر ادھر کارخ کرتے  
..... لیکن اب مسئلہ ہے خیری صاحب کا ..... اس کے گھر والوں کو اگر کسی  
طرح یہ پاچاپل گیا کہ ہم نے خود بھروسوں کو موقع دیا ہے ..... کہ وہ انہیں  
اغوا کر لے جائیں ..... تو ناک میں دم کر دیں گے ..... ان کے یوں بھی صد  
صاحب سے تعلقات ہیں۔“ -

”نجیک ہے ..... ہم صبر کریں گے اور یہاں خیری صاحب کو تلاش کریں  
گے ..... اسیں لایا تو نیس گیا ہے۔“  
”میں اسی وقت چاند بادلوں کے بیچھے چھپ گیا ..... اور کھنڈر تاری  
میں ڈوب گیا ..... ایسے میں وہاں بہت خوفناک قسم کی جیج دیکار شروع ہو گی  
..... یوں لگن تھا جیسے سیخزوں جن اور بھوت پورا زور لگا رہ جیج اور چاراں  
ہوں ..... لیکن وہ ان آوازوں سے ذر نے والے کہاں تھے بھلا ..... جانے  
تھے ..... یہ آوازیں ریکارڈ کی گئی ہیں ..... پھر ان آوازوں میں دھماچو کرنی!

انہوں نے اس کمرے میں داخل ہو کر اس کو بخور دیکھا..... کہ کہیں وہاں کسی نہ خانے کا راستا نہ ہو..... دیواروں اور فرش کو تھوک بجا کر دیکھتے رہے..... ایک جگہ آواز میں کھوکھلاپن محسوس ہوا" انہوں نے پار پار اس جگہ پر ہاتھ مارے..... ہر بار یہ لیکن ہوتا چلا گیا کہ وہاں کھوکھلاپن ہے۔ "لاؤ محوو ..... اپنا چاقو دو ..... فرش کو یہاں سے کھود کر دیکھنا چاہئے"۔

محفوظ نے چاقو اٹھیں دے دیا..... اس کی مدد سے انہوں نے فرش اکھڑنا شروع کیا..... اچانک انہیں محسوس ہوا..... اس جگہ کے یچھے کوئی کرہ ہے..... گویا وہ اس کمرے کی پیچت پر تھے..... اب تو ان پر بخش طاری ہو گیا ..... ان کے ہاتھ اور تیزی سے چلے گے۔

"شاید ہم وہ جگہ تلاشی کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں..... جہاں مجرم لوگ موجود ہیں"۔

"لیکن جیشید..... سوراخ ہوتے ہی انہیں پہ چل جائے گا"۔ پروفیسر اڈو ہے بوكھا کر کہا۔

"آپ غفرنہ کریں..... میں بت احتیاط کر رہا ہوں..... جو نہیں پھوٹا سا سوراخ ہوا..... میں ہاتھ روک لوں گا اور پسلے اس کمرے کا جائز ونوں گا ..... تو دریافت ہونے والے"۔ انہوں نے پر بخش انہاں میں کہا۔

وہ اپنا کام کرتے رہے..... باقی لوگ بے آباد انداز میں ان کے مخصوص کی حرکات کو دیکھتے رہے..... اچانک انہوں نے ہاتھ روک لے.....

"اس کی کیا ضرورت ہے جیشید..... اب تو اس جگہ کو مجرموں نے اپنا بیمار کھاہے اور اس"۔ خان رحمان بولے۔

"معلومات تو حاصل کرنا ہوں گی..... یہ کہ کب سے یہ بھوتیں کاہل بن گر رہ گیا ہے..... کیا اس طرح بھیں یہ بات معلوم نہیں ہو جائے گی کہ ہمارے مجرموں نے اس جگہ کو اپنا اذابت سے بیمار کھاہے"۔

"اوہ وہاں جیشید واقعی..... اس قسم کے معلمات میں تمہارا ذہن خوب چلتا ہے..... ہم صرف یہاں تک سوچ سکے کہ اس پنجھہ جرام پیشہ لوگوں نے اس جگہ کو اپنا اذابت کھاہے..... اور تم نے اس سے آگے کی بات سوچ لی"۔ پروفیسر داؤڈ خوش ہو کر بولے۔

"مرا غرسانی اسی چیز کا نام ہے..... ہم لوگ پھوٹنی سے پھوٹنی بات کو جب تک اہمیت نہ دیں گے..... اس وقت تک کامیاب سراسر غرسان نہیں بن سکتے گے..... اور دو سرا اصول یہ ہے کہ تک سے بری کسی کو بھی نہ سمجھا جائے"۔

"بالکل صحیک ہے..... تمہارے اس اصول کی وجہ سے تمہیں بہت موقعوں پر کامیابی حاصل ہوئی ہے"۔

"لیکن یہ سب اللہ کا کرم ہوتا ہے..... بعض اوقات اصول بھی دھرمے رہ جاتے ہیں..... جب تک اللہ نہ چلا ہے..... اصول بھی کامیابی نہیں دلاتکتے"۔

"اوہ وہاں..... یہ توب سے پہلی بات ہے"۔

ایک باریک سوراخ انہیں نظر آیا تھا..... انہوں نے جنگ کر اس پر آنکھ بخراور پستول تھے..... چھت میں اس سوراخ کے ہونے کا انہیں ابھی تک لکھ دی، لیکن کچھ نظر نہ آیا۔  
 ”کچھ اور بڑا کرنا پڑے گا“۔ انسپکٹر جشید بڑا ہے۔  
 ”تب پھر یہی موجود لوگوں کو پتا چل جائے گا۔“  
 ”اب ہم کیا کر سکتے ہیں..... جو ہو گا..... دیکھا جائے گا۔“  
 وہ سوراخ کو بڑا کرنے لگے..... یہاں تک کہ وہ ایک افعی قطرے کے برابر ہو گیا..... اب انہوں نے سوراخ سے آنکھ لگا کر دیکھا..... یہی انہیں ایک بڑا ہال نظر آیا..... ہال میں روشنی تھی..... اس لیے وہ صاف طور پر اس کا جائزہ لے سکتے تھے۔

”اف مالک! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں“۔

”اب ہمیں کیا معلوم ابا جان..... کہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں“۔ محمود نے بے چہرہ ہو کر کہا۔  
 ”و پھر..... تم بھی دیکھ لو“۔  
 وہ بہت گئے..... انہوں نے باری باری ہال کا جائزہ لیا..... اور ہر ایک بھی کھاتا چلا کیا۔

”اف مالک! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں“۔

یہی انہیں اجرام خیری بندھے نظر آئے..... ان کے ہاتھ پر بہت مضبوطی سے باندھے گئے تھے..... ان کے ارد گرد چھٹا قاب پوش یہی شیخے تھے..... وہ سرستے لے کر ہر تک سیاہ بیاس میں تھے..... ان کے ہاتھوں میں لے

بیٹھا اور پستول تھے..... چھت میں اس سوراخ کے ہونے کا انہیں ابھی تک پہنچنے چلا تھا..... اس کی وجہ یہ تھی کہ انسپکٹر جشید نے بہت احتیاط سے کامیابی کی..... کوشش کی تھی کہ سوراخ بننے سے مٹی یہی نہ گرے..... مٹی کسی حد تک ضرور گری تھی..... لیکن اس کا انہیں احساس نہیں ہو سکا تھا..... اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ ہال کے درمیان میں بیٹھے تھے..... جب کہ سوراخ دیوار کے بالکل ساتھ کوئے میں بنا تھا..... انہیں تو پہا اس صورت میں لگانا بہت مٹی ان کے سروں پر گرتی..... لیکن ایسا ہوا نہیں تھا۔  
 ”جشید..... ہمیں جلد از جلد اس ہال کا دروازہ تلاش کرتا ہے..... انہیں یہ بے چارے خیری کو نقصان نہ پہنچائیں“۔

”یہی تو مشکل ہے“۔ انسپکٹر جشید بڑا ہے۔

”کیا مشکل ہے“۔

”یہ ہال کھنڈر کے یہی..... کھنڈر کے اوپر صرف یہ کرو یعنی حالت میں موجود ہے..... باقی تمام کمرے وغیرہ گر یہی ہیں..... جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کرہ یہی کہیں واقع ہے..... شاید یہ اس وقت خاک رہا ہو گا..... لہذا ان باتے اس کا استحکام ہو گا..... اس حالت میں وہ استھان تلاش کرنا آسان نہیں“۔

”تب پھر..... کیا ہم انہیں..... ان کا نشانہ بننے دیں“۔ پروفیسر داؤد نے مدد بنا یا۔

"نہیں خیر یہ تو مناسب نہیں..... بھیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو گا..... لیکن اس وقت کا سوال ہے..... کہ ہم کیا کریں..... ہم کیا کر سکتے ہیں" - اپنکے جمشید بولے۔

وہ اس وقت بست ونی آواز میں باشیں کر رہے تھے۔

"اس سوراخ کو تھوڑا سا اور پوکر کے ہم اپنی وارنک تو دے سکتے ہیں جیشید..... انہیں اپنے پستول کی زد پر تو لے سکتے ہیں" - غان رحمان بولے۔

"میرے خیال میں ان طاقتیں ہم بھی کر سکتے ہیں" -

"اس سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کیوں نہ کریں..... کہ یہ لوگ اجرام خیری سے چاہتے کیا ہیں" -

"انقلام لینا" - محمود نے فوراً "گما"

"اگر معاملہ صرف انتقام کا ہوتا..... تو یہ انہیں کب کافیں کر کے ہوتے لذتا میں یہ بات یقین سے کہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ انتقام لینے کے پچکے ہوئے نہیں ہیں..... چکر کوئی اور ہے" - اپنکے جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"یہ خیال مجھے بھی آیا تھا باجان، لیکن پھر میں نے سوچا..... آخر اجراء خیری ساحب کو کچھ چھپائے یا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے" -

"بعض اوقات کسی وجہ سے انسان کوئی بات پہنچانے پر مجبور ہوتا ہے..... انہوں نے بھی تھا تھا تھا کہ شار جستھون کے ایک جاؤں کو انہوں نے

سرحد پار کرتے ہوئے گرفتار کر لیا تھا اور پھر اسے گولی مار کر وہیں دفن کر دیا تھا۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔  
"تھی ہاں بالکل یہی تھا تھا۔"

"لہذا اس سلسلے میں کافی باقیں ایسی ہو سکتی ہیں..... جو نہ ہتھی جائیں اصل سوال یہ ہے کہ دس سال پلے کا اقدام اب پھر سے کیوں شروع ہو گیا..... اگر اس واقعے میں پھر سے شروع ہونے والا کوئی مسئلہ تھا..... تو یہ اس وقت کیوں ختم ہو کیا؟" -

"اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس جاؤں کے بارے میں شار جستھون کو پیمانہ چل سکتا۔"

"تب پہر دس سال بعد کس طرح پیا چل گیا؟" -

"ہاں! یہ سوال بہت اہم ہے..... اگر نہیں اس سوال کا جواب معلوم ہو جائے تو پھر ہم اس چکر کی تکمیل کرنے کے لئے ہیں۔"

"اوہو..... یہ..... یہ لوگ تو لوہے کی گرم ملائیں..... بلکہ آگ میں سرخ کی گئی سلا نیں لیے اجرام خیری کی طرف ہڑھ رہے ہیں..... اب..... اب تو کچھ کرنا ہو گا۔" - اپنکے جمشید گھبرا گئے۔

"تب پھر آپ ان لوگوں کو نشانہ بناؤں یہیں..... اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"ہوں نجیک ہے۔"

انہوں نے یہ الفاظ بھی دبی آواز میں کئے..... اسی وقت ہال میں ایک  
نے گرج دار آواز میں کہا۔

"یہ کس کی حرکت تھی..... ہم میں غدار کون ہے۔"

"لک..... کوئی نہیں سر..... ہم میں سے کسی نے گولی نہیں چلائی۔"  
بانقوں میں سے ایک نے کہا۔

"حد ہو گئی..... ارے تو کیا کسی جن یا بھوت نے گولی چلانی ہے.....  
جب ہمارے علاوہ یہاں اور کوئی ہے بھی نہیں۔" وہ چلا گھا۔

"سر..... آپ دروازوں کھلوا کر دیکھیں..... شاید دروازے کے  
دو سری طرف کوئی ہو۔" کسی نے کہا۔

"اور اس نے فائزہ کھاں سے کر دیا..... کیا تمہیں دروازے میں کوئی  
سوراخ نظر آ رہا ہے۔"

"نہ نہیں..... نہیں۔" وہ بولنا۔

"تب پھر دروازے کے دو سری طرف کوئی نہیں ہو سکتا..... اور ہو  
بھی کیسے سکتا ہے..... اس دروازے تک آنے کا راستا میرے سو اسکی کو بھی  
نہیں معلوم..... یہاں تک کہ تمہیں بھی نہیں معلوم۔" اس نے کہا..... ہے  
سر کما گیا تھا۔

"آپ تھیک کرتے ہیں سر..... میرا خیال خطا ہے۔"

"یہی تو مشکل ہے۔" سرنے کہا۔

"جی سر..... کیا مشکل ہے؟"

انہوں نے پستول ٹکلا اور سوراخ میں اس کی نالی داخل کر دی۔  
اپ انہیں کرے کام نظر نظر نہیں آ رہا تھا..... کیونکہ سوراخ بس اتنا ہی برا تھا  
کہ اس میں نالی داخل کی جاسکے۔

"اس طرح آپ نشان کیسے میں گے۔"

"میں ایک فائزہ ایسے ہی کرو جا ہوں..... یعنی ہو کسی کو نہ لگے جسے  
دھاکا تو ہو گا..... یہ لوگ بولکلا پہنچیں گے، اس دوران محمود تم دوسرا  
سوراخ کرنا شروع کر دو..... تاکہ میں اس میں سے دیکھ کر نشان لے  
سکوں۔"

"جی، بھتر!،" محمود نے فوراً کہا۔

انہوں نے اس کے ساتھ ہی ٹرینگر دیا دیا..... ہال فائزہ کی آواز سے  
گونج اٹھا..... انہوں نے نالی بھالی اور سوراخ سے آنکھ لگادی..... اور محمود  
تیزی سے دوسرا سوراخ کر رہا تھا۔

"بھیں ہاتھ رہو جمیش..... مارے مسپنٹس کے برائی عال ہے۔"  
پر و فیرداوڈ یو۔

"ہال میں ملوہ ہو دوگ برقی طرح بولکلا گئے ہیں..... ان کی بھجھ میں ابھی  
تک نہیں آ کا کہ ہال میں گولی کس نے چلا دی..... کیونکہ ہال کا دروازہ بند  
ہے..... شاید یہ واقعہ ان کے لیے بخوبی واقعہ ہے..... یہ لوگ تو دوسروں کو  
بھوقوں سے ڈراتے رہے ہیں..... آج خود ذرگے ہیں۔"

"اوکے"۔ اس نے کہا اور پھر ان سب کے پتوں اس نے باری باری  
چیک کئے۔ ان کی گولیاں چیک کیں۔ نالیاں سوٹھ کر بار و د کی بوجیک کی۔  
آخر جھلی جھلی آواز میں بولا۔

"تمیں..... گولی ان میں سے کسی کے پتوں سے نہیں چلائی گئی۔ اب  
تم سب تلاشی بھی دو۔"

"بھی ضرور"۔ وہ ایک ساتھ یوں لے۔

اس نے سب کی تلاشی لی۔ آخر جھلک کر بولا۔

"ختم کرو۔۔۔ تمیں وہم ہوا تھا کمرے میں کوئی فائز نہیں ہوا تھا۔۔۔  
اگ کی طرح سرخ سلاخ اس کے یازو سے لگادو۔۔۔ اگر یہ پھر بھی زبان نہ  
کھولے۔۔۔ تو وہ سرا بازو داغ دو۔"

"یہ۔۔۔ یہ آپ نے کیا کہا سر۔۔۔ تمیں وہم ہوا تھا۔۔۔ کمرے میں کوئی  
فائز نہیں ہوا تھا۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ سب کو وہم کس طرح ہو سکتا  
ہے۔"

"اوہو۔۔۔ بھی ہو گیا ہو گا وہم۔۔۔ اب ہم فائز کے چکر میں کیوں  
وقت ضائع کریں۔"

"جو حکم"۔ ایک نے کہا۔۔۔ پھر اس نے اس شخص کو اشارہ کیا۔۔۔  
جس کے ہاتھ میں سلاخ تھی۔

"اس کا ایک یازو اس سلاخ سے داغ دو۔"

"اوکے سر"۔ سلاخ والا بولا۔

"یہ کہ۔۔۔ پھر آخر۔۔۔ گولی کہاں سے چلائی گئی۔۔۔ ہم سب کو اجرام  
خیری کو بھول کر پسلے یہ پتا پڑانا ہے۔۔۔ فائز کس نے کیا ہے۔۔۔ اور کہاں سے  
کیا ہے۔"

"ہوں نجیک ہے۔"

وہ سب ادھر ادھر دیکھنے لگے۔۔۔ اس سوراخ کو ان کی نظر وہ سے  
چھانے کے لیے انہوں نے فوراً "وہاں اپنا باتھ رکھ دیا اور بالکل باریک سی  
بگد سے نیچے دیکھنے لگے۔

وہ سب اس چکر میں پڑے نظر آرہے تھے کہ فائز کس نے کیا اور کہا  
سے کیا۔۔۔ ہال کی پہت، بت اونچی تھی "اس لیے اس کے کونے میں ایک  
چھوٹا سا سوراخ جس پر ہاتھ بھی رکھ دیا کیا تھا۔۔۔ انہیں محسوس نہ ہو سکا۔۔۔  
کچھ دیر بعد پھر سرنے تملکاً ہوئی آواز میں کہا۔

"میں تم سب کی تلاشی لوں گا۔۔۔ تم میں سے ضرور کوئی نہدار ہے۔"

"ضرور لیں سر۔۔۔ لیکن پتوں توہنم میں سے ہر ایک کے پاس ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔۔۔ میرے لیے یہ جاننا مشکل نہیں کہ ابھی ابھی گولی  
کس پتوں سے چلائی گئی ہے۔" سرو لا۔

"تب پھر آپ پسلے صرف پتوں چیک کر لیں۔۔۔ تلاشی بعد میں لیتے  
رہئے گا۔"

"اوکے..... یہ اس طرح نہیں مانے گا..... اپنا کام و کھاؤ۔"

"لیں سر۔" اس نے کہا اور پہنچ قدم پھر آگے بڑھا۔

"خیری..... اب بھی وقت ہے۔"

اجرام خیری نے اب بھی جواب نہ دیا..... اس وقت تک سلاخ والا ان کے نزدیک پہنچ پہنچا تھا..... پھر جو نہیں اس کا سلاخ والا ہاتھ اجرام کے بازو کی طرف بڑھا..... ایک فائرز ہوا..... سلاخ اس کے ہاتھ سے نکل گئی..... اور دو اپنا ہاتھ پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا۔ اس سے پہلے اس کے منہ سے جیخی کھل گئی۔ سب نے دیکھا..... اس کے ہاتھ سے خون دھمار کی صورت تک رہا تھا..... اور فائرز کرنے والا اب بھی انہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

اچانک سر کا فرقہ بلند ہوا۔

\*\*\*\*\*

"سر..... یہ نہیں ..... میں ہوں ..... تمہاری طرح یہ بھی میرا غلام ہے۔"

"آپ نے بالکل صحیک کہا سر..... یہ بے وقوف ہے۔" دوسرے نے فوراً کہا۔

سلاخ والا ڈرے ڈرے اندراز میں اجرام خیری کی طرف بڑھا۔

"یہ کیا..... ہاتھ میں سلاخ اور ایک بندھے ہوئے شخص سے ڈر رہے ہو۔"

"یہ بات نہیں سر۔"

"تو پھر..... کیا بات ہے؟" اس نے بسن کر کہا۔

"مم..... میں آپ سے ڈر رہا ہوں..... اپنے ساتھی کو جو سر کہ دیا میں لے۔"

"وہ بات ختم ہو گئی..... بے خوف ہو کر آگے بڑھو..... تم اس کے بازو سے اس وقت تک سلاخ نہیں ہٹاوے گے..... جب تک کہ سلاخ اس کے خون سے نہٹدی نہ ہو جائے۔"

"اوکے سر..... آپ غفرانہ کریں۔" اس نے فوراً کہا۔ اب اس کا خوف دور ہو گیا تھا۔

"اجرام خیری..... کیوں اپنے دشمن بن رہے ہو..... زبان کھولن دو..... ورنہ چرپی پکھل جائے گی۔"

اجرام خیری نے کوئی جواب نہ دیا..... ہونٹ مضمومی سے بھینچ لے۔

کیا تھا اس کی آواز

## اس کی آواز

وہ سب لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سر کو دیکھتے تھے۔ شاید ان کی سمجھ میں  
نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ آخر اس کا فقیر رک گیا۔۔۔ اور وہ  
پاگلوں کے انداز میں بولا۔۔۔

”میں نے جان لیا ہے۔۔۔“

”آپ۔۔۔ آپ نے کیا جان لیا ہے؟۔۔۔“

”یہ کہ فائز کرنے والا کہاں چھپا بیٹھا ہے۔۔۔“

”کہاں چھپا بیٹھا ہے۔۔۔ کیا وہ ہم میں سے کوئی ایک ہے۔۔۔“

”دکھاؤں تم لوگوں کو۔۔۔“ اس نے چیخ لکھا۔

”ہاں! دکھائیے۔۔۔ ہم اسے دیکھنے کے لیے بڑی طرح بے پیش  
ہیں۔۔۔“

”ابھی دکھاتا ہوں، آنکھیں کھوں کر دیکھیں۔۔۔“

یہ کہ کروہ تیزی سے ایک طرف گیا۔۔۔ جیسے کسی کو پکڑنا چاہتا ہے اور  
پھر اچانک کمرے میں کھل طور پر تار کی ہو گئی۔۔۔ اس نے دراصل میں سوچی  
بند کیا تھا۔۔۔ ساتھ ہی اس کی آواز گوئی۔۔۔

”میں نے اس وقت اجرام خیری کو پکڑا ہوا ہے انپلز بھیش۔۔۔ اگر  
اب تم نے فائز کیا ہے ہو سکتا ہے وہ کوئی مجھے لگنے کے بجائے اجرام خیری کو لے  
۔۔۔ لذہ اب سوچ سمجھ کر فائز کرنا۔۔۔ اور میرے ساتھیوں۔۔۔ تم سب آواز  
ٹکالے بغیر اور ہزادھر ہو جاؤ۔۔۔ اب انپلز بھیش کی گولی تھیں کوئی نقصان  
نہیں پہنچا سکے گی۔۔۔ اور اس کمرے تک وہ ہرگز نہیں پہنچ سکے گا۔۔۔ پہنچ بھی  
جائے تو میں اسے دیکھوں گا۔۔۔“

ان الفاظ کے بعد خاموشی پھانی۔۔۔

”یہ کیا ہوا ابا جان۔۔۔“ محمود نے بوکھا کر کہا۔

”بس اس نے اندازہ لگایا۔۔۔ شاید وہ پرانا کھلاڑی ہے۔۔۔ اندازی  
نہیں۔۔۔ اس نے بھاٹ لیا کہ گولی کس سمت سے آئی ہے۔۔۔ اور فائز کرنا  
ہماری مجبوری تھی۔۔۔ آخر ہمیں اجرام خیری صاحب کو پہنچانے کی سرقة تو  
کوشش و کرنے ہے تا۔۔۔“

”ہوں لمحک ہے۔۔۔ لیکن اب کیا ہو گا۔۔۔ فرزانہ نے کھوئے گھوئے  
انداز میں کہا۔

”اب بھی وہی ہو گا۔۔۔ جو اتنا کو منظور ہو گا۔۔۔“

میں اس لئے کھنڈر میں بست تیز ہوا چلتے گی..... اس تیز ہوا سے گرد کا طوفان آنگا، اس طوفان نے انسیں اپنی لپیٹ میں لے لیا..... اس سے بچتے کے لیے انہوں نے فوری طور پر آنکھیں بند کر لیں..... پھر ہوا کے جھلک اور زور سے چلتے گئے..... اس کے فوراً بعد چینوں کا طوفان شروع ہو گیا اور انسیں کان پڑی آواز سنائی دیا بند ہو گئی..... وہ ایک دوسرے سے اگر کچھ کہتا چاہتے تو بھی انسیں سنائی نہ دیتا..... اس سے پسلے کہ ہوا کے جھلکان کے قدم اکھڑ دیتے..... انہوں نے ایک دوسرے کو پکڑ لیا اور بیند گئے۔

اب ایک اور مصیبت آئی..... ہوا میں بے حد خنکلی پیدا ہونے لگی..... انسیں سردی لگتے گئی..... سو مان دونوں اگرچہ نہ سرد تھا نہ کرم..... لیکن کھنڈر کی ہوا بالکل سرد ہوتی پہلی جاری تھی..... صاف ظاہر ہے..... یہ سب مصنوعی طور پر ہو رہا تھا..... اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس کمرے میں ہو رہا تھا..... ابھی وہ کھنڈر کے ہجروںی حصے میں تھے بھی نہیں..... اس کمرے میں تھے..... جس میں انسیں قید کیا گیا تھا اور جس کی دیوار توڑ کر وہ باہر لٹکتے تھے..... دوبارہ داخل ہوتے وقت انہوں نے اس سوراخ کو اور ہر آنکھ دیا تھا۔ نہ طوفان نے قدم ہونے کا نام لیا..... نہ چینوں نے تھستے کا..... انسیں یوں لگا چیتے وہ بھرے ہو جائیں گے..... ان کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے..... آخر ہمیں ایک دوسرے کو چھوڑ کر کان بند کرنا پڑے..... اب اشور کی آوازوں سے ان کے دماغ چل رہے تھے۔

”آؤ جشید..... اس کھنڈر سے انکل چلیں..... وہم پاکل ہو جائیں گے۔۔۔ پروفیسر داؤڈ چھتے۔۔۔ انسیں بہت مشکل سے ان کی آواز سنائی دی..... اور انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پھر پکڑ لیے اور کھنڈر سے باہر لکل آئے۔ باہر موسم خوفناک تھا..... نہ ہی ہوا تھی نہ شور کا طوفان..... البت کھنڈر میں وہ سب کچھ اب تک موجود تھا..... اور شور کی آوازیں ان تک پہنچ رہی تھیں..... وہ کچھ اور دوسرہ تھ آئے۔“ اب..... اب انسیں موقع من جائے گا..... وہ گرم سلاخوں سے اجرام خمری کی چیزیں پچھا دیں گے۔“ خان رحمان نے پریشان ہو کر کہا۔ ”یہی میں سوچ رہا ہوں..... آخر اب ہم کیا کریں۔“ انسپکٹر جشید بے چارگی کے ہالہ میں بولے۔“ ہمیں کچھ کرنا ہو گا جشید؟۔۔۔ پروفیسر بولے۔ انسپکٹر جشید سر پکلا کر بیند گئے۔۔۔ پھر بولے۔“ فرزانہ..... کوئی ترکیب بتاؤ۔۔۔ ساتھ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نٹ۔۔۔“ عقل دنگ ہے ایا چان۔۔۔ کم بخت نے ایسا وار کیا ہے۔۔۔ راستا ماٹ کرنے میں کچھ تو وقت لگے گا۔۔۔“ تلاش تو ہم تب کر سکیں گے۔۔۔ جب اس کھنڈر میں داخل ہو سکیں گے۔۔۔ وہاں تو ہوا کے زبردست جھلک چل رہے ہیں۔۔۔ شور کا

طوفان چاہے..... ان جھڑوں نے تو ریگستان کے جھڑوں کی یاد تازہ کر ڈالی۔

"بس تو پھر صبر کریں"۔ محمود نے بتایا۔

"پکو سمجھ میں نہیں آ رہا"۔ اپنے جمیلی میں جذب لئے۔

"یا اللہ رحم..... ہماری بد فرمایا"۔

اچانک اپنے جمیلی زور سے اچھلے..... ان کی آنکھوں میں چمک لہرائی پھر وہ بے تحاشا خندڑ کی طرف دوڑے..... انہوں نے ان کا ساتھ دیا ..... وہ تیرکی طرح اسی کمرے میں داخل ہو گئے..... انہوں نے اس سوراخ میں سے بچے جھانکا..... کمرے میں بدستور انہیں ہرا تھا۔

اچانک شور رک گیا..... جھڑ بند ہو گئے..... انہوں نے سکون کا سامن لیا..... پھر وہ پاگلوں کی طرح خندڑ میں اوہراوہ گھوٹے گئے، راستا ملاش کرنے لگے..... انہوں نے دیواروں کو چیک کیا..... فرشتوں کو چیک کیا..... لیکن بچے جانے والا راستا ملا..... کوئی ساف جگہ ہوتی تو وہ آسانی سے راستا ملاش کر لیتے..... ایسی جگہ میں راستا ملاش کرنا آسان نہیں تھا..... اپنیں چکر پر چکر آنے لگے..... وہ کوشش میں لگے رہے..... یہاں تک کہ رات گزر گئی..... دن نکل آیا..... انہوں نے چشم کر کے نماز ادا کی اور ایک جگہ بینچہ کر سوچنے لگے کہ اب کیا کیا جائے۔

"دن نکل آیا ہے..... اب تک وہ جو کچھ کرنا چاہے تھے وہ کر چکے ہوں کے..... پریشان ہونے اور سکراپنے سے کچھ نہیں ہو گا..... اب ہمیں پھر اور سکون سے راستا ملاش کرنا ہو گا..... پروفسر نے پر سکون آواز میں کہا۔ ایسے ہیں ان کے موبائل فون کی تھنی بھی..... دوسری طرف یہ گم جمیلی بات کر رہی تھیں۔

"فاروق! اب بالکل نجیک ہے..... اور آپ کے پاس آئے کی ہد کر رہا ہے..... اس حالت میں کیا اسے تھا اور ہر بھی جاناب ہو گا"۔

"نہیں..... تو حیدر احمد کے ساتھ بھیج دو یہکم..... یہ چون کہ خوشی ہوئی کہ وہ اب بالکل نجیک ہے"۔

"بھی بہا! اور اس کا نکنا ہے..... وہ آپ لوگوں کی بست مدد کر سکتا ہے..... اس کھنڈر کے بارے میں بست کچھ معلوم ہو چکا ہے"۔

"بھی واہ..... یہ ہوئی نا بات..... تب تو اسے جلد از جلد یہاں بھیج دیں..... یہ کھنڈر ہی تو ہمارے لیے مسئلہ ہا ہوا ہے"۔

"بہت اچھا..... فاروق! آدھ کھنٹے تک آپ کے پاس پہنچ جائے گا ان شاء اللہ"۔ آدھ کھنٹے بعد تو حیدر احمد فاروق کو لے کر آیا۔

"میرے لیے کیا حکم ہے سر"۔ تو حیدر احمد نے پوچھا۔

اپنے جمیلی نے ایک نظر اس پر ڈالی..... پھر مکار بولے۔

"نجیک ہے"۔

"تی..... کیا نجیک ہے، میں سمجھا نہیں"۔

"یچے والے حصے میں جانے کا راستا کس طرف ہے..... ہمیں اصل ضرورت اس راستے کی ہے۔"

"میں آپ کو اس راستے تک لے ج سکتا ہوں..... اس لیے کہ اپنی بہبٹ سے انہوں نے مجھے بے ہوش کر دیا تھا..... لیکن میں بے ہوش نہیں ہوا تھا..... جان بو جھ کرنے بے ہوش بن گیا تھا..... اس طرح میں نے وہ راست دیکھ لیا، لیکن پھر پھر ایک ذاکر نے پتا نہیں میرے ساتھ کی سلوک کیا..... بھلی کے جستکے دیئے..... پھر ایک مشینزی میں سے مجھے گزارا..... ان لمحات میں مجھے اپنا دماغ پھکھلا محسوس ہوا تھا..... اور پھر واقعی میراڑہن بے کار ہو گیا تھا..... میں کچھ بھی سوچنے کھنٹے کھنٹے قبل نہیں رہ گیا تھا..... لیکن جونہی میں گھر پہنچا..... گھر کی بیچریں دیکھ دیکھ اُر میری ذہن میں بہت ہوتی چلی گئی..... آخر میں نے اپنی جان سے کہ دو کہ اپ میں نجیک ہوں۔"

"بہت خوب قاروق..... تم نے مال کر دیا..... ان کی دوائے بے ہوش نہ ہوتا" یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے..... اب جلدی کرو..... پہلے اسی ہم بہت وقت شائع کر پکھے ہیں۔"

قاروق اپنیں ساتھ لے کر ایک ست میں پہلی پڑا..... گرے ہوئے ایک زینے کے نیچے خلا ساتھا..... اس خلا کے اوپر جھاڑ جھنکاڑ موجود تھا..... قاروق نے دونوں ہاتھوں سے اس کو اٹھایا اور ایک طرف رکھ دیا..... اب انہیں سیڑھیاں صاف نظر آگئیں۔

"وہی ہو تم چاہتے ہو۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا سر۔"

"تم اس مضم میں ہمارے ساتھ رہتا چاہتے ہو..... میں بات ہے نا۔"

"ہاں سر۔" اس نے شرم کر کہا۔

"تو نجیک ہے..... ہمارے ساتھ رہو..... ہاں قاروق..... کیا تم واپسی اب بالکل نجیک ہو..... میرا مطلب ہے..... تمہارا دماغ اب نجیک کام رہا ہے۔"

"جی ہاں! اللہ کا شکر ہے..... گھر جانے کے بعد اچانک مجھے یوں لگا ہے دماغ کے اوپر چھائی ہوئی دھنڈ یا کیک چھٹت گئی ہو..... میں نے اپنی جان سے سوالات کئے..... پھر ان سے کہا کہ وہ مجھ سے مختلف قسم کے سوالات کر سیں..... میں ان کے ہر سوال کا جواب دیا چلا گیا" اس طرح میں نے اندازہ لگای کہ میں بالکل نجیک ہوں۔"

"چھو نجیک ہے..... ابھی اندازہ ہو جاتا ہے..... تم اس کھنڈر کے بارے میں کیا بتا سکتے ہو۔"

"اصل عمارت اس کھنڈر کے نیچے ہے..... میرا مطلب ہے..... جب یہ بغلہ کھنڈر نہیں تھا..... اس وقت بھی اصل عمارت اس بغلہ کے نیچے نہیں تھی..... یہ دو ہری عمارت تھی..... اوپر کا حصہ تباہ ہو گیا..... نیچے کا بد ستون اسی طرح موجود ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"جھٹت ہے..... آخر ہم نے اس جھاڑ جھکاڑ کو کیوں نہ دیکھا۔" فرزان نے منہ بٹایا۔  
 "دیکھا تو ضرور ہو گا..... لیکن ابھیت نہیں دی ہوگی..... اور بھی بات پاسوی کے کاموں میں خطرناک ہے۔"  
 اب انہوں نے چوتول ہاتھوں میں لے لیے ..... اور دبے پاؤں پرہیاں اترنے لگے ..... ان کے دل و حکم کر رہے تھے ..... فاروق ان سب سے آگے تھا اور بے دھڑک ٹیل رہا تھا ..... یوں جیسے اسے کوئی خوف نہ ہو۔ انہوں نے دیکھا ..... نیچے واقعی ..... ایک باقاعدہ عمارت تھی ..... وہ جھرت رو رہ گئے ..... وہاں کمرے تھے ..... برآمدے تھے ..... ایک بدید عمارت میں جو بیچیں ہو سکتی تھیں ..... وہ ایک ایک کمرے میں چکر لگاتے رہے ..... تین کمروں میں اپنی سائنسی آلات نصب فرم آئے ..... یوں لگتا تھا جیسے سائنس دانوں کی ایک پوری ٹیکم نے وہاں یہ آلات افسوس کے تھے ..... اب وہ بھیجے کہ ہوا کے جھلاں آلات کی مدعا سے چڑائے چلتے تھے، جو جوں کا شور و خیر معمولی بات تھی۔  
 لیکن اب پوری عمارت میں کوئی نہیں تھا ..... انہوں نے اس کمرے کے بھی دیکھا جس میں انہوں نے اوپر سے فائر کے تھے ..... یہ کمرہ بھی اب خلی پڑا تھا ..... البتہ وہ رہی وہاں ضرور پڑی تھی جس سے انہوں نے اجرام خیز کو پاک کرنا تھا۔

"افسوس ..... وہ چلے گے ..... اس جگہ کو چھوڑ گئے ..... شاید انہوں نے از ازدھا گیا تھا کہ آخر ہم اس جگہ تک پہنچ جائیں گے ..... وہ ہم سے سفر لینے والے موہا میں نہیں تھے ..... کیونکہ ان کا اصل مسئلہ اس وقت ابراہم خیری ہیں ..... ہم سے سفرے بغیر اگر وہ خیری صاحب کو اپنے ساتھ لے جائتے ہیں ..... یا اپنے پاس رکھ سکتے ہیں ..... تو وہ کیوں ہم سے سفر ائم ..... کیوں پہنچا اصل لیں ..... اس لیے انہوں نے سوچا ..... کیوں نہ یہاں سے نفل پائیں۔"  
 لیکن ابا جان ..... اپنی اس قدر تھی تھی جگ ..... بھلا وہ کیوں سفر چھوڑ کر جاسکتے ہیں ..... یہاں وہ آج کل میں تو نہیں آگئے ہوں گے ..... یہ جگ تو نہ جانے کب سے ان کے استعمال میں ہے ..... لہذا وہ اس کو آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے۔" فرزان نے فکر منداز انداز میں کہا۔  
 "تب پھر ..... تم کیا بھتھ ہو۔"

"وہ یہاں سے گئے نہیں ..... یہیں کہیں چھپے ہوئے ہیں اور ہم پر موقع ملتی وار کریں گے۔"

"اوہ ..... اوہ ..... میرا خیال ہے ..... فرزان ٹھیک کر رہی ہے۔"  
 "ہاں جناب اسکے صاحب ..... آپ کی بھی ٹھیک کر رہی ہے ..... لیکن ..... اس طرح ٹھیک کرنا بہت در بعد لختے میں آیا ہے ..... مطلب یہ کہ اس کے یہ کہنا آپ کے کچھ بھی کام نہیں آئے گا۔"

سرکی آواز نے انہیں اچھل پڑنے پر مجود کر دیا۔

### وہ چیز

"پھر وہ سکتے میں آگئے..... کیونکہ اگر وہ لوگ ابھی تک بیسیں تھے اور ان سے جیاتی کر رہے تھے تو اس کا مطلب تھا..... وہ ان کے جال میں آگئے تھے..... انہوں نے ارد گرد کا جائزہ لیا..... وہ اس وقت ایک پرے ہال میں تھے..... انہوں نے دیکھا اس ہال کا دروازہ ہند ہو چکا تھا..... اس میں سے نکلنے کا کوئی اور راستا بھی نہیں تھا۔

ان پکڑ جشید چیز سے دروازے کی طرف گئے..... اس کو کھولنے کے لیے زور کیا، لیکن وہ دروازہ کوئی عام دروازہ نہیں تھا..... بہلائک نہیں۔  
"شش..... شاید ہم پھنس گئے۔"

"اس کا مطلب ہے..... میں نے آپ کو پھنسوا دیا۔" قاروق نے افسوس زدہ اندازیں کہا۔

"اس میں تم سارا کوئی قصور نہیں قاروق۔" وہ پوچھے۔  
"ہاں! اس میں قاروق کا کوئی قصور نہیں۔" سرک آواز ابری۔  
"آخر تم چاہیے کیا ہو۔"

یہ کہ ہمارے اور اجرام خیری کے درمیان جو معاملہ ہے.... تم لوگ اس میں ناٹک نہ اڑاؤ۔"

"اچھی بات ہے..... نہیں اڑائیں گے ہم ناٹک۔" انپکڑ جشید نے فوراً کہا۔

"یہ..... یہ آپ نے کیا کہ دیا..... آپ خود کو اس کیس سے الگ کیسے رسمیں گے بھلا۔" فرزاد نگہار آئی۔

"ہم ہرگز خود کو اس سے الگ نہیں کریں گے..... لذا ہم ناٹک کے بجائے ہاتھ اڑائیں گے اس میں۔" وہ سکرائے۔

"خدا کا شکر ہے جشید..... تم ایسے میں بھی سکرا سکتے ہو۔" پروفیسر بولے۔

"کیا کروں پروفیسر صاحب..... بھجو رہوں۔"

"کیا مطلب..... سکرانے پر بھجو رہو۔"

"ہاں! اگر سکرانے نہ تو میرا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔" وہ بنتے۔

"مذاق کے موڑ میں ہو؟" پروفیسر نے پوچھا۔

"آپ سے نہیں..... ان سر صاحب سے۔" وہ بولے۔

"مجھ سے انپکڑ جشید..... تم مذاق کر دے گے..... ضرور کرو..... لیکن یہ

مذاق تھیں بہت منگا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں..... ہم اتنے غریب بھی نہیں ہیں کہ منگا مذاق نہ

فریج سکیں۔" قاروق نے کہا۔

"یہ لوگ ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں سر"۔ ایک دوسری آواز

ابھری۔

"ٹھیں کر سکتے..... راج کمار..... ٹھیں کر سکتے"۔ سرکی آواز ابھری۔

"کیا کہا..... راج کمار..... یہ تمہارے ساتھی کا نام ہے..... یا یہ جنگ کا

راج کمار ہے"۔

"پچھو بھی سمجھو"۔ اس نے کہا..... پھر وہ تیز آواز میں بولا۔

"اپ ہمارا کمال دیکھو..... کمال کی دھار دیکھو"۔

"گک..... کیا کہا..... کمال کی دھار"۔ فاروق نے کھونے کھوئے انداز

میں کہا۔

"ہاں! ہیوں ..... کیا ہوا ..... کیا پھر تمہارا ذہن نکلے والا ہے"۔ سرکی

آواز ابھری۔

"ٹھیں ..... یہ ..... یہ تو کسی نادول کا نام ہو سکتا ہے"۔

"خدا ہو گئی ..... اسے ایسے میں بھی نادولوں کے نام سوچو رہے ہیں"۔

اچانک کمرے میں گھپ اندر ہیرا ہو گیا..... ساتھی اسی سر دھوا پڑے گی۔

"خدا ہوا کا تحفہ قبول کرو اسکرچ جشید"..... یہ تختہ خون تمہاری رگوں

میں بنادے گا"۔

"تن نہیں"۔ اسکرچ جشید نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"کیوں ..... نکل گئی جان"۔ سرنے نہیں کر کہا۔

"بار! بات ہی اسکی ہے ..... جان نہیں لٹکی تو اور کیا ہو گا"۔

"کیوں ..... کیا تم سردی سے بست ذر رہے ہو"۔

"سردی سے کئے ذر نہیں لتا ..... بھی سردی سے خوف کھاتے ہیں"۔

"لیکن ..... جیسیں تو نہیں ذرنا چاہئے ..... آخر تم اسکرچ جشید ہو"۔

ٹھری انداز میں کہا گیا۔

"کیا کیا چائے، مجھری ہے"۔

اور پھر کمرے میں سردی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔

"ہم ..... ہم پر سردی نالب آرہی ہے ابا جان"۔ محمود نے کھرا کر کہا۔

"صبر کرو ..... صبر"۔

"لیکن ابا جان! ابا صبر کرنے سے سردی کم ہو جائے گی"۔

"صبر کرنے سے صبر کا دھماکھن تو ملے گا"۔ اسکرچ جشید نے کہا۔

"اوہ ہاں"۔

"کل رو باتیں ..... باتیں بھی چند منٹ اور کر سکو گے ..... اس کے بعد تو تمہاری زبانیں تک کام نہیں کریں گی"۔

"الله مالک ہے"۔

اور پھر چند منٹ بعد واقعی وہاں خاموشی چھانتی۔

"ہاہاہا ..... دیکھا اسکرچ جشید ..... اب تم لوگ بولنے کے بھی قابل نہیں ہو گئے"۔ سرنے بلند آواز میں کہا۔

"گے اب تم کام سے..... سرد موت مر رہے ہو تم..... یہ تھا تمہارا  
انجام..... اس کرے میں اگر صرف آدمی گھنٹا اور یہ سرد ہوا چھوڑے رکھی  
..... تو تم میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا..... یہ ماہر بن کانگلایا ہوا حساب  
ہے..... اور میں تو آدمی گھنٹا نہیں..... پورا ایک گھنٹا اس سرد ہوا کو جاری  
رکھوں گا..... تاکہ تم لوگوں کی موت میں کوئی شبہ نہ رہ جائے"۔

اس کے بعد خاموشی چھاتی..... ہال میں سرد ہوا لبراتی رہی.....  
پورے ایک گھنٹے تک ہوا نہیں چلتی رہی..... پھر رک گئیں..... اور سرکی  
اواز ابھری۔

"ان کی لاشوں کو یہاں سے نکال کر اس جگہ سے  
بہت دور پہنچیک آؤ"۔

"ایسا کرنے کی کیا ضرورت بے سر..... یہ حاکمود کر و فن کر دینے  
ہیں"۔

"اس طرح سماں اگر حاکمود نے کی محنت کرنا پڑے گی..... جب کہ دوسرا  
کام آسان ہے"۔

"اپنی بات ہے سر"۔  
پھر دروازہ کھلا..... اور کچھ لوگ اندر داصل ہوئے..... ساتھ ہی ہال  
میں روشنی پھیل گئی..... وہ سب ساکت پڑے تھے..... بالکل مردوس ادا  
طرح۔

"یہ مر پکے ہیں سر"۔

"مجھے اس بات کا پہنچے ہی یقین تھا"۔ سرتے خوش ہو کر کہا۔

"ہم ان کی لاشیں لے جا رہے ہیں"۔

"ٹھیک ہے"۔

وہ انہیں اخوات کے لیے آگے بڑھے..... ان کی طرف بھکٹے اور پھر  
ایک عجیب بات ہوئی..... وہ سب کے سب جو مردوس کی طرح پڑے تھے.....  
اچانک اچھل کر کھڑے ہو گئے اور ساتھ ہی ان آنھے آدمیوں پر نوٹ پڑے  
..... بو انہیں اخوات آئے تھے..... بن پھر کیا تھا..... انہوں نے انہیں لا توں  
اور مکوں پر رکھ لیا..... صرف چند منٹ میں آنھے آدمی لے لیے نظر آئے۔

"محمود..... تم ہال سے باہر کھڑے ہو جاؤ..... کیس ان کا کوئی ساتھی  
دروازہ باہر سے بند نہ کر دے"۔

"اوکے ابا جان"۔

انہوں نے گرنے والوں کے سردوں پر ایک ایک ضرب اور لگادی.....  
اکہ وہ جلد ہوش میں نہ آ جائیں..... صرف ایک کو نہیں لگائی..... اسے کھرا  
کر کے وہ بولے۔

"چلو..... اپنے سر کے پاس ہمیں لے چلو"۔

وہ سکتے کی حالت میں تھا..... شاید اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ مرے  
ہوئے انسان بھی انھے کر لے سکتے ہیں۔

وہ اسے گرباں سے پکڑ کر باہر لے آئے۔

"اگر تم فوراً" ہمیں اپنے سر جکٹ نہ لے گئے..... تو ہم تمہارا سروتوڑ دیں گے۔ ان پلکوں جسید نے سرد آوازیں کہا۔  
اس نے من سے پچھہ نہ کہا، آگے آگے چل پڑا..... کئی برآمدے طے کر کے وہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔

"سری..... کام کر رہا ہے..... لیکن اب وہ بیان ملے گا ہمیں"۔  
"کیوں..... بھاگ نکلا کیا؟"۔

"صف ظاہر ہے..... جب مردے انھے کر بینگ کرنے لگ جائیں تو سر کو بھاگنا ہی پڑے گا"۔

"خیر..... دروازہ کھولو"۔

انہوں نے پستول ہاتھوں میں لے لیے اور ادھراً ہڑھو گئے..... سر کا وہ آدمی دروازے کی طرف پڑھا ایک بار اس نے مزکر ان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"کھولو دو دروازہ..... اگر سرادر سے گولی چلائے گا تو پسلے وہ ہمیں لگے گی"۔ وہ مسکرا کر بولے۔

"سری..... یہیں ہوں..... گولی نہ چلائیے گا"۔ اس نے لرز کر کہا اور دروازہ کھول دیا۔

فائر کی آواز سنائی نہ دی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔  
"تمہارا سر بھاگ نکلا..... سرتے اس بزدلی کی امید نہیں تھی"۔

"اس پر مجھے بھائی حیرت ہے"۔

"اور ساتھ ہی وہ اجرام خیری کو بھی سے کیا..... خراب تم ہمیں بتاؤ گے..... یہ اجرام خیری کا کیا چکر ہے..... تمہارے سر کو ان سے کیا، شنی ہے"۔

"کم از کم ہمیں یہ بات معلوم نہیں"۔  
"کیا کہا..... معلوم نہیں؟"۔  
"ہاں بالکل"۔ اس نے کہا۔

"جب وہ اس کے پاؤں سلاخ سے داغنے کی تیاری کر رہے تھے..... تو ان کا اس سے کیا مطالبہ تھا؟"۔ انہوں نے جھاکر پوچھا۔

"صرف اتنا کہ..... زبان کھو لتے ہو یا نہیں..... اور ہربات کے جواب میں اس نے انکار کیا..... زبان نہیں کھوئی..... یہاں تک کہ جب سلاخ والے اس کے نزدیک پہنچ گئے تھے..... اس وقت بھی یہی محسوس ہوا تھا کہ وہ زبان نہیں کھولے گا..... ایسے میں آپ نے فائز کر ڈالا تھا"۔ اس نے بتایا۔

"گویا تم میں سے کوئی یہ بات نہیں جانتا کہ سران سے کیا معلوم کرہا چاہتا ہے"۔

"ہاں! بالکل نہیں"۔

"اپنی بات ہے..... توحید احمد..... تم دفتر سے اگرام اور اس کے عملے کو بیانو..... ان لوگوں کو ان کے حوالے کرنا ہے اور اس پورے کھنڈر کا

جاائز دیتا ہے..... پروفیسر صاحب آپ اس عمارت میں نصب آلات کا جائزہ لائیں..... آخر یہ کیسے آلات ہیں "۔  
”بہت بہتر“ وہ بولے۔

اس طرح ان آٹھوں کو اکرام کے حوالے کر دیا گیا..... اس نے بتایا۔  
”شہر میں سنتی پھیل گئی ہے سر..... اجرام خیری کے انفوں کی خبر تمام اخبارات نے بت نہیاں کر کے شائع کی ہے..... اور ساتھ میں یہ تفصیل بھی شائع کی گئی ہے کہ آپ لوگ ان کی حفاظت کر رہے تھے ..... صدر صاحب نے خاص طور پر ان کی حفاظت کے لیے آپ لوگوں کو مقرر کیا تھا..... اللہ اولوگ بھی ساتھ میں غائب ہیں..... اب یا تو آپ لوگوں کو بھی ساتھ میں انفو کیا گیا ہے یا پھر آپ ان کے تعاقب میں ہیں ..... یہ خیالی گھوڑے ہر اخبار نے دوڑائے ہیں..... اور میں ویکھ رہا ہوں..... یہاں اجرام خیری نہیں ہیں“۔  
”ہاں اکرام..... انہیں ہماں لایا ضرور کیا تھا..... لیکن ہم مجرموں سے انہیں چھڑانے میں برباد طرح ناکام ہو گئے ہیں..... دراصل یہ بجلد بست پکڑ دار عمارت ہے..... اس کے بعد معلوم ہونے کی بنا پر ایسا ہوا ہے“۔

”یہ بست برآ ہوا..... اس وقت تک شہر میں یا اٹھیناں پایا جاتا ہے کہ آپ لوگ تعاقب میں ہیں ..... مجرم کو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے دیں گے ..... اب جب شر کے لوگوں کو معلوم ہو گا کہ آپ لوگ مجرموں سے اجرام خیری صاحب کو چھڑانے میں ناکام ہو گئے ہیں ..... تو بت سنتی

پھیل جائے گی..... دراصل اخبارات کو یہ خبر مل چکی ہے کہ خیری صاحب کے صدر صاحب سے بہت گزرے تعلقات ہیں“۔  
”کوئی بات نہیں اکرام..... ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے..... آؤ تمہیں بھی دکھادیں..... یہ عمارت ہے کیا“۔  
”اے ایسے کیا پڑا ہے“۔  
ایسے میں انہوں نے فرزانہ کی آواز سنی۔

\*\*\*\*\*

"مجھے زیادہ تر اگب تھلک رکھا گیا..... ان کے ساتھ بات چیت کرنے کا موقع نہیں ملا۔ نہ میں ان کی باتیں زیادہ سن سکا۔..... اس لئے کوئی اندازہ نہیں..... اس تصویر کو دیکھ کر میں یہ کہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ میک اپ میں ہیں..... کیونکہ اس ٹکل کا آدمی مجھے نظر نہیں آیا۔"

"یہ تو خیر غاہر ہے..... وہ سب کے سب میک اپ میں ہیں اور یہ بات بھی ہے کہ اجرام خیزی کے دشمن ہندو ہیں..... سرحد عبور کرتے ہوئے انہوں نے جس نوجوان کو گرفتار کیا تھا اور پھر موت کے گھاٹ اتار کر دفن کر دیا تھا..... وہ بھی ہندو تھا..... اب سوال یہ ہے کہ یہ لوگ ان سے کیا چاہتے ہیں..... اجرام صاحب کا خیال ہے کہ انتقام لینا چاہتے ہیں..... اگر مقصد انتقام یعنی تھا تو زبان کھونے کے لیے یا زد و سُن کا سلاخوں سے داغنا عجیب بات ہے۔"

"لیکن ابا جان..... یہ بات یوں ہو سکتی ہے کہ وہ ہندو نوجوان کے بارے میں کوئی بات معلوم کرنا چاہتے ہوں..... اور اس کے بعد انتقام لینے کے لیے مارڈائیں گے۔" - محمود نے کہا۔

"ہاں! یہ نمیک ہے..... لیکن وہ بات کیا ہے۔"

"یہ تو اجرام خیزی تھا کہ یہ یا پھر یہ ہندو لوگ..... اجرام خیزی سے جب ہماری بات ہوئی تھی..... اس وقت تو انہوں نے بس اتنا ہی تیار تھا کہ ان کے ماتحتوں نے سرحد پار کرتے ہوئے کسی ہندو نوجوان کو گرفتار کیا تھا اور ان کے سامنے پیش کیا تھا..... وہ اس وقت کیفیت تھے..... انہوں نے

### تمیری چیز

انہوں نے دیکھا، فرش پر ایک بنو ہوا تھا۔  
"یہ..... یہ کس کا ہے..... کیا ہم میں سے کسی کا ہے۔" ان پر چڑیہ نے کہا۔

"نہ نہیں۔" ان سب نے انکار میں سریا دیا۔  
انہوں نے بتوہ اٹھایا..... اس کو کھول کر دیکھا..... پھر اس کی چیزیں نکال لیں..... کچھ کرنی تو نظر آئے..... ایک تصویر بھی تھی..... نوجوان آدمی کی تصویر..... کرنی تو نہ "غیر ملکی تھے..... تمام کے قائم شارجستان کے" اور تصویر بھی ایک ہندو نوجوان کی تھی "اس کے یہچھے نام اور یہ بھی تھا..... تصویر والے نوجوان کا نام شانتی راس تھا۔"

"اس کا مطلب ہے..... اجرام خیزی کو اغوا کرنے والے ہندو ہیں..... اور یہ ہندو اس سر کے کسی ساتھی کا ہے۔" فاروق بولا۔  
"ہاں! یہی نظر آتا ہے..... ویسے تم تو ان کے درمیان رہے ہو..... کیا یہ لوگ سب کے سب ہندو ہیں۔"

اے گولی مار کر دفن کرنے کا حکم دے دیا اور بس..... اب اس میں تو کوئی پچیدگی نہیں بنتی۔

"فتم کرو بھتی..... اور چلو شرپلیں۔"

وہ گھر آگئے..... نیکم جمیش کے چہرے پر پریشانی اور پریشانی تھی..... نہیں دیکھتے ہی بولیں۔

"صدر صاحب بست پریشان ہیں..... پار پار فون کر رہے ہیں..... پہلے پان سے بات کر لیں۔"

"اچھا۔ انہوں نے کہا۔

دراصل اس دوران ان کے موہاں بند رہے تھے..... جب انہوں نے کمرے کے ایک کونے میں سوراخ کرنا شروع کیا تو موہاں بند کر دیے تھے۔

اب انہوں نے صدر کے نمبر طالے، ان کی آواز سنتے ہی صدر ایسے۔

"اف جمیش..... یہ سب کیا ہو رہا ہے..... تم لوگ کہاں تھے..... جرام بخیری کہاں ہے..... جانتے ہو اجرام بخیری کے گمراہے کیا کہ رہے ہیں؟"

"کیا کہ رہے ہیں مر۔"

"یہ کہ انسپریوریٹ کے پچھے ہمارے گھر میں تھے..... ان کی موجودگی میں ان کے والد کو انفوایا گیا..... گویا انہوں نے اپنی ایولی سے غفلت بر تھی ہے..... اب اخبارات یہ خبریں بڑھاچ ہاکر شائع کر دیں گے۔"

"کوئی بات نہیں سر..... آپ پریشان نہ ہوں۔"

"فتم کرو بھتی..... اور چلو شرپلیں۔"

وہ گھر آگئے..... نیکم جمیش کے چہرے پر پریشانی اور پریشانی تھی..... نہیں دیکھتے ہی بولیں۔

"صدر صاحب بست پریشان ہیں..... پار پار فون کر رہے ہیں..... پہلے پان سے بات کر لیں۔"

"اچھا۔ انہوں نے کہا۔

دراصل اس دوران ان کے موہاں بند رہے تھے..... جب انہوں نے کمرے کے ایک کونے میں سوراخ کرنا شروع کیا تو موہاں بند کر دیے تھے۔

اب انہوں نے صدر کے نمبر طالے، ان کی آواز سنتے ہی صدر ایسے۔

"اف جمیش..... یہ سب کیا ہو رہا ہے..... تم لوگ کہاں تھے..... جرام بخیری کہاں ہے..... جانتے ہو اجرام بخیری کے گمراہے کیا کہ رہے ہیں؟"

"کیا کہ رہے ہیں مر۔"

"یہ کہ انسپریوریٹ کے پچھے ہمارے گھر میں تھے..... ان کی موجودگی میں ان کے والد کو انفوایا گیا..... گویا انہوں نے اپنی ایولی سے غفلت بر تھی ہے..... اب اخبارات یہ خبریں بڑھاچ ہاکر شائع کر دیں گے۔"

"کوئی بات نہیں سر..... آپ پریشان نہ ہوں۔"

"اوہو جشید..... میں اس لیے پریشان نہیں ہوں کہ اخبارات کل تمارے بارے میں کیا خبریں لگائیں گے۔" انہوں نے جھلانے ہوئے انداز میں کہا۔

"تباہ پھر؟"۔

"میں اس لیے پریشان ہوں کہ اجرام خیری کی اہمیت پہاڑیک بست زیادہ ہو گئی ہے۔"

"بھم سمجھے نہیں سر۔"

"یہ بات فون پر بہت بیانی جاسکتی..... تم فوراً یہاں آ جاؤ۔" یہ بات سوائے میرے اور کسی کو معلوم نہیں ہے..... کہ اجرام خیری کی اہمیت پہاڑیک بیوں ہر گئی ہے..... تم بھی یہ ذکر کسی سے کئے بغیر مجھے تک پہنچو۔"

"بہت بہتر سر۔"

اب انہوں نے ایوان صدر کا رخ کیا..... جب وہ گھر سے کل رہ تھے تو بھم جشید نے بر اسامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے ہی جانتی تھی..... میں ہو گا..... آپ آئیں گے اور کھانا کھائی بغیر سچے جائیں گے..... یہ تو میں ہی پاگل ہوں..... ہو ہر دقت کھانا تیار رکھتی ہوں۔"

جو اپ میں وہ صرف مسکرا کر رہ گئے..... اور ایوان صدر پہنچ گئے..... صدر صاحب بارے پریشانی کے ادھر سے ادھر تھل رہے تھے..... اسیں دیکھتے ہی رک گئے۔

"خدا کا شکر ہے، تم تو گل نظر تو آئے۔"

"خبریت نظر نہیں آتی..... ورنہ آپ معمولی پاؤں سے پریشان ہوئے والے تو نہیں۔" انسپکٹر جشید نے ان کی طرف بخور دیکھا۔

"ہاں جشید..... پہلے جب میں نے جسیں فون کیا تھا کہ اجرام خیری خطرے میں ہے..... اس کی حفاظت کے لیے محمود قادر وق اور فرزانہ کو بھیج دو..... تو اس وقت مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کوئی ملکی اہمیت کا منظہ ہو سکتا ہے..... اب جب کہ انہیں انہوں کا یہ کہے تو یہ بات معلوم ہوئی ہے۔"

"اور وہ بات کیا ہے سر۔" انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"سابق کمانڈر انچیف نے کچھ بہت اہم کافذات ان کے حوالے کے تھے..... اور ان کی ذمے داری یہ تھی کہ وہ کافذات مجھے تک پہنچالیں..... دراصل ان کی نظریوں میں اجرام خیری، بست باعثہ آدمی تھے..... کسی اور پر وہ انتہا رکھنے کر سکے..... مگر انہوں نے وہ کافذات ان کے حوالے کر دیئے..... اور اسی روز وہ بارٹ ٹیلی ہونے پر فوت ہو گئے..... کافذات انہوں نے بالکل تخلی میں دیئے تھے..... اور اس بات کا علاوہ انہیں اور اجرام خیری کو ہی تھا..... ان کے علاوہ، کسی تیسرے کو یہ بات معلوم نہیں تھی..... یہ بات انہوں نے اجرام خیری کو بتا بھی دی تھی..... کہ اس راز میں ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا شریک نہیں ہے۔"

یہاں تک کہ کر صدر صاحب خاموش ہو گئے۔

"تب پھر..... انہوں نے وہ کافیات فوری طور پر آپ تک کیوں نہ پہنچائے۔" اسکے بعد جیسا کہ بولے۔

"بلکہ اب اب بھائی..... انکل صدر کو اس بات کا پتہ اس طرح چل گی۔" "سالتوں سماں میں اپنی خانہ کے موت آج سے ایک ماہ پہلے ہوئی تھی..... انہوں نے ایک خط غائبے میں بند کر کے اپنی بیوی کو دی تھا کہ وہ خط مجھے پہنچایا باتے..... لیکن ان کی بیوی وہ خط وہ بھول گئی..... اس طرح ایک ماہ گزر گی..... اب کتنے وہ خط اسے یاد آئے..... اس نے فوراً مجھے تک پہنچایا اور عانی بھی گئی..... میں نے بواس کو بھول کر پڑھا۔ میری شی گم ہو گئی..... کیونکہ اجرام خیزی کو انہوں کی جانب کا تھا..... پھر اس طبعیان بخش خبری کی تم لوگ مجرموں کے تعاقب میں ہو..... اس لیے میں بار بار تم دگوں کو فون کرتا رہا۔"

"ہم اپنی مجرموں کے ساتھ ایجاد ہوئے تھے سر..... سو اس یہ ہے کہ اجرام خیزی صاحب نے وہ کافیات فوری طور پر آپ تک کیوں نہیں پہنچائے۔"

"مکالمہ راچھیف کا بنا بلند کے بعد میں نے خوبی صاحب کے گروالوں سے رابطہ کیا..... ان کی ڈازیاں افسوس چیز کراہیں..... ایک ماہ پہلے کی تاریخ میں انہوں نے لکھا ہے..... میں وہ کافیات لے تو صدر صاحب کے پس پڑھا تھا کہ راستے میں مجھے پیغمبر نما صوم افواہ نے حملہ کیا..... اور ..... کافیات چھین لیے..... اب میں مرنے کی صد تک شرمende ہوں" صدر

صاحب کو یہ بات کس طرز بتاؤں..... نہیں..... میں انہیں یہ بات نہیں بتاؤں گا..... میرے اور مکالمہ راچھیف کے علاوہ اس راز سے واقف ہی کون ہے ..... جب کوئی اور واقف ہی نہیں ہے..... تو مجھ پر کون تک کرے گا..... اور پھر یہ سب میرے ارادے سے تو ہوا نہیں..... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا..... کہ مجھ پر حملہ ہو چائے گا..... تاہم یہ بات مجھے حد درجے پر بیشان کر رہی ہے..... کہ بہت قسمی کافیات دشمنوں کے ہاتھ لگ کرے گی ہیں..... اندھے معاف فرمائے۔"

یہاں تک کہ صدر صاحب خاموش ہو گئے۔

"اُس کا مطلب ہے..... یہ لوگ جو اجرام صاحب کے ہاتھ پر ہوئے ہیں..... انتقام کے لیے نہیں..... ان کافیات کے لیے..... مل..... لیکن..... پھر وہ ان سے اگلوانا کیا چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب..... اگلوانا کیا چاہتے ہیں..... یہ کیا بات ہوئی۔" - صدر صاحب نے جیسا کہ ہو کر کہا۔

"ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے..... ان کے دشمن ان سے کوئی بات اگلوانے کے لیے ان پر قلم کر رہے تھے۔"

"مجھے پوری کہانی سناؤ جیشید..... مارے بے چیز کے میرا بر احوال سے ..... مجھے نہیں معلوم ساختہ مکالمہ راچھیف نے جو کافیات ان کے حوالے کئے..... ان کی اہمیت کیا ہے؟ لیکن میرا خیل ہے..... وہ حد درجے ایس ہیں ..... کاش..... وہ اس ملٹے میں مجھے فون کر دیتے..... میں خود بارکار ان سے وہ

کافرات لے لیتا۔ ایسا تو نہ ہوا ہوتا۔ انہوں نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"پھر۔۔۔ اب ہم کیا کریں۔۔۔ آپ نے ہمیں کیوں بلا بیا ہے۔۔۔"

"اجرام خیری کو تلاش کرنا ہمت ضروری ہے۔۔۔ وہ جہاں کیسی بھی ہیں۔۔۔ ہمیں وہاں سے فوراً ایوان صدر لے آؤ۔۔۔"

"اوکے سر۔۔۔ ہم اپنی پوری کوشش کریں گے۔۔۔"

"فیض جمشید! ہم اپنیں لے کر آئائے۔۔۔"

"ہم بھر سر۔۔۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں۔۔۔ ان شاء اللہ ہم اپنیں لے کر آئیں گے۔۔۔"

"تو پھر جاؤ جمشید۔۔۔ میں بھت بے چیان ہوں۔۔۔"

"آپ پر بیثان نہ ہوں۔۔۔"

یہ کر کر وہ باہر کل کی آئے۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی انہوں نے سابق کمائنر رائجنٹ کا رخ کیا۔۔۔ ان کا نام خالد سفیان تھا۔۔۔ ان کی یادوں نے غمکین انداز میں ڈرائیکر روم میں ان سے ملاقات کی۔۔۔

"حلاں کچھ گا۔۔۔ ہم اجرام خیری کیس پر کام کر رہے ہیں۔۔۔ اس کیس پر ہمیں صدر صاحب نے مقرر کیا ہے۔۔۔ امید ہے۔۔۔ آپ ہمارے ساتھ ہو۔۔۔ ممکن تھا تو کریں گی۔۔۔"

"نجیک ہے۔۔۔ فرمائیے۔۔۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔۔۔"

"ویکھئے۔۔۔ بات بہت سید ہی اور صاف ہے۔۔۔ خالد سفیان صاحب کے پاس۔۔۔ کچھ بہت اہم کافرات تھے۔۔۔ انہیں دل کی تکلیف تھی۔۔۔ وہ کافرات صدر صاحب کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔۔۔ اس غرض کے لئے انہوں نے ابراہم خیری کو پسند کیا۔۔۔ اور کافرات ان کے حوالے کر دیئے۔۔۔ ان کی نظر وہ میں اجرام خیری بہت ایمان دار تھے۔۔۔ چنانچہ کافرات انہوں نے صرف ان کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ جس وقت کافرات دیئے گئے۔۔۔ اس وقت ان دونوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔۔۔ اور ہر انہوں نے کافرات دیئے۔۔۔ اوہ ران کا ہارت فیل ہو گیا۔۔۔ اب اس راز سے واقف صرف ایک آدمی رہ گیا۔۔۔ اور وہ چیز اجرام خیری۔۔۔ لیکن جب وہ کافرات صدر صاحب کی طرف لے گئے تو راستے میں ان پر حمل کیا گیا۔۔۔ اور وہ کافرات ان سے چھین لئے گئے۔۔۔ آپ وہ بہت پریشان ہو گئے لیکن یہ راز وہ کسی کو جانتا بھی نہیں کہتے تھے۔۔۔ لہذا صرف اپنی ڈائری میں انہوں نے یہ راز لکھ دیا۔۔۔ یہ راز ان کی بیٹی نے اس وقت پڑھا جب انہیں انفو کر لیا گیا۔۔۔ انہوں نے فوراً "اس بارے میں صدر صاحب کو جتنا یا اور انہوں نے ہمیں۔۔۔ میرا آپ سے سوال ہے۔۔۔ جب اس راز میں کوئی تیرا شریک نہیں تھا تو پھر اجرام خیری سے وہ کافرات کس طرح چھین لئے گئے۔۔۔"

"لیکن آپ یہ سوال مجھ سے کیوں کرو رہے ہیں۔۔۔ میرا اجرام خیری سے بھلاکیا تھیں۔۔۔"

"اس خط میں انہوں نے لکھا تھا کہ انہوں نے کچھ بہت اہم کافیات اجرام کے حوالے کئے ہیں..... یہ خط صدر صاحب کو دے دیا جائے..... ب آپ کو وہ خط صدر صاحب کے حوالے کرنا تھا۔"

"بالکل صحیح ہے..... لیکن میں وہ خط صدر صاحب کے حوالے کرنا بھول گئی..... دراصل شوہر کی سوت نے مجھ پر اس قدر غم طاری کر دیا کہ کیا تباہ کیا..... ایک ما بعد جاگر یاد یا کہ خط انہیں دیا تھا۔"

"لیکن..... تم کچھ اور سوچنے پر مجبور ہیں۔" اسکے بعد ہمیشہ ہو لے۔  
"اوہ وو کیا؟"

"یہ کہ آپ نے اس خط کا ذکر کسی سے کر دیا..... اس نے کہا کہ خط ابھی صدر کو نہ دیا جائے..... پس وہ خط کو پڑھے گا..... چنانچہ آپ نے خط اسے دے دیا، اس نے خیلے انداز میں خط کو کھوں کر پڑھ لیا..... پھر یہ بہایت دی کہ ابھی آپ اس خط کو صدر کے حوالے نہ کریں..... جب وہ کے تب کریں..... اس پر آپ نے اعتراض کیا کہ صدر کی کسی کے ..... ایک ما بعد کیوں دیا..... تو اس شخص نے کہا..... کہ دیا بھول گئی تھی..... غم کی وجہ سے..... دوسری بات اس نے یہ کہ آپ خط نہ دیں تو بھی کوئی حرج نہیں..... اس لیے کہ اس کے بارے میں کون سا کسی کو معلوم ہے..... لیکن آپ نے اس بات سے اتفاق نہ کیا..... اور کہا کہ ہو سکتا ہے..... اس خط کے بارے میں بھی خالد سفیان صاحب نے کسی کو بتا دیا ہو..... کوئی نکد وہ حدود رہے نہ لانا تھے..... اور منصوبہ بندی کرنے میں ان کا جواب نہیں تھا....."

"آپ پھر غور کریں..... آپ کے شوہر خالد سفیان نے کافیات اجرام کو دیئے..... اس بارے میں ان دونوں کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں تھا..... پھر آخر اجرام پر حلہ کیسے ہو گی؟"

"اور میں پھر آپ سے پوچھ رہی ہوں..... آپ آخر مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھتا چاہتے ہیں۔"  
"اس لیے کہ اس سوال کا جواب میں آپ کے علاوہ اور کسی سے پوچھتی نہیں سکتا۔"

"یہ..... یہ کیا بات ہوئی۔" انہوں نے چونکر کہا۔  
"دیکھئے محمد..... کافیات یہیں..... گھر میں ان کے حوالے کے گے..... صحیح ہے۔"

"ہاں بالکل صحیح۔" وہ بولیں۔  
"اور ان دونوں کے علاوہ کوئی اس راز میں شریک نہیں تھا۔"  
"بالکل صحیح۔" انہوں نے قورا کہا۔  
"لیکن ایک تیسری چیز گھر میں موجود تھی۔" اسکے بعد سرد آواز میں ہو لے۔

"تی..... کیا فرمایا تیسری چیز۔"  
"ہاں! خالد سفیان صاحب کاظم۔"  
"تو پھر..... اس سے کیا ہوتا ہے۔"

اس لیے خط تو صدر کو دینا ہو گا..... ہاں یہ ہے کہ بھول جانے کا بیان کیا جائے  
ہے..... چنانچہ ایسا ہی کیا آیا۔ ”یہاں تک کہ کراپلے جسید خاموش ہو گئے۔  
”اف مالک! یہ آپ نے کیا الفاظ کر دیئے..... آپ تمھے مجرم ہاتے  
دے رہے ہیں..... سوال یہ ہے کہ وہ کون ہے جسے میں نے خط دکھادیا تو  
.... اور کیوں؟“۔

”اس سوال کا جواب اگر میرے پاس ہوتا تو آپ کے ہاتھوں میں اس  
وقت ہٹکلے یاں نہ ہوتیں“۔

”لیکن یہ صرف ایک اندازہ ہے..... جو آپ نے لگایا ہے۔“ اس  
نے بے قلری کے عالم میں کہا۔

”ہاں! اس میں شک نہیں ۔۔۔ یہ ایک اندازہ ہے..... لیکن میرے  
اندازے ذرا کم ہی غلط ہوتے ہیں۔“ انکلے جسید نے مسکرا کر کہا۔

”ہوتے تو ہیں ہا۔“

”ہاں ہوتے ہیں ۔۔۔ باکل ہوتے ہیں ۔۔۔ اس سے انکار نہیں ۔۔۔  
ہو سکتا ہے ۔۔۔ یہ اندازہ بھی بالکل غلط ہو ۔۔۔ آؤ بھی چلیں“۔

”آپ کا پا اندازہ سو فیصد غلط ہاتھ ہو گا..... اس لیے کہ میں نے رہ  
خط کسی کو نہیں دکھایا تھا..... میں واقعی بھول ہوئی تھی۔“

”قد اکرے ایسا ہی ہو۔“

اور پھر وہ باہر بیکش آئے ۔۔۔ گاؤڑی میں بیخخت ہوئے مجود نے ان سے  
پوچھا۔

”کیا واقعی ۔۔۔ یہ آپ کا اندازہ ہے ۔۔۔ یا آپ نے یہ بات یوں بنی کر  
دی تھی؟“۔

”ٹسیں بھی ۔۔۔ یہ میرا اندازہ ہے۔“

”اوہ ۔۔۔ جب پھر یہ اندازہ غلط ہاتھ ہاتھ نہیں ہو گا۔“ فرزانہ نے چونک  
کہ کہا۔

انہوں نے گاؤڑی آگے بڑھا دی ۔۔۔ ساتھ ہی بولے۔

”اکرام کی ڈیوبنی یہاں لگا دو ۔۔۔ خالد سفیان ہاؤس کی چوہیں گھنے  
گرانی کی جائے ۔۔۔ اور یہاں آئے والوں کی بھی گرانی کی جائے ۔۔۔ یہاں  
سے کوئی کمال جانا ہے ۔۔۔ مجھے یہ معلومات بھی درکار ہیں۔“

”بہت بہتر!“ محمود نے کہا اور اکرام کو بدایات دینے لگے۔

اب ان کی کار برق رفتاری سے اڑی جا رہی تھی ۔۔۔ جلد ہی وہ ملٹری  
ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہے تھے ۔۔۔ ملٹری کے ریکارڈ روسم میں انچارج نے  
ان کا گرم جو شی سے استقبال کیا۔

”یہیں خالد سفیان کی زندگی کی قائل درکار ہے ۔۔۔ یہ کمال پیدا ہوئے  
کمال تعلیم حاصل کی ۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔“

”میں بہتر ۔۔۔ چند منٹ لگیں گے۔“

”ہوں ٹھیک ہے۔“

وہ انچارج کرتے ہے ۔۔۔ آخر قابل ان کے سامنے رکھ دی گئی۔

"آپ اس فائل کو لے جائیں سکتے..... میں یہ کر پڑھ سکتے ہیں.....  
ہاں اس کے بعض حصوں کی فونوئیٹ اگر درکار ہے تو وہ آپ کو کراوی  
چاہئی۔"

"شیری اہم لے جانے کا راوی نہیں رکھتے۔ وہ مسکرا دیجے۔  
پھر وہ اس فائل میں گم ہو گئے..... کبھی جگد وہ بری طرح اچھلے..... اور پھر  
پھر صفات کی فونوئیٹ کرانتے کے بعد وہاں سے چل پڑے۔"

"معلمہ بہت سمجھید ہو گیا ہے۔" اسکلک جیشید گاڑی میں بیٹھتے ہوئے  
بڑھ رہا ہے۔

"ہمکہ جیشید..... بہت سمجھیں ہو گیا ہے۔"

"خود کو زمین پر گرا دو۔"

اچانک خان رحمان چلا گئے۔

\*\*\*\*\*

انہوں نے کرنے میں دیر نہ لگائی..... اور کسی پیز انسیں بچانی.....  
ورنہ ان کے بدن چھانی ہو گئے تھے..... ایک سرخ کار بنا کی رفتار سے ان کے  
باہر سے گزرتی چلی گئی..... وہ بنا کی رفتار سے کار میں سوار ہوئے اور اس  
کے تعاقب میں روانہ ہو گئے..... اسکلک جیشید ہر لمحے رفتار پڑھا رہے تھے  
..... ان کی گاڑی کے اوپر ہوز بھی لگا تھا..... اس کی آواز راستا بنا رہی تھی  
اور وہ لمحہ بے لمحہ اس کار کے نزدیک ہوتے چاہے تھے..... سرخ کار کا  
ڈرایور بھی انتہائی تیز رفتار پر تھا..... لیکن وہ اسکلک جیشید جتنا ماہر ہرگز نہیں  
تھا..... تیجہ یہ کہ جلد تی وہ اس تک پہنچ گئے..... اب دونوں کاریں ساتھ  
ماتحہ چل رہی تھیں..... انہوں نے دیکھا کار میں دو آدمی تھے..... ایک کار  
ہار با تھا تو دوسرا بے ٹکری کے عالم میں بیٹھا تھا۔

"آپ گاڑی روک لیں۔"

"کیوں جناب اہم نے کیا کیا ہے..... آپ کون ہیں اور ہماری گاڑی  
کاں روکانا چاہتے ہیں۔"

"اچھا..... تو ابھی آپ نے پچھہ کیا ہی نہیں..... ہم پر قاتلانہ حملہ کیا ہے  
پنے..... اور پوچھ رہے ہیں..... ہم نے کیا کیا ہے۔"  
"آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے جناب..... آپ کافی دیر سے ہم  
تعاقب کر رہے ہیں..... کیا ایک لمحے کے لیے بھی ہماری گاڑی آپ کی نظر میں  
سے او جمل ہوئی ہو؟" -  
"نہیں..... ایسا وہ نہیں ہوا۔"  
"کیا آپ نے ہمیں فائز کرتے دیکھا تھا۔"  
"ہاں بالکل..... فائز اسی کار سے کے گئے تھے۔"  
"یجھے ..... ہم رک چاتے ہیں..... آپ ہماری تلاشی لے لیں..... آپ شا سلحہ تلاش کر دوں۔ وہ مسکرا کر بولے۔  
کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے..... کہ آپ ثابت کریں اور لگادیں ہمیں  
جھکزیاں۔" ڈرائیور بولا۔  
انہوں نے اس بار بست بار یک بینی سے تلاشی لی..... لیکن پچھہ نہ ملا۔  
"آپ اپنے کافی نہ کھائیں۔"  
انہوں نے اپنے اور گاڑی کے کافی نہ کھائیں اور کافی طرف بڑھاویے۔  
ایک کام اختر تھا وہ سرے کا انگر..... گاڑی کے کافی نہ کھائیں بھی پورے تھے۔  
"پر ویسر صاحب..... یوں بات نہیں بنے گی..... بھرم تو یہ ہیں۔"  
"ووکے..... میں تو اپ کا انتحار کر رہا ہوں..... کہ تم مجھے کو..... اور  
کیا مطلب..... کیا یہ اسلحہ تلاش کرنے کے ماہر ہیں۔" اختر نے طور پر  
نکار میں کہا۔

اس نے کار روک لی..... انہوں نے بھی گاڑی بند کر دی..... اور  
یچھے اتر آئے..... اب ان کی اور کار کی تلاشی لی گئی..... لیکن کار میں اسکے  
نام و نشان تجھ نہ ملا..... وہ چکرا گئے..... انہوں نے ایک دو سرے کی طرف  
ویکھا..... ایک بار پھر اچھی طرح تلاشی لی..... لیکن پچھہ نہ ملا۔  
رات میں آئی۔

"وہ مارا..... یہ کار بہت زبردست ہے جیشید..... جوش بنا کی گئی ہے  
اس سلحہ پر ہاں ہیں ہے..... اس جگہ خیر خانہ موجود ہے۔"  
"اس وقت وہاں آس پاس کوئی اور سرخ کار نہیں تھی..... میں۔  
ان الفاظ کے ساتھ ہی ان دونوں نے دو لگادی..... لیکن وہ پسلے اسی  
لائق..... محمود نے دو فائز کے اور وہ گرتے نظر آئے..... اس نے ان کی  
کو ثابت کریں گے۔"

"یہ ایسے ہو سکتا ہے جناب کے وہ کوئی اور سرخ کار ہوگی۔"

"اس وقت وہاں آس پاس کوئی اور سرخ کار نہیں تھی..... میں۔  
اپنی آنکھوں سے فائز کے اس کار سے ہوتے دیکھی ہے..... اور ہم اس بہ  
لائق..... محمود نے دو فائز کے اور وہ گرتے نظر آئے..... اس نے ان کی

ٹانگوں پر فائر کے تھے .... اب اسیں سپنال پانچاہا کیا .... پھر دفتر لایا گیا۔  
جب انسوں نے نکرنا متحاب نہ دیکھا اسے لگ کر تمہر کا پنے۔  
”ایا ہوا بھی ..... تم تو بت دیں مرن رہے تھے“ -  
”بس بیا کریں ..... شمارے سے ہوا انکل تھی“ - اٹھر نے منہ بنا داد -  
اور وہ نہیں پڑے۔  
”اچھا تو پھر کمالی شادو“ -

”بس پیسے لے کر جرم کرتے ہیں ..... کسی نے ایک بڑی رقم دی  
اپ دو گوں کو ختم کر دیں ..... اور بس ..... کمالی صرف اس قدر ہے“ -  
”بیقین نہیں آیا ..... وہ ساری کمالی شادو“ - اسپکٹر جمیش نے کہا۔  
”ایک ہی کمالی ہے ..... وہ شارنی ..... بیقین نہیں تو چل کر ہمارے گھر  
ٹلاشی لے لیں ..... وہاں بڑی رقم ایک سوت کیس میں مل جائے گی“ -  
”ہم گھر بھی بھیس کے ..... فخر نہ کرو ..... رقم کس نے دی تھی“ -  
”نمعلوم آدمی نے“ -

”ایسا تم پسلے بھی ایسے کام کرتے رہتے ہو“ -  
”ہاں! یہ ہمارا پیشہ ہے“ -

”ایسا پسے کسی پر حملہ کر چکے ہو ..... اور وہ ہلاک تو نہیں ہو گی تھا“ -  
”انی بلاک ہو چکے ہیں“ - وہ سرے نے کہا۔

”ایسا .....؟“ وہ ایک ساتھ یوں لے۔

”تب تو تم جرم قبول کر رہے ہو“ - اسپکٹر جمیش نے اسیں گھورا۔

”ہاں! باکل“ -

”لیکن بات اس طرح ختم نہیں ہو جائے گی“ - اسپکٹر جمیش بولے۔  
”کیا مطلب ..... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں“ -

”نمعلوم آدمی والی بات حلقوں سے نہیں اتر رہی ..... اس نے تمہیں  
رقم کس طرح ادا کی؟“ -

”اس نے ایک جگہ کے پارے میں بیٹا ..... کہ وہاں تو ہوں کا بریف  
کیس رکھا ہے گا ..... وہاں گئے اور بریف کس اخراجے“ -  
”وہ جگہ کون سی تھی“ -

”ایک پیک فون بو تھو“ -

”اوہ اچھا ..... چلو ہمیں چل کر دکھاؤ“ -

”اس عالت میں ہم کس طرح چل سکتے ہیں“ -

”گاڑی میں لے کر جائیں گے ..... پیسے نہیں“ - انسوں نے رہا  
منہ بنا لیا۔

انسوں نے ایک فون بو تھو دکھایا ..... اس کا جائزہ لیا گیا ..... وہاں سے  
انگلیوں کے نشانات انبوحاء گئے ..... ان نشانات میں ان کی انگلیوں کے  
نشانات بھی مل گئے۔

”بھی تم لوگ توچے ثابت ہو رہے ہو“ -

”جی ..... بس کیا کریں ..... مجبوڑی ہے“ -

”کیا مطلب ..... مجبوڑی ہے؟“ -

"ہاں جی..... والدہ نے مرتے وقت وعدہ لیا تھا کہ جھوٹ بھی نہ  
بولنا"۔

"اور والدہ نے یہ وعدہ نہیں لیا تھا کہ جرم بھی نہ کرنا"۔

"یہ تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کے پیچے بھی مجرم بھی بن جائیں  
گے..... حالات نے بھی جراحت پیش نہ کیا"۔

"چھپا خیر..... اب گرفتار ہو..... اس بریف کیس و بھی دیکھ لیں ذرا"۔

"ضرور جناب... کیوں نہیں"۔

وہ انہیں اپنے گھر لائے..... دروازے پر تالا کھلنا..... گواہاں صرف  
وہ دونوں ہی رہتے تھے..... تالا کھوں کرو، امیر رواخیں ہوئے..... وپاں داقی  
نوں سے بھرا بریف کیس موجود تھا۔

"کمال نے ..... تم لوگوں کی لذائیک ایک بات درست ثابت ہو رہی  
ہے"۔

"ہم بتا پچھے ہیں..... جھوٹ نہیں بولتے"۔

"ت پھر ایک بج وربول دو"۔

"اور وہ کیا جناب..... ہم ہر بج بولنا پسند کریں گے"۔ ایک نے کمال  
"اگر تم نے میرے اس سوال کا جواب دا تھی بج کی صورت میں۔ باقی  
میں تمداری مکمل کرنے کی ہر ممکن کوشش روس کا اور ایسا صرف بج بولنے کی  
بینوار پر کروں گا"۔

"چلتے پوچھتے..... آپ بھی کیا کریں گے..... لیکن بات یاد رہے.....  
ہم زندگی میں پہلی بار پکڑتے گے ہیں..... پولیس کی مارواڑ کا ہمیں کوئی تجربہ  
نہیں ہے..... اور نہ ہم تجربہ کرنا چاہتے ہیں..... لہذا ہر بات صاف صاف بتا  
رہے ہیں اور پولیس ہم سے اور جو کچھ پوچھتے ہیں حق تباہیں گے..... بس  
پولیس ہمیں مارے پہنچئے ہیں..... قانون ہو سزا دے گا..... اسے ہم خوشی سے  
قبول کریں گے"۔

"ٹھیک ہے..... تمداری باقیں دل کو لگیں..... تم ضرور اونچے پیچے ہو  
..... لیکن والدین کی تربیت نہ ملنے کی ہاپر مجرم ہن گے..... بلکہ مجرم لوگوں  
نے تمیں اپنے مطلب کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا اور اس طرح تم  
بھی مجرم ہن گے..... یہی بات ہے نا"۔

"بھی سوچیں گے"۔ اثرتے فوراً کہا۔

"اب میں یہ بات پوچھتا چاہتا ہوں..... تم لوگوں کا اس گروہ سے تو  
کوئی اعلق نہیں..... جس نے تمیں رقم دی ہے..... میرا مطلب ہے.....  
کہیں تم ان کے لیے باقاعدہ کام تو نہیں کرتے رہے ہو..... اور انہیں جانتے  
وہ نہیں ہو"۔

"نہیں جناب! ایسی بات بالکل نہیں ہے..... آپ یقین کر لیں؛ ہم نے  
یہ جواب بھی بالکل بھی کی صورت میں اسی دیا ہے؛ اس میں جھوٹ کی ایک فیصد  
بھی ملاوت نہیں ہے"۔

”ٹھیک ہے..... مجھے لیکن ہے..... اب تم غفرانہ کرو..... کوئی پولیس  
والا تھیں باقاعدہ نہیں لگائے گا..... بس تم اپنے جراحت کی ساری تفصیل خودتی  
نادینا..... اور مال دولت اگر کسیں صحیح کیا ہوا ہے..... اس کے بارے میں  
بھی بتاؤ..... میں چاہتا ہوں، اگر تھیں جیل سے لکھا صاحب ہوتا باہر نکلنے کے  
بعد تم اس دولت سے بیش نہ کرو..... بلکہ اپنے ہاتھوں سے کلکڑ زندگی کے  
باتی دن پورے کرو۔“

”اب ایسا کیسے ہو سکے گا..... ہم نے قتل کے ہیں آخر۔“  
”ہو سکا ہے..... عدالت تم پر رحم کرے اور عمر قید کی سزا نادے  
..... عمر قید کی سزا کاٹ کر بھی تو آخر لوگ نکل آتے ہیں..... دوسرے یہ کہ  
جب عدالت تھیں سزا نادے گی..... تو تم رحم کی اپیل کرنا..... رحم کی یہ  
اپیل اگر صدر صاحب کے پاس آئی..... تو میں ان سے کہ کر سزا میں کی  
ضرور کراں سکوں گا..... لیکن شرط وہی ہوگی..... کہ تم باقی ماندہ زندگی مخت  
مزدوری کر کے گزارو گے۔“

”ہم وعدہ کرتے ہیں۔“ یہ کہتے وقت ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔  
”ہمیں یہ کیا..... اب تک تو تم بہت دلیر نظر آتے رہے ہو..... اب  
آنکھوں میں آنسو؟“ خان رحمان نے پوچھ کر کہا۔

”یہ آنسو آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے آئے ہیں..... دراصل  
ہمارے ہاتھوں میں پولیس کا بہت خوفناک تصور بیخوار ہا ہے..... ہم یہ خیال  
کرتے رہے ہیں کہ پولیس صرف اور صرف ظلم کرتی ہے۔“

”ٹھیک ہے..... یہ بات درست نہیں ہے..... سارے پولیس والے خلا  
نہیں ہوتے۔“

اس کے بعد انہوں نے ان دونوں کو اکرام کے خواہے کر دیا..... اور  
ان کے بارے میں ہدایات بھی دیں..... پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف  
مڑے۔

”پہلے ہم اس کیس کو انتقام کا کیس خیال کرتے رہے ہیں..... اور یہ  
اس بات پر تھا کہ اجرام خیری صاحب نے ہمیں سرحد پار کرنے والے نوجوان  
کے بارے میں بتایا تھا..... لیکن اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اس نوجوان  
کے ہلاک کے باتے کا تعلق ان لوگوں سے نہیں ہے..... جو اجرام خیری پر  
حملہ کر رہے ہیں۔“

”لیکن ابا جان..... پہلے ان پر قاتلانہ جعلے بھی ہوئے ہیں..... اگر یہ  
لوگ ان سے کچھ اگلوانا چاہتے تھے..... تو پھر تو صرف اور صرف انگوای  
کوشش کرنی چاہتے تھی۔“

”ہاں! یہ بات ابھی تک میری بھجی میں نہیں آئی..... میں اس پہلو پر  
بھی خور کر رہا ہوں..... لیکن اس وقت بہت واضح بات یہ ہے کہ سائبیڈ کا نادر  
انچیف خالد غیان صاحب کے پاس کچھ بہت خوبیہ اور اہم تمہارے کاغذات  
تھے..... ابھی ہمیں یہ پہاڑیں چلا کر وہ کاغذات ان تک کیسے پہنچے؟ کب پہنچے  
..... بس حال وہ کاغذات وہ صدر صاحب کو پہنچانا چاہتے تھے..... انہوں نے  
اس کام کے لئے اجرام خیری کو چتا..... شاید اجرام خیری سے ان کے

دو سنا نہ تھنکات تھے..... فوج میں وہ ان کے ماتحت بھی رہے ہوں گے.....  
بہر حال انہوں نے وہ کانفڑات اجرام صاحب کو دے دیئے..... اور ایک  
خط لکھ کر اپنی بیکم کو دے دیا..... ماکہ اگر کسی وجہ سے کانفڑات صدر تک  
پہنچیں تو اس خط کے ذریعے اپنی معلوم ہو جائے..... لیکن خالد سفیان  
صاحب کی بیکم وہ خط صدر کو دعا بخول لے گیں۔

اوھرا جزا خیری کی دائری سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ کانفڑات لے  
کر صدر کی طرف رواں ہوئے تھے، لیکن ہامعلوم تھا آوروں نے کانفڑات  
ان سے چھین لیے..... اب مارے شرمندگی کے وہ یہ بات صدر صاحب کو ت  
بتائیں گے..... وہ اس خیال میں خاموشی القیار گر گے کہ اس راستے کوئی تمرا  
تو واقف ہے نہیں..... لذما صدر صاحب کو معلوم شیں ہو سکے گا انہیں کیا  
مطلوب تھا کہ خالد سفیان نے ایک خط اس سلطنت میں صدر کے نام بھی لکھ دیا  
تھا..... بہر حال انہوں نے اپنی شرمندگی کا ذرا کر اپنی دائری میں کر دیا..... یہ  
ہے کل کمائی..... اس کمائی میں سب سے بڑی الجھن یہ ہے کہ اگر کانفڑات  
خیری صاحب سے چھین لے گے تھے..... تو پھر اب کچھ لوگ ان کے پیچے  
کیوں پڑے ہیں اور وہ ان سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں ..... باپٹے وہ ان پر  
قاتلانے ملے کیوں کرتے رہے ہیں ..... یہ باقیں بست الجھن پیدا کر رہیں ہیں  
..... اور کچھ بھائی نہیں دے رہا۔ اس پیکھے جمشید یک دم خاموش ہو گئے۔

"ایک اور بات پر بیشان کرنے ہے جمშید..... ان تمل آوروں کو ان  
کانفڑات کے بارے میں کس طرح پہاڑل گیا..... جنہوں نے کانفڑات اجرام  
خیری سے چھینے ہیں۔"

"اس سوال کا جواب صرف اور صرف ایک ہو سکتا ہے۔" - فرزاد  
نے پت سے کہا۔  
"اور وہ کیا؟" -

"خالد سفیان کی یہوی۔"

"بلاکر نحیک..... بار بار مجھے یہ خیال آ رہا ہے..... صدر صاحب کو خط  
سے سلے مالد سفیان صاحب کی یہوی نے وہ خط خیری انداز میں کھوں کر  
..... معلوم ہو گیا کہ خط میں کیا بات لکھی ہے..... لذما اس نے  
بڑا افراد بات بتا دی اس نے ایسا کیوں کیا..... یہ بات فی الحال  
..... خیری صاحب سے ہے..... خالد سفیان صاحب کی یہوی شروع سے دشمنوں  
و دشمنوں نے اس سے یہ راز من کر اجرام  
یا اور کانفڑات چھین لئے۔"

"بس تو پھر..... ہماری پہلی بحرب خالد سفیان کی یہوی ہے۔"

"اور اس کی گھرانی اکرام کے ماتحت پوری ہوشیاری سے کر رہے  
ہیں..... لیکن میں خیال کرتا ہوں..... اب ہمیں اس سے مل کر دو ٹوک بات  
کرنا ہوگی..... مجھے یہ عورت نحیک تھیں لگ رہی..... اوھرا جزا خیری

و شنوں کے قبے میں ہیں..... جب کافدات ان کے پاس نہیں رہے ..... تو  
اب وہ لوگ ان سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں "۔  
”بہت الجھا ہوا کیسے ہے جشید“۔ پروفیسر بولے۔  
”جی ہاں! لیکن ایسے کیس میں مزا آتا ہے ..... جس میں دماغ کی چیزیں  
مل جائیں“۔

”وہ تو کب کی پلٹا شروع ہو چکی ہیں اپاچان“۔ فاروق نے مندیلایا۔  
اور وہ سکرا دیئے ..... میں اس وقت اکرام کے ایک ماتحت کافون  
انہیں موصول ہوا ..... وہ کہ رہا تھا۔

”سر ..... ایک مخلوک آدمی قائد سفیان صاحب کی کوشی میں داخل  
ہوا ہے ..... اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے اس انداز میں چاروں  
طرف کا چائزہ لیا ہے ..... میں وہ دیکھنا چاہتا ہو گوئی اس گھر کی گرانی تو نہیں  
کر رہا“۔

”فوراً“ ایک آدمی اندر داخل ہو کر ان کی گفتگو سخنے کی کوشش کرے  
..... میں بھی ہو ..... وہ اندر داخل ہو جائے، ہم آرہے ہیں ”۔ ایکل جشید  
لے کر۔

”بہت بہتر سر“۔  
”اس کی تصویر بھی بتائی جائے ..... گفتگو ریکارڈ ہو جائے تو بہت اچھا  
ہے“۔

”تھی بہتر؟“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

فون بند کر کے وہ ان کی طرف مڑے۔  
”بھیں ابھی اور اسی وقت خالد سفیان کے ہاں چلتا ہے ..... شاید ان کی  
یادی نے پریشانی کے عالم میں کسی کو فون کیا ہے ..... اور وہ اس سے ملنے آیا  
ہے“۔  
”تو پھر چلتے ..... اچھا ہے کام شروع ہو گیا“۔ محمود نے پرتوش انداز  
میں کہا۔  
”وہ فوراً“ خالد سفیان کی کوشی پہنچے ..... اکرام کا ایک ماتحت نہ چلتے  
کس کو نے سے کل کر ان کی طرف آگیا۔  
”ہاں بھی ..... کیا پورت ہے“۔  
”نمبر گیراہ کو اسی وقت اندر داخل کر دیا تھا مر ..... ابھی تک نہ تو  
طاقلی کی واپسی ہوئی“، دیگر گیراہ کی۔  
”اوہ ..... اچھا ..... محمود ..... دروازے پر دستک دو“۔  
”جی اچھا“۔ اس نے کہا اور آگے پڑھ کر گھنٹی کا پیش دیا ہوا۔  
جلد ہی ایک بوڑھا طالع مہاجر لگا۔  
”تھی فرمائیے“۔  
”یہ ٹھارے گاڑی ہیں ..... اندر پنچا دیں ..... بھیں یکم صاحب سے ابھی  
اور اسی وقت ملتا ہے ..... میرا مطلب ہے ..... وہ دیر ہرگز نہ لگائیں“۔  
”جی ..... کیا مطلب؟“ اس نے چوک کر کہا۔

"مطلوب سمجھانے کا وقت نہیں ہے..... وہ خطرے میں ہیں..... آپ  
جلدی کریں۔" -  
"ارے باپ رے۔" یہ کہ کرو اندر کی طرف دوڑ گیا۔  
"یہ آپ نے کیسے کہ دیا کہ وہ خطرے میں ہیں۔" -  
"بان! میرا خیال یہی ہے..... وہ شخص کہیں اسے بلاک نہ کروے۔"  
"انہا پناہ حرم فرمائے۔" فاروق نے کاپ کر کہا۔  
میں اس وقت دروازہ مکھلا اور انہوں نے ایک شخص کو باہر آتے  
دیکھا، لیکن یہ وہ ملازم نہیں تھا، جو ان کے کارڈ لے کر گیا تھا۔ وہ سمجھ گئے  
.... کہ یہ وہ ملاظی ہے۔

"ایک منٹ جتاب۔" ان پکڑ بھیڈ بول اٹھے۔  
وہ چونک کران کی طرف ہوا۔ اس کے چہرے کارنگ اڑنا نظر آیا۔

\*\*\*\*\*

انتظار کر رہا ہوں  
"تھی..... فرمائیے۔" -  
"آپ کی تعریف؟" - وہ بولے۔  
"میں سمجھا نہیں۔" اس کے لمحے میں جوت تھی۔  
"آپ کام کیا ہے..... آپ یہاں کیا کرنے آئے تھے۔" -  
"آپ سمجھ سے یہ بات کیوں پوچھ رہے ہیں..... میرا اس گھر سے کوئی  
تعلق ہو گا تو میں آیا ہوں نا۔" -  
"ہاں..... نمیک ہے..... آپ کام گھر سے کوئی تعلق ہے..... یہی تو  
ہم جا لے چاہتے ہیں..... وہ تعلق کیا ہے۔" -  
"لیکن میں آپ کو یہ باتیں کیوں بتاؤں..... آپ کون لوگ ہیں۔" -  
"ہمارا تعلق..... پولیس سے ہے۔" -  
"تھی پولیس سے..... کیا مطلب۔" - وہ اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں  
میں خوف دوڑ گیا۔

"ہاں تھی..... اب تو آپ بنا دیں ..... آپ کا نام کیا ہے"۔ فاروق نے  
ٹھریہ انداز میں کہا۔  
"سوال یہ ہے کہ آپ میرا نام کوں جانا چاہتے ہیں"۔  
"بس جانا چاہتے ہیں ..... آپ بنا ناکیوں نہیں چاہتے"۔ محمود نے جملے  
کر کہا۔

"اُنکی کوئی بات نہیں ..... میرا نام بھر قاضی ہے"۔  
"بھر قاضی صاحب ..... آپ کا اس گھر انے سے کیا تعلق ہے"۔  
"میں اس وقت دروازہ کھلا اور یورڈھا طاہزاد اندرونی داخل ہوا۔  
"آئیے جاتا ..... تکم صاحب آپ کو بلاد عی ہیں"۔  
"اوہ اچھا"۔ انہوں نے کہا "پھر بھر قاضی کی طرف مڑے۔  
"آپ کا اس گھر سے کیا تعلق ہے ..... آپ کا پاہا کیا ہے ..... آپ کا  
شناختی کارڈ کہاں ہے ..... ان سے یہ معلومات لے کر انہیں جانے دیا جائے  
.... اگر ان کے پاس اپنا شناختی کارڈ نہ ہو تو انہیں فی الحال روک کر رکھیں ....  
پہلے ہم خالد سفیان صاحب کی پیوہ سے ملاقات کریں گے"۔ انہوں نے  
اکرام کے ماتحت سے کہا۔

"یہی مطلب ..... آپ مجھے کیسے روک سکتے ہیں"۔  
"اگر آپ کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہے ..... اور ہمیں آپ پر کسی قم  
کا لٹک بھی ہے تو ہم آپ کو روک سکتے ہیں ..... اپنا اطمینان ہونے تک ...  
جب آپ ہمارا اطمینان کر دیں گے ..... تو ہم آپ کو جانے دیں گے"۔

"یہ بھیج بذاق ہے ..... میں ایک آزاد ملک کا آزاد شری ہوں .....  
اور بغیر کسی جرم کے لئے روکا جا رہا ہے"۔ اس نے بھنا کر کہا۔  
"ایک آزاد ملک کے آزاد شری کے پاس ہوت اپنا شناختی کارڈ ہو نا  
چاہئے ..... اس صورت میں اسے پریشان نہیں انھما پرے گی ..... کیا آپ کے  
پاس کارڈ ہے"۔  
"بالکل ہے"۔ اس نے جملہ کر کہا۔  
"تب آپ صرف کارڈ دکھادیں ..... اور اپنے گھر پلے جائیں ..... ہم  
خود آپ سے رابط کر لیں گے"۔  
"رابط کر لیں گے ..... کیا مطلب ..... آخر مجھ سے رابط کرنے کی آپ  
کو کیا ضرورت پیش آئی"۔  
"ہم اس ضرورت کی وضاحت فی الحال نہیں کر سکتے"۔  
"لیکن کوئی نہیں کر سکتے"۔  
"اگر آپ کے پاس کارڈ ہے ..... اور آپ نے کوئی جرم نہیں کیا .....  
تو آپ کو کوئی پریشانی کوئی نہیں ہے ..... یہ بات سمجھ میں نہیں آئی"۔ اسکلر جیشید  
نے اسے گھورا۔  
"مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے"۔ وہ چلا نہیں۔  
"آہست آواز میں بات کریں"۔ اسکلر جیشید سرو آواز میں بو لے۔  
"لیا بات ہے احسان پچھا ..... آپ طاقتیوں کو امن در نہیں لائے"۔

"تب پھر اُسیں بھی ساتھ اندر لے آئیں ..... یہ باہر کیوں کھڑے ہیں"۔ یہوی نے منہ بنا لایا۔

"چلے ٹھیک ہے ..... کوئی اعتراض نہیں"۔

اپ وہ سب ڈر انگر روم میں آئیں۔

"تیرے آپ کے بھائی ہیں"۔ انپلز جمیش نے پوچھا۔

"تیرے آپ کو اس بات میں کوئی لٹک ہے ..... یہوی نے منہ بنا لایا۔

میرا نام "مشود" ہے"۔ وہ تک کر بولی۔

"تب تو آپ واقعی سمجھے۔ بن بھائی ہیں ..... بھائی مشر..... بن مشرہ"۔

وہ طنزیہ انداز میں بولے۔

"کیا آپ ہمارے ناموں پر بھی اعتراض کریں گے"۔

"نہیں ..... بالکل نہیں ..... کیا آپ کے بھائی اکثر آپ سے منے کے لیے آتے رہتے ہیں"۔

"اکثر نہیں ..... بھی بخار"۔

"آج جو یہ آئے ..... تو آپ نے فون کیا تھا یہ خود مٹکے لیے آئے ہیں"۔

"یہ خود مٹکے آگئے ہیں ..... آخر آپ ایسے سوالات کیوں پوچھ رہے ہیں ..... کیا سماں بھائی اپنی بمن سے مٹکے لیے بھی نہیں آ سکتا"۔

"بالکل آ سکتا ہے ..... ضرور آ سکتا ہے ..... کیوں نہیں آ سکتا"۔ انپلز بخشنیدہ جلدی جلدی بولے۔

انہوں نے خالد شیان کی یہ وہ کی آواز سنی ..... اب وہ اندر کی طرف ہٹے۔

"محترم ..... آپ کا اس ملاقلہ سے کیا تعلق ہے"۔ انپلز جمیش نے فوراً کہا۔

"کیوں کیا بات ہے؟"۔ وہ حیران ہو کر بولیں۔

"بات ہم بعد میں بتائیں گے ..... پہلے آپ یہ بتائیں ..... آپ کا ان سے کیا تعلق ہے"۔

"یہ ..... یہ میرے بھائی ہیں"۔

"کیا کہا ..... بھائی ..... سمجھے بھائی"۔

"ہاں! یہ میرے سمجھے بھائی ہیں"۔

"کیا واقعی"۔ محمود کے لجے میں حیرت تھی۔

"اس میں کیا لٹک ہے"۔

"تب پھر یہ بات بتانے میں انہوں نے کیوں دیر لگائی"۔

"کیوں مشر ..... اگر یہ آپ کا نام اور مجھ سے تعلق پوچھ رہے تھے تو آپ نے کیوں نہیں بتایا"۔

"مجھے حیرت ہو رہی تھی ..... کہ آخر یہ لوگ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔

"ابھی آپ کو اور حیرت ہو گی ..... آپ سے ہم بعد میں بات کریں گے، پہلے بیگم صاحبہ سے بات کر لیں"۔

"خدا کا شکر ہے..... بہتر تم آئے تو..... میں تو ہست پر بیٹھاں گئی"۔ یہ  
آواز بہترہ کی تھی۔  
"ایسی کون سی بات ہو گئی"۔  
"بیان اپنکے جیشید آئے تھے"۔  
"پھر..... آئے تھے تو اس سے کیا ہوتا ہے"۔  
"اوہو..... وہ اس خط کے بارے میں پوچھ رہے تھے..... یہ کہ آخر  
میں نے وہ خط ایک ماہ بعد صدر صاحب کو کیوں دیا ہے..... میں نے انہیں  
ہتھ دیا کہ میں بھول گئی تھی..... لیکن میری اس بات پر شاید انہوں نے لیکھن  
نہیں کیا"۔  
"تو کیا ہوا..... بس تم بھول گئی تھیں..... اس میں تمہارا کیا قصور"۔  
"لعل..... لیکن"۔  
"اوہو..... بس رہنے والے دو لیکن ویکن کو..... جب تم بھول گئیں تو اس  
میں تمہارا کیا قصور"۔  
"تو میں بے فکر ہو جاؤں"۔  
"ہاں بالکل"۔ بہتر نے جواب دیا۔  
"تم نے میرے ذہن سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا"۔  
"بالکل نہیں..... تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں"۔  
اس کے بعد دونوں نے اور حرادھر کی ہاتھیں شروع کر دیں..... انہوں  
نے یہ سب ہاتھیں بھی سینیں..... آخر ٹیپ ختم ہو گئی۔

"تب پھر آپ کو اعتراض کیا ہے"۔  
"بس کر نہیں سکتا..... اعتراض ہے یا نہیں..... اعتراض ہو بھی سکے  
ہے اور نہیں بھی"۔  
"یہ کیا بات ہوئی..... کیا آپ وضاحت کریں گے"۔ بہتر قاضی نے  
جھلا کر کہا۔  
"تم ازکم میں وضاحت کرنے کی کوشش ضرور کر سکتا ہوں"۔  
"تو پھر کریں"۔  
"محمود..... نمبر گیارہ کو جاؤ"۔  
"تھی بہت بہتر"۔ اس نے کہا اور باہر کی طرف مڑ گیا۔  
"کیا مطلب یہ نمبر گیارہ کون ہے"۔ بہتر نے جیران ہو کر پوچھا۔  
"ایک مٹ..... ابھی وضاحت کر تا ہوں"۔  
اسی وقت اکرام کا تخت محمود کے ساتھ کمرہ میں داخل ہوا۔  
"کیا رپورٹ ہے"۔  
"اُن دونوں کے درمیان چوپاتھ چیت ہوئی..... وہ میں نے ریکارڈ کی  
ہے سر"۔  
"کیا مطلب؟"۔ دونوں ایک ساتھ ہو لے۔  
"ڈکٹنکو سناؤ"۔  
اس سے ہٹن دیا دیا..... آوازیں سنائی دیتے گئیں۔

"آپ اس بات بیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

"پکھ نہیں..... آپ کیا جاتے ہیں یہ نہیں۔" - مبشر نے بھنا کر کہا۔

"آپ کی بہن صاحبہ آخر کس بات سے پریشان ہیں۔"

"آپ لوگوں کا کہیں آنا بھی تو پریشانی والی بات ہے..... یہ آپ کی آمد سے پریشان ہو گئی تھیں..... کہ کہیں آپ ان پر کسی قسم کا شک نہ کریں..... لہذا انہوں نے مجھے فون کیا..... اپنی پریشانی کی بات کی..... بس میں اپسیں دلار دینے کے لیے یہاں آگیا..... کیا ایسا کرنا جرم ہے۔" - اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میں یہ جرم نہیں ہے..... محترم..... آپ کی شادی خالہ سفیان مرحوم سے کہ ہوئی تھی۔"

"جی آج سے میں سال پائے۔"

"اس وقت کی تصاویر کا کوئی ابرم ہو گا آپ کے پاس؟"

"کیوں؟" وہ چوکی۔

"اس ابرم میں آپ کے بھائی کی تصاویر بھی ہوئی چاہئیں۔"

"آپ کا مطلب ہے..... آپ کو اس بات میں شک ہے..... کہ یہ بھرے بھائی ہیں بھی یا نہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے..... اگر تصاویر میں یہ موجود ہیں تو ہمیں کم اک

اس بات پر یقین ہو جائے گا..... کہ یہ آپ کے بھائی ہیں۔"

"اچھی بات ہے..... میں ابم لاتی ہوں..... آپ جیسے تھی مراج لوگ میں نے آج سے پہلے نہیں دیکھے۔" - اس نے تمثلاً کر کما اور پاؤں پر کر انہوں کھڑی ہوئی۔

"اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں..... آپ اگر اپنے شوہر کا دیا ہوا خط اپنے پاس ایک ماہ تک نہ رکھتیں تو ہم بھی آپ پر شک نہ کرتے۔"

"کیا مطلب..... کیا آپ یہ شک کر رہے ہیں کہ میں نے خط جان بو جھ کر اپنے پاس رکھے رکھا۔"

"ہاں محترم..... ہمارا خیال یہ ہے۔"

"اوہ نہیں..... یہ غلط ہے..... میں بھول گئی تھی۔"

"دیکھئے محترم! آپ اس بات کا کوئی ثبوت ہرگز ہرگز پیش نہیں کر سکتیں..... کہ آپ بھول گئی تھیں۔"

"اوہ..... اوہ ہاں..... یہ تو ہے۔" - یہ کہتے وقت وہ پریشان ہو گئی۔

"ہاں تو پھر..... آپ ذرا جلدی کریں اور ابرم لے آئیں۔"

وہ گئی اور چند منٹ بعد ابرم لے آئی..... ابرم میں اس کے بھائی کی تصاویر موجود تھیں..... ان میں انہوں نے خالہ سفیان کی تصاویر بھی دیکھیں پھر ابرم میں سے انہوں نے چند تصاویر نکال لیں۔

"یہ تصاویر چند روز کے لیے بطور اہانت ہمارے پاس رہیں گی..... آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔"

"بھی نہیں۔"

"آپ نہیں جانتے..... وہ ہمارا کتنا خیال کرتے ہیں"۔  
"اور آپ بھی نہیں جانتے..... وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں"۔ قارون  
سکرایا۔

"خیر خیر..... اب اگر آپ نے ہمیں پریشان کیا تو ہم ان سے ضروریات  
کریں گے اور اس وقت آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ ہمیں کتنا چاہتے  
ہیں"۔

"ہمیں ضرورت محسوس ہوئی تو ہم آئیں گے..... آپ ضرور اپنیں  
نون کر لجھے گا..... اور اب ایک بات اور نوٹ کریں..... آپ بغیر ایجازت  
شہر سے باہر جانے کی کوشش نہ کیجئے گا..... ورنہ آپ کو گرفتار کیا جاسکتا  
ہے"۔

"یہ ایک اور کمی آپ نے..... اب تو ہمیں صدر صاحب سے بات کرنا  
ہی پڑے گی"۔

"آپ ایسا کرنے کے لئے پوری طرح آزاد ہیں..... آؤ بھی چلیں"۔  
اور انہوں کھڑے ہوئے..... جو نبی باہر نکلے..... ایک آواز نے ان کے  
قدم روک لئے۔

"میں بت دیں سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں"۔

\*\*\*\*\*

"جس گھر سے آپ کی رخصتی ہوئی تھی..... کیا مبشر صاحب اب بھی  
اس گھر میں رہتے ہیں؟"۔

"جی ہاں! وہ ہمارا آیا تی گھر ہے"۔ مبشر نے کہا۔

"اس گھر کا چاہا اور فون نمبر دے دیں"۔

"319 گارڈن روڈ"۔ اس نے بتایا۔

"ٹھکری یہ"۔ یہ کہ راتنوں نے جیب سے نوٹ بکٹھا کیا۔ اس پر پتا  
لکھا..... پھر ایک اور کافنڈ پر کچھ لکھ کر ورق پھرزا اور محمود کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کافنڈ باہر موجود اکرام کے آدمی کو دے دو"۔

"جی بھتر"۔ محمود نے کافنڈ لیا اور باہر چلا گیا۔

"معلوم ہوتا ہے..... آپ ہم پر پورا پورا شک کر رہے ہیں"۔ مبشر  
نے کہا۔

"ہاں! اس میں شک نہیں..... حالات ہی ایسے ہیں"۔

"اچھی بات ہے..... آپ شک ضرور کریں..... لیکن مریاں فرمائیں  
پریشان نہ کریں..... اگر ہمارے بارے میں کوئی ثبوت آپ کو مل جائے تو  
آپ ضرور ہمارے پاس آئیں..... ورنہ میں صدر سے بات کروں گی کہ  
ہمیں بلاوجہ پریشان کیا جا رہا ہے"۔

"ہم آپ کو ہرگز بلاوجہ پریشان نہیں کر رہے..... ملاقات کرنے کی  
سموس وجہ موجود ہے..... اور آپ لیکھن کریں..... صدر صاحب ہمیں نہیں  
روکیں گے"۔

## میں بتاتا ہوں

انہوں نے دیکھا وہ خالد سفیان کا گھر بیٹھ ملازم تھا..... اسی نے ان کے لیے دروازہ کھولا تھا..... اس کی بات سن کر وہ بہت حیران ہوئے۔  
”بہار انتظار..... خیر تو ہے“۔

”ہاں جناب! میں ہست دیر سے آپ کا انتظار کر رہا تھا..... میں اس کفر کا ہست پر انا ملازم ہوں..... میرا نام سعید احمد ہے..... کیا آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں گے؟“۔

”ہاں ضرور کیوں نہیں“۔  
”تب پھر آپ کو میرے کوارٹر میں چلنا ہو گا“ میں یہاں بات نہیں کر سکتا۔

”چار“۔ اسپرکم جمشید نے فوراً کہا۔  
”وہ اپنی کوارٹر میں لے آیا..... چار پانچ یہ انسیں بخhalbایا اور بولوا۔  
”یہ خاندان ہست پر اسرار ہے صاحب“۔  
”کیا مطلب؟“۔ وہ چوکے۔

”جمہل تک خالد سفیان صاحب کا تعلق ہے..... وہ تو بالکل فٹ آؤی تھے..... لیکن یہم صاحب اپنی محورت نہیں ہیں“۔

”یہ تم کیسے کہ سکتے ہو؟“۔

”میں نے آکٹھی چھپ کر ان کی ہاتھیں سنی ہیں..... ایک روز میرے کان میں ایک جملہ پڑ گیا تھا..... اس روز کے بعد میں ان کی ہاتھیں چھپ کر سننے لگا کیونکہ میں مجبور ہو گیا تھا۔“  
”اور وہ جملہ کیا تھا؟“۔

”یہم صاحب اپنے بھائی سے کہ رہی تھیں..... آخر تم خالد کا کامیاب نکالو گے..... میں اب تک آگئی ہوں“۔

”اوہ نہیں“۔ وہ دھک سے رہ گئے۔

”اور پھر ایک دن وہ اچانک مر گئے..... حالانکہ وہ تھیک تھا تھے۔“  
”ہمیں تفصیل سے بتاؤ“۔

”میں اس وقت کو اڑ رہیں گی کھٹکی نہ اخھی۔“

”اوہ او، مجھے بلارہے چیز..... اب میں کیا کروں“۔

”جانا تو پرے گا..... ورنہ اشیں تک ہو جائے گا..... آپ جائیں اور ان کا کام کر آئیں..... ہم آپ کا انتظار کریں گے۔“

”وہ کوئی لمبا کام بھی نہ سکتے ہیں“۔

”اس صورت میں آپ ہمیں اگر بجاویں..... کہ کام لمبا ہے..... ہم انتظار کر لیں گے۔“

"مازمنت چھوڑنے کی بست کوشش کی..... چھوڑ نہیں سکا..... جب تک کوئی اور مازمنت نہ مل جائے؟ کیا کر سکتا ہوں..... میرے بھی آخر بچے ہیں..... بیوی ہے"۔

"اچھا خیر..... آپ نہیں کیا تباہا ناچاہتے ہیں"۔

"یہ کہ میں ان کی باتیں ستارہا ہوں..... یہ دونوں چھپ کر خالد سقیان کے خلاف باتیں کرتے رہے ہیں..... آخر وہ بے چارے مر گئے..... لیکن یہ اب بھی ان کی برائی کرنے سے باذ نہیں آئے اور ان کی باتیں کر کے خوب ہستے ہیں"۔

"بس..... کیا یہی بتائے کے لیے آپ نے ہمیں روکا تھا"۔ اسکے بعد پولے۔

"کیا آپ کے خیال میں یہ بات اہم نہیں ہے..... خالد سقیان کوئی عام آدمی نہیں تھے..... فوج کے کمادر اچیف تھے"۔ سعید احمد نے بر امان کر کھا۔

"اوہ ہاں! معاف کیجئے گا..... ہم بھول گئے تھے..... واقعی یہ بست اہم بات ہے..... خاص طور پر بیکم خالد کا یہ جملہ..... کہ آخر تم خالد کا نایا کب نکالو گے..... اس کا مطلب ہے..... یہ دونوں نہیں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنائے گئے تھے"۔

"آپ اتنی دیر تک انتظار کر لیں گے"۔ اس کے بعد میں بھی جرت تھی۔

"باقی ایوں نہیں کریں گے"۔ اسکے بعد مکارے۔

"میں نے تو سنا ہے..... آپ اس حد تک مصروف رہتے ہیں کہ آخر اوقات کھانا کھاتے کی بھی فرمت نہیں ملتی"۔

"وہ مصروفیات یہی تو ہوتی ہیں..... کیس کے سلطے میں ہم اکثر کھانا کھیتیں کھاتے..... لذدا اس وقت ہم انتظار کریں گے"۔

"میریے! میں کوشش کروں گا، جلد لوٹ آؤں"۔

پھر وہ چلا گیا..... پندرہ منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی..... پھرے پر تاؤ ٹکواری تھی۔

"کم بخنوں نے مجھ سے شراب ملنگا ہے"۔

"کیا مطلب..... کیا یہ شراب پیتے ہیں"۔

"ہاں! اس کا بھائی جب بھی یہاں آتا ہے..... دونوں مل کر شراب پیتے ہیں"۔

"اور آپ اپنیں شراب لا کر دیتے ہیں..... آپ کون سا اچھا کام کرتے ہیں..... اس سے یہ کہیں بھتر ہے کہ آپ یہ مازمنت چھوڑ دیں"۔ فرزان نے بتایا۔

"یہی میں کہتا چاہتا ہوں..... لیکن یہ لوگ ان پر وارن کر سکے..... وہ بہت محاط تھے..... ہر قسم کی احتیاط کرتے تھے..... شاید اپنیں بھی اپنی یوں اور یوں کے بھائی پر ٹیک ہو گیا تھا۔"

"ہوں..... جو سلتا ہے۔" - محمود نے سر بلایا۔

"یہ جو جملہ ہے..... تم ان کا کامنا کب نکالو گے..... یہ ان کے فون سے رنجائز ہونے سے پہلے کاہے یا بعد کا۔"

"بعد کا۔۔۔ جب تک وہ فوج میں رہے..... اس وقت تک دونوں ان کی بہت قدر کرتے رہے۔ ان کی ذرا اور اسی بات کا بہت خیال کرتے تھے..... ان کے کام دوز و وزکر کرتے تھے..... ان کے آگے پیچھے گویا دم بلاتے تھے..... ان دونوں میں نے بھی یہ محسوس نہیں کیا کہ بیکم صاحب ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہیں..... لیکن پھر جب وہ رنجائز ہو گئے تو انہوں نے ان کی پروا کرنا بالکل چھوڑ دیا تھا..... وہ انہیں بلاستہ رہتے تھے..... تب بھی یہ ان کے پاس جا کر یہ نہیں پوچھتے تھے کہ کیا بات ہے..... جب وہ بار بار بلاستہ تو بھی نکل آگز مجنہ بھج دیتے تھے..... میں ان کے پاس جماعت وہ جھلا جاتے اور چلا کرتے..... میں نے نہیں نہیں..... بیکم کو بلالا ہے..... میں بیکم صاحب سے جا کر کتا کہ صاحب آپ کو بیمار ہے ہیں..... تو بھی یہ نہیں علیقی نہیں۔"

"اوواوو۔" - وہ جو نکل اٹھے..... ان کے چہروں پر جوش طاری ہو گیا۔

"یہ آپ بہت خوفناک باتیں بتا رہے ہیں۔" - انسکرچ شید ہو لے۔

"میں نے ہو محسوس کیا ہے..... جو سنائے..... وہیان کر رہا ہوں۔"

"آپ کا شکر یہ..... اور کوئی بات؟"

"ایک دن میں نے بیکم صاحب کو کہتے سناء..... خالد نے مجھے ایک خط دی ہے..... اور کہا ہے..... میں وہ خط صدر صاحب کو دے دوں..... میں نے اس خط کو پڑھ لیا ہے مہش۔" کیا کہا..... تم نے پڑھ لیا ہے..... اور کھوکھا کیے بھاپ سے..... تم غفرنہ کرو..... میں اتنی کمی نہیں۔" پھر..... اس خط میں کیا لکھا ہے۔" اس کے جواب میں اس نے اپنا منہ مہش کے کان سے لگادیا..... اور میں سن نہ سکا..... کہ خط میں کیا لکھا ہے..... اور اسی روز وہ مر گئے۔"

"کیا کہا..... خط دینے والے روز یعنی وہ مر گئے۔"

"ہاں، ان کا بارٹ فیل ہو گیا تھا..... ڈاکٹر نے یہ بیان کیا تھا۔"

"ان کے ڈاکٹر کا نام کیا ہے۔" - انسکرچ شید ہو چکا۔

"ڈاکٹر اسد۔"

"ان کا پاتا ہاتھے ہیں آپ۔"

"ہاں، ایکوں نہیں..... مجھے اکثر ان کے لیکن پر ان کی دو اولاد کے لیے جانا پڑتا تھا..... ان کا نیکنک ۹۰ شاہ بان روڈ پر ہے۔"

"یہیں اب بھی ڈاکٹر اسد یہاں آتے ہیں۔"

"ہاں! اکثر..... ان کا یہاں کافی آنا جانا ہے..... بیکم صاحب اور مہش صاحب دونوں انہیں بہت پسند کرتے ہیں۔"

"بہت بہت شکر یہ..... آپ نے واقعی بہت اہم باتیں بتائی ہیں..... اور یہ باتیں بہت خوفناک ہیں..... آپ ہرگز یہ ظاہرنہ ہونے دیں کہ آپ

نے ہم سے ملاقات کی ہے..... ہم اب یہاں سے خاموشی سے رخصت ہوں گے..... اگر آپ کسی قسم کا خطہ را پے لیے محسوس کریں تو اس گھر کو.....  
مگر نہیں..... اب ہم آپ کو یہاں نہیں پہنچ سکتے..... آپ ہمارے ساتھ ہی چلیں"۔

"جی..... کیا مطلب..... اور میری طازمت"۔

"آپ کو اس سے بہت اچھی طازمت مل جائے گی..... پریشان ہوئے کی ضرورت نہیں..... اب آپ یہاں نہیں رہ سکتے"۔

"کیا میں اپنیں کچھ بتاؤں بھی نہیں"۔

"نہیں..... کوئی ضرورت نہیں"۔

وہ اسے ساتھ لے باہر آگئے..... گاڑی کو دھکیل کر کچھ دور لے آئے..... اسکے انجین کی آواز اندر سنائی نہ دے سکے۔

باہر اکرام کے ماتحت موجود تھے۔

"اس گھر کی پوری نگرانی جاری رہے گی..... کوئی آئے..... اس کا تعاقب کیا جائے گا..... مگر کے افراد کہیں جائیں تو..... تعاقب کیا جائے گا"۔

"لیں ہر"۔

"اور ساتھ ساتھ مجھے روپرٹ دی جائے گی..... یہ دو افراد نظریوں سے اوچھا نہ ہونے پائیں"۔

"اگر یہ فرار ہونے کی کوشش کریں سر"۔

"تو اسیں گرفتار کر لیا جائے..... لیکن وغیرہ میں نہ لایا جائے..... بلکہ خیر  
نمکان نمبر ۱ پر پہنچا دیا جائے"۔  
"اچھی بات ہے سر"۔  
اور وہ آگے بڑھ گئے..... سعید احمد کو انہوں نے فی الحال بیکم جیشید  
کے حوالے کیا۔

"بڑے ہیاں تمہارے پاس ایک آدھ دن رہیں گے..... اسیں کھانا  
وغیرہ کھلانیں" اس دوران ہم ان کی طازمت کا بندوبست کر دیں گے۔  
"اچھی بات ہے..... آپ بھی تو کھانا کھائیں"۔

"اس وقت ہم نہیں رک سکتے بیکم..... بہت ہم کام ہے"۔  
اور وہ ڈاکٹر اسکے کلینک کی طرف روانہ ہو گئے..... راستے میں ہی  
انہوں نے اکرام کو فون پر ہدایات دے دیں کہ ڈاکٹر اسکے کھل مگر انی  
شروع کر دی جائے اور خالد غیان کی قبر کھود کر ان کی نعش نکالنے کی فوری  
اجازت حاصل کی جائے..... نعش نکلو اکرام کا پوست مارٹم کرایا جائے"۔

"بہت بہتر سر"۔ اکرام نے فوراً "ہو اپ دیا۔  
شادیاں روڈ پر اسیں ایک بہت شاندار کلینک نظر آیا..... انہوں نے  
اپنے کارڈ اندر بھجوائے تو ڈاکٹر اس نے اسیں فوراً "بلائیا۔  
"فرمائیے..... کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔  
"محمود..... تم ذرا گاڑی میں سے میری عینک نکال لاؤ"۔

"ہاں محمود..... جب میں نے تمہیں عینک لینے کے لیے بھیجا تھا تو تم نے  
باہر آگر کیا کیا تھا۔" - یہ کہتے وقت وہ مسکرا دیئے۔  
محمود نے اپنیں بتاؤ یا کہ اس نے کیا کیا تھا۔  
"بہت خوب..... بالکل حیک" - انہوں نے خوش ہو کر کہا۔  
پھر انہوں نے گھر فون کیا اور بولے۔  
"بیکم ذرا سماں سے بات کرانا۔"  
"ہی اچھا۔" - انہوں نے کہا "پھر سعید احمد کی آواز سنائی دی۔  
"ہاں جناب..... سعید احمد بیات کر رہا ہوں" -  
"یہ بتائیں..... کیا بھی خالد سفیان مر جوں کو دل کا درورہ بھی پڑا تھا۔"  
"میرے علم میں نہیں..... گھر میں ایسا ذکر بھی نہیں آیا۔"  
"شکریہ..... کیا آپ دون رات وہیں رہتے تھے۔"  
"ہاں جناب! بہتے میں صرف ایک دن کے لیے مجھے گھر جانے کی پھیشی  
لتی تھی۔"  
"اور جب بھی آپ پھیشی کا دن گزار کر آئے..... آپ نے یہ نہیں نہ  
کہ کل صاحب کو دل کا درورہ پڑا تھا..... نہ اس سلسلے میں پہنچ دلانے والے  
آئے۔"  
"نہیں..... بالکل نہیں ..... بلکہ میں تو کہتا ہوں ..... اپنیں دل کی  
تفصیل تھی ہی نہیں۔"  
"اوہ اچھا..... فون بیکم کو دے دیں" -

"جی..... جی اچھا۔" - محمود نے بوکھلا کر کہا ..... کیونکہ وہ تو عینک لگاتے تھے  
نہیں تھے ..... تو گاڑی میں عینک کیسے ہو سکتی تھی ..... لیکن ان کا یہ کہنا بلاوجہ  
نہیں تھا..... لہذا وہ فوراً "باہر نکل آیا اور گاڑی میں آگیا ..... چند لمحے سوچنا  
رہا، پھر اس نے کار میں بیٹھے بیٹھے ایک کام کیا ..... قارغ ہوتے ہی عینک میں  
آگیا اور ان سے بولا۔  
"عینک گاڑی میں نہیں ہے ایجاداں" -  
"اوہ اچھا تھیک ہے ..... جیسے جاؤ ..... ہاں تو ڈاکٹر صاحب ..... آپ بتا  
رہے تھے خالد سفیان صاحب کی موت ہارت لیں ہونے کی وجہ سے ہوئی  
تھی" -  
"جی ہاں..... بالکل" -  
"کیا انہیں پہلے سے دل کی تکفیف تھی" -  
"بالکل تھی اور وہ مجھ سے اسی علاج کر ا رہے تھے" -  
"کیا انہیں پہلے بھی دورہ پڑا تھا بھی" -  
"جی..... جی ہاں!  
"آپ نے بتایا ہی نہیں ..... معلمہ کیا ہے" -  
"کچھ وقت گزرنے پر بتا سکتا ہوں ..... اس وقت نہیں" - یہ کہ کرو وہ  
انہوں نے کھڑے ہوئے۔  
"کوئی بات نہیں" -  
اور پھر وہ عینک سے نکل آئے۔

"جی بھر"۔ اس نے کہا۔

"جی جناب..... کیا حکم ہے"۔ ان کی آواز سنائی دی۔

"بڑے میان کی حفاظت کے انتظامات کرو ..... بلکہ دفتر سے بھی محمد حسین آزاد اتو جید احمد کو اس کے ماتحتوں سمیت بلاو"۔

"کیا کوئی بڑا خطرہ سر بر ہے"۔

"ہاں امیں محسوس کر رہا ہوں"۔

"اچھی بات ہے ..... میں ابھی اپنا کام شروع کرتی ہوں ..... آپ پریشان نہ ہوں ..... بڑے میان کو ان شاء اللہ کوئی تھکان نہیں پہنچے گا"۔

"ٹھکری یہ"۔ وہ بولے۔

اسی وقت دوسرے فون کی گھنٹی بیجی ..... اس طرف اکرام تھا۔

"غش نکوانے کا جائز نامہ حاصل کر لیا گیا ہے سر"۔

"تو پہنچ جاؤ ہاں ..... اور غش کا پوست مار گراو ..... پوست مار نہ ہو ڈاکٹر کریں گے ..... ان کے نام بھی سن لو ..... اور یہ سارا محاکمہ خفیہ رکھتا ہے ..... کسی کو کافیں کافی نہ چلے کے کس کی غش نکوانی گئی ہے"۔

"کیا آپ کوئی بڑا خطرہ محسوس کر رہے ہیں"۔

"اگر مجرموں کو سن گن مل گئی ..... تو ضرور بڑا خطرہ ثابت ہوں گے"۔

"اوکے ..... آپ ٹھرن کریں"۔

فون بند کرنے پر وہ سرداور نے بے چین ہو کر کہا۔

"کیا تم یہ سوچ رہے ہو جسید ..... کہ خالد سفیان کو قتل کیا گیا ہے"۔

"اس کے امکان بہت زیادہ ہیں"۔

"تب یہ ایک بہت سمنی خیز خبر ہو گی"۔

میں اس لئے اکرام کے ایک ماتحت کی طرف سے روپرست موصول ہوئی۔

"سر! خالد سفیان کے گھر سے شراب کے نئے میں بھوتا ہوا ایک شخص اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا ہے ..... ہم اس کے تعاقب میں بارہ ہے ہیں ..... دو آدمی بدستور ہماں رہیں گے"۔

"اودہ اچھا"۔ وہ بولے ..... ہم کہ رہے ہیں ..... مرزاک کی پوزیشن ناتے رہتا ..... فون بند نہ کرنا"۔

"اوکے سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

جلد ہی وہ مبشر کا تعاقب کر رہے تھے ..... آخر وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا ..... دروازہ اندر سے بند کر لیا گیا ..... اسکے بعد جسید نے آس پاس کے بند آدمیوں سے مبشر کے بارے میں پوچھا ..... ایک پڑوسی نے بتا۔

"اس کا پاپ جاہانی تھا ..... اس کے بارے میں کچھ لوگ کہتے ہیں ..... بھی جاہانی ہے ..... کچھ کہتے ہیں ..... نیں یہ مسلمان ہو گیا تھا ..... لہذا اسکی کوئی بات معلوم نہیں ہے"۔

انہوں نے اور بھی چند لوگوں سے پوچھا ..... ایسے میں ایک شخص نے پڑا سر انداز میں کہا۔

"آپ لوگ میرے ساتھ آئیں ..... میں ہتھا ہوں آپ کو"۔

"اس لیے کہ میں مسلمان ہوں..... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہوں اور آپ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا..... جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا تو یہ ووگ کون ہوتے ہیں ..... کسی کو نبی ماننے والے ..... اور دوسری بات یہ کہ میں عالی ختم نبوت کی تھیم سے تعلق رکھتا ہوں"۔ اس نے پر بوش انداز میں کہا۔

"یہ جان کر خوشی ہوئی ..... بلکہ بست زیادہ خوشی ہوئی ..... آپ تو پھر یہ بھی جانتے ہوں گے کہ اس کی ایک بہن بھی ہے"۔ انہوں نے بخور اس کی طرف دیکھا۔

"اس نے بھی مسلمان ہونے کا اعلان کیا تھا ..... پھر اس کی شادی ایک فوچی آفسر سے ہو گئی تھی ..... مال و ولات کے لحاظ سے یہ بیویت سے دوست مند ہیں"۔

"آپ جانتے ہیں ..... اس کی بہن کی شادی کس فوجی آفسر سے ہوئی تھی"۔

"بھی ہاں ..... ان کا نام خالد سفیان ہے ..... لیکن اس وقت وہ کمانڈر اچھیف نہیں تھے"۔

"کیا وہ بھی جہانی تھے؟"۔

"بھی نہیں ..... اسکی کوئی بات سننے میں نہیں آئی"۔

"تب پھر انہوں نے ایک جہانی عورت سے شادی کیے کر لی"۔

### شیعیں --- نہیں

وہ اس کے گھر میں داخل ہوئے ..... اس نے انہیں ڈرائیکٹ روم میں بٹھایا اور بولا۔

"پہلی بات یہ ہے کہ اس کا باپ کا جہانی تھا ..... اس کی بہن بھی جہانی تھی ..... یہ خود بھی جہانی ہے ..... سچیلی مرتبہ جب مسلمانوں نے جہانیوں کے غلاف تحریک چلائی تھی اور گھروں اور دکانوں کو آگ لگائی گئی تھی تو ان دونوں بست سے جہانیوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم جہانیت سے مائبہ ہو گئے ہیں ..... اب ہم مسلمان ہیں ..... یہ اعلان اس نے بھی کیا تھا، لیکن یہ بات میں ..... میر بانتا ہوں کہ یہ آج بھی اسی طرح جہانی ہے"۔

"بہت خوب! آپ یہ بات کس طرح جانتے ہیں؟"۔

"اس طرح کہ میں نے اکثر اس کے گھر میں جہانیوں کو آتے دیکھاں میں ایسے لوگوں پر کمزی نظر رکھتا ہوں اور ان سے خار کھاتا ہوں"۔

"آپ ان سے خار کیوں کھاتے ہیں"۔ انسپکٹر جیشید نے سکرار پر چھاہا۔

"میں نے بیان کیا... کہ اس نے مسلمان ہونے کا علاوہ کر دیا تھا.....  
 قادران کے لحاظ سے یہ ایک ہوں گے... اس طرح رشتہ ہو گیا ہو گا۔"

"بہت خوب! آپ نے بت کام کی باتیں تائیں۔ کوئی اور بات؟" -  
 "جی بس... میں تو یہی بتا سکتا ہوں۔"

"آپ اس ملاقات کا سی سے ذکر نہ کر جائیں گا۔"  
 "جی بہت بہتر سرخیں کروں گا۔" اس نے فوراً "کہا۔

وہ اس کا شکریہ ادا کرنے میں بہر آگئے۔  
 "یہ معاملہ تو ہر لمحے خطرناک سے خطرناک ہوتا جا رہا ہے۔"

"اللہ اپنی رحم قبایع... اگر مبشرہ جاہانی ہے... تو اس نے خالد  
 سفیان سے نہ جانتے کتنے قوئی راز معلوم کر لیے ہوں گے۔ چوری پھیٹے  
 جانے کتنی قاطیں پڑھ لی ہوں گی۔ یا ان کی ماسکر و قلم بیٹلی ہو گی۔ میرا  
 خیال ہے... اس حادثے میں بھیں فوری طور پر قدم انھاتا چاہئے۔ ان کی  
 گرفتاری کے واردت حاصل کرنا ہوں گے۔"

"لیکن آپ ان پر فوج م کیا عائد کریں گے۔ جب کہ ابھی ان کا  
 کوئی جرم تدری انتہوں میں نہیں ہے۔ محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے... اس وقت تک پوسٹ مارٹم کی رپورٹ مل گئی  
 ہو گی۔"

یہ کہ کرنے والوں نے اکرام کو فون کیا۔ ان کی آواز سختی اس نے  
 رپورٹ شائعی۔ پھر افسوسگرد ہے اسے چھڈ دیا۔

پھر آندھی اور طوفان کی رفتار سے خالد سفیان کی کوئی سمجھ پہنچ گئے  
 اکرام کے ماتحت وہاں بچ کس موجود تھے۔

"بیان خبر ہے۔"

"کوئی نہیں سر... وہ اندر ہی ہے... نہ اس نے کہیں بُنے کی  
 کوشش کی... نہ کوئی یہاں آیا۔"

"بہت خوب... محمود تک دو۔"

محمود نے آگے پڑھ کر دستک دی۔ چلدتی دروازہ کھلا۔ اسیں  
 بہترہ خالد کی شکل نظر آئی۔ اس کے پڑھے پر جھلابت کے آہار تھے۔

"نہ جانتے کم بخت کہاں چلا گیا۔ کچھ بتائے بغیر۔"

"جی آپ اپنے ملازم کی بات کر رہی ہیں۔"

"ہاں جاتا... بالکل پسے بکھر دے بتائے بغیر نہیں گیا۔ اور یہ کیا...  
 آپ پھر آگئے... تھوڑی دیر پہنچئی تو آپ نے ہم سے ملاقات کی تھی۔"

"جی ہاں.... بس کیا جاؤں.... آپ کے پس پھر آتا ہے۔ آپ کے  
 بھائی تو یہاں نہیں ہیں۔"

"جی نہیں... وہ بھر پڑے گئے ہیں۔"

"سرہانی فرما کر اپنی سس بلا دیں۔ یہاں ان کی ضرورت ہے۔"

"ضرورت ہے.... کیا مطلب۔" وہ چوتھی۔

"ضرورت ہے سے مراد یہ ہے کہ ہم آپ سے کچھ بات کرنا چاہیجے  
 ہیں اور یہ بات چیت ان کی موجودگی میں ہوئی۔"

"اوکے..... میں اسیں فون کر کے بلالتی ہوں"۔

یہ کہ کراس نے انھیں فون پر نمبر ڈائل کئے اور سلسلہ لٹے پر بولی۔

"بھائی جان! یہاں ایک بار پھر انپنز جشید وغیرہ آئے ہیں..... وہ آپ کی موجودگی میں مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں..... لہذا میریانی قمار آپ یہاں آجائیں"۔

دوسری طرف کی بات سن کر اس نے فون بند کر دیا اور ان سے بولی۔

"وہ آرہے ہیں..... لیکن بات کیا ہے"۔

"بات ان کی موجودگی میں ہو گی"۔

وہ انتظار کرنے لگے..... آخر ہمڑا نذر داخل ہوا..... اس کے چہرے پر پیشانی کے آثار تھے۔

"ہاں جتاب..... فرمائیے..... اب آپ ہم سے کیا بات کرنا چاہتے ہیں..... آپ کو ہو کیا گیا ہے..... کہ اس قدر جلد پھر آگئے ہیں"۔  
"اس میں ہمارا کوئی تصور نہیں..... ایک منت..... ایک منت..... ذرا میں ایک فون کروں گا"۔

اب انہوں نے اکرام کے نمبر ڈائل کئے۔

"اکرام..... یار وہاں میں بھی یہاں لے آنا"۔

"جی..... کن کی بات کر رہے ہیں"۔ اکرام دھک سے رہ گیا..... وہ ان کی اس حرم کی باتوں سے بہت گھبرا تھا۔

"بھتی اتنی کو..... اور کن کو"۔

یہ کہ کراس نے فون بند کر دیا اور مسکراتے ہوئے ان کی طرف ہٹے۔

"آپ کو چند منت اور انتخار کرنا ہو گا"۔

"وہ تو خیر کوئی بات نہیں..... ہم انتظار کر لیں گے، لیکن یہ سب ہو کیا رہا ہے"۔

"جی بس..... کیا بتائیں..... کہ کیا ہو رہا ہے..... ارے ہاں..... وہ تو میں بھول ہی گیا"۔ انہوں نے چونکہ کہا۔

"جی..... آپ کیا بھول گئے"۔ ہمڑہ نے بر اسما نہ بنا لیا۔

"ایک منت"۔ اب انہوں نے صدر صاحب کے نمبر ڈائل کئے اور سلسلہ ملنے پولے۔

"سادا بحدر..... آپ کے پاس ایک شریف آدمی کا خط ہے..... پیز فرمائرو وہ کلائے کر آپ کمائڈ رانچیف خالد سفیان کے گھر آ جائیں"۔  
"لکھ..... کیا کہ رہے ہو جشید..... میں آجاوں..... وہ خط لے کر"۔  
"..... یہ رہ گئے"۔

"لیتی..... آپ آ جائیں..... اور اگر کوئی خاص مجبوری ہے..... تو ن..... وہ خط بخیج دیں..... ہم یہاں موجود ہیں"۔

"میں کچھ گیا..... اب تو آتا پڑے گا"۔  
"شریف..... سر"۔ انہوں نے کہا اور فون بند کر دیا۔ پھر محمود سے کہا۔

"پار محمود..... ذرا اپنے انکل انہم بار ای صاحب کو بھی بلاو۔"  
"اوہ اچھا..... سمجھے گیا۔" - محمود نے پر جوش انداز میں لما اور فون  
کرنے لگا۔

"یہ تو تم میں اپنی بات ہے..... بہت جلد سمجھ جاتے ہو۔" - سب نے  
لئے تھیں گاڑی سے عینک نکال کر لانے کے لیے کام تھا تو اس وقت بھی تم  
بات کو سمجھے گئے تھے۔"

"اوہ..... جی ہاں..... وہ۔" - محمود سکرا دیا۔

چھروہاں صدر صاحب بھی پہنچ گئے..... ڈاکٹر اسد بھی آکیا۔ سب سے  
آخر میں انہم بار ای صاحب آئے..... انپکن جشید نے سب کا تعارف کرایا۔

"بیشید..... یہ سب کیا ہے..... یہ یہاں اتنے لوگ کیوں جمع کر رکھے  
ہیں۔"

"بہت ہی سمجھنے مسئلہ ہے جناب۔"

"کچھ نہیں سر..... یہ ہمیں بلا وچہ نکل کر نے پر قتل کے ہیں۔" - بیشید  
نے کہا۔

"تم نے سناجشید..... بیشید صاحب کیا کہ رہی ہیں..... میں ان کی شکایت  
خٹاپسند نہیں کرتا۔" - پہلے تم ان کی شکایت دور کر دیو۔

"اسی لیے تو حاضر ہوئے ہیں سر۔" - وہ بولے۔  
"آپ نے سن بیشید صاحب..... یہ اسی لیے تو آئے ہیں کہ آپ کی

شکایت دور کر دیں۔"

"میں ..... یہ مذاق کر رہے ہیں..... اصل میں تو یہ ہمیں پریشان  
کرنے آئے ہیں۔"

"انپکن جشید مجھ سے مذاق میں کرتے۔"

"بھی بات ہے..... ابھی آپ دیکھ لیں گے۔"

"ہل جشید..... آپ کو کیا کہتا ہے۔"

"سر..... ایک ماہ پہلے ہمارے ملک کے سایہنہ کا انٹر رائچیف جناب خالد  
سخیان صاحب فوت ہو گئے تھے..... ان کی موت اچانک واقع ہوئی تھی۔  
ان لوگوں نے ڈاکٹر اسد صاحب کو بیاناتھا..... انہوں نے چیک کر کے بیاناتھا  
کہ ان کی موت بارث فیل ہوئے کی وجہ سے ہوئی ہے..... کیوں ڈاکٹر صاحب  
کی بات ہے نا۔"

"بالکل بات ہے..... لیکن آپ آخر کیا مسئلہ ہیں آکیا ہے کہ ہمیں  
یہاں جمع کیا کیا ہے۔"

"میں اسی طرف آ رہا ہوں..... ٹکرنا کریں۔" - بالکل جناب صدر۔  
خالد سخیان صاحب فوت ہو گئے..... ڈاکٹر صاحب نے بارث فیل کا سرٹی  
فیکٹ دے دیا اور اسیں دخادریا کیا۔ لیکن اپنی موت سے پہلے انہوں  
نے ایک خط آپ کو لکھا تھا اور وہ انہوں نے یہم صاحب کو دیا تھا کہ یہ وہ خط  
آپ کو دے دیں۔ اس سے اگلے روز ان کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ خط  
انہوں نے ایک ماہ بعد دیا۔"

"ہاں جشید..... انہوں نے یہ بات تو مجھے بتا دی تھی..... تم نے کوئی نبی  
بات نہیں بتائی"۔ صدر صاحب نے منہ بنا لایا۔  
اور انہوں نے آپ کو بتایا کہ یہ خط و نہایا بحوالہ گئی تھیں"۔ اپنے  
جشید مکارے۔

"بانکل ٹھیک"۔ وہ بولے۔

"صدر محترم! وہ خط آپ ساتھ لائے ہیں تا"۔

"ہاں! میرے پاس ہے"۔

"مریانی فرمائکرو و خط نکال کر پڑھیں"۔

"آخر بات کیا ہے"۔ مہرش نے بھنا کر کہا۔

"ابھی بتانا ہوں..... پسلتہ ہم وہ خط سن لیں"۔

"اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے جشید..... صرف اتنا لکھا ہے کہ  
میں آج کل بہت بیکار رہنے لگا ہوں..... دل میں درد اکثر رہتا ہے..... پتا نہیں،  
میں کب اس دنیا سے رخصت ہو چاؤں..... آپ میرے بعد میرے گھر کا  
خیال رکھئے گا..... کیونکہ ہم پر اتنے دوست ہیں..... دوسرے یہ کہ میں نے  
ایک فائل اجرام نجیبی کو دی ہے..... وہ آپ تک پہنچادے گا"۔

یہ بتا کر صاحب صدر نے وہ خط نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔  
انہوں نے خط کو ایک نظر دی کھا۔۔۔ پھر بولے۔

"گھر میں خالد صاحب کی ڈائریاں وغیرہ تو ہیں تا"۔

"ہاں! بانکل ہیں"۔

"وہ نکال لائیں"۔

"آخر کوں ..... آپ کیا ذرا کر رہے ہیں ..... ہم چسوی تم کے  
ذر اموں کے عادی نہیں ہیں"۔ مہرش نے جھلا کر کہا۔

"آپ نے شا صدر محترم"۔ انسپکٹر جشید مکارے۔

"آپ پسلے ان کی ڈائریاں نکال لائیں ..... میں جشید کو بت اچھی طرح  
جانتا ہوں ..... یہ بلا وجد کوئی ایسی بات نہیں کرتے ..... جس سے دوسروں کو  
تکلیف ہو"۔

"اچھی بات ہے، لیکن اس بات کو کہہ لیں کہ آج یہ ہمیں بلا وجد  
تکلیف دیتے کا سبب بن رہے ہیں"۔

"اگر یہ بات ثابت ہوئی تو اسیں آپ سے معافی مانگنا ہوگی ..... آپ  
پریشان نہ ہوں"۔

"اچھی بات ہے"۔ یہ کہ کروہ ٹھلاتے ہوئے انداز میں اندر چل گئی  
..... پھر ڈائریاں اٹھاتے ہوئے واپس آئی ..... آتے ہی ڈائریاں ان کے  
ساتھ پڑھ دیں اور جھلا کر بولی۔

"یہ لمحے ..... یہ رہیں ڈائریاں ..... کریں ان سے کیا ثابت کرنا چاہتے  
ہیں"۔

"یہاں ہمارے دوست انجمن بار ایسی صاحب موجود ہیں ..... یہ تحریر  
شناخت کرنے کے بہت بڑے ماہر ہیں"۔

"کیا مطلب؟"۔ وہ پوچھی..... پہلی بار اس کی آنکھوں میں خوف انظر

آیا۔

"یہ اس خط کی تحریر کو ان ذرا زیاد کی تحریر سے ملا کر بتائیں گے..... یہ

خط خالد سفیان صاحب کے ہاتھ کا ہے یا نہیں"۔

"کیا مطلب؟"۔ صدر صاحب بری طرح اچھے۔

"وزادیر اور صبر کریں..... پہلے اجم صاحب کو اپنا کام مکمل کر لینے دیں..... ہاں تو بار اپنی صاحب..... شروع ہو جائیں..... یہ رہا خط..... یہ رہیں واڑیں"۔

"چھپی بات ہے"۔ دو بولے اور اپنے کام میں گم ہو گئے..... تین منٹ بعد ان کی آواز اپھری۔

"اس خط کی تحریر خالد سفیان صاحب کی ہرگز نہیں ہے..... ہاں ان کے انداز میں لکھنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے اور کوئی عام آدمی فرق کو محسوس نہیں کر سکتا"۔

"غیں..... نہیں"۔ مبشر اور مبشرہ چلا ٹھے۔

ان کی آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں..... کمرے میں اب سوت کا سنانا چاہا تھا..... یوں لگتا تھا جیسے سب کے سب کتے میں آگئے ہوں..... تھوڑی دیر پہلے ہو مبشرہ بری طرح چیخ جھری تھی..... بار بار ہڑکر رہی تھی..... اب وہ اس طرح خاموش تھی جیسے اب کبھی نہ بول سکے گی..... ایسے میں اپنے بھرپوری کی آواز اپھری۔

## ان کی طاقت

"اس میں کوئی شک نہیں مختصرہ بہترہ..... یہ خط جعل ہے..... وہ نہیں ہو خالد سفیان صاحب نے لکھا تھا"۔

"آپ کے ان ماہر صاحب کو ضرور دھوکا ہوا ہے..... کیا ایسا ممکن نہیں کہ ان کی روپرٹ خلط ہو"۔

"ایسا ممکن ہو سکتا تھا اور ہم اس پر غور کر سکتے تھے اگر دو اور پانیں ہمارے سامنے نہ آتیں"۔

"دو اور پانیں..... کیا مطلب؟" دونوں ایک ساتھ ہو لے۔

"کیا مطلب جشید..... اب تم کیا کہتا چاہتے ہو؟"۔ صدر صاحب ہو لے۔

"پہلی بات..... خالد سفیان صاحب کی موت ہارت قتل ہونے سے نہیں ہوئی"۔ انہوں نے پر سکون آواز میں کہا۔  
"کیا کہا..... ان کی موت دل کے دورے سے نہیں ہوئی"۔ صدر صاحب چلا گئے۔

"بھی نہیں"۔ وہ بولے۔

"تب پھر..... لیکن ڈاکٹر اسد صاحب کی روپورٹ تو بھی کہتی ہے۔" "ہاں سر..... ڈاکٹر اسد صاحب نے بھی روپورٹ دی تھی..... لیکن انہوں نے غلط روپورٹ دی تھی۔"

"غلط..... بالکل غلط..... میری روپورٹ بالکل درست تھی۔" ڈاکٹر اسد نے بھی کہا۔

"دیکھئے ڈاکٹر صاحب..... اس کرنے میں جتنے لوگ بھی موجود ہیں..... سب کے سب کافوں والے ہیں..... بے کان کا یہاں ایک بھی آدمی موجود نہیں..... لہذا اس قدر اوپری آواز میں بات نہ کریں۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"ہوں ٹھیک ہے..... میں معاف چاہتا ہوں۔"

"اس حد تک ہم نے آپ کو معاف کیا۔" محمود نے قورا کہا۔

"وریان میں دخل اندوزی نہ کرو..... بات سمجھیدہ بات ہو رہی ہے۔" فرزانہ نے دونوں کو گھوڑا۔

"ڈاکٹر صاحب آپ کی روپورٹ غلط تھی اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سے غلطی ہوئی تھی..... بھی نہیں..... آپ سے غلطی نہیں ہوئی تھی..... بلکہ آپ نے جان بوجھ کر غلط روپورٹ لکھی تھی اور ایسا آپ نے ان دونوں کی ہدایت پر کیا تھا..... ان دونوں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ بارت فیں کا سرٹی فیکٹ دے دیں۔"

"کیا..... نہیں"۔ وہ تنوں چلائے۔

"ایک بار پھر میں آپ کو یاد کرانا پسند کروں گا کہ اس کرنے میں کوئی بھی بے کان کا آدمی نہیں ہے۔" فاروق نے بر اسانت بنا یا۔

"یار چپ رہو۔" محمود نے جھلک کر کہا۔

"اپنی بات ہے..... اگر تم نہیں میری آواز اتنی برقی لگ رہی ہے..... تو بھی کسی..... اب میں نہیں بولوں گا..... جب دیکھو میرے پیچے ہاتھ دھوکر پڑ جاتے ہو۔"

"یہ سب لوگ گواہ ہیں..... میں نے یہاں ایک بار بھی ہاتھ نہیں دھوکے۔" محمود نے کہا۔

"یہ کیا شروع کر دیا تم نے۔" فرزانہ نے اسیں گھوڑا۔

"ہاں ڈاکٹر صاحب..... آپ نے جان بوجھ کر غلط روپورٹ لکھی آکر ان دونوں پر کسی کو تک نہ ہو کہ خالد سفیان کو انہوں نے قتل کیا ہے۔"

"کیا کہا..... قتل..... یہ..... یہ آپ نے کیا کہ دیا..... اپنے الفاظ و اپنیں..... ابھی اور اسی وقت واپس لیں..... ورنہ..... صاحب صدر آپ دیکھ رہے ہیں..... اسکے ہمیشہ کس قدر بڑا رہے ہیں۔" بہتر نے پیچھے کے انداز میں کہا۔

"افسوس! میں پھر یونہ پر مجبور ہوں..... لوگوں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے..... یہاں کوئی بھی۔"

"ہاں ہاں..... ہم چنتے ہیں..... بیان کوئی بھی بے کان کا آدمی نہیں ہے..... صریانی فرما کر اب خاموش رہو..... اور بات گرنے دو"۔ محمود نے جل بھن کر کہا۔

فاروق نے ہوت مضمونی سے بھیج لیے۔

"آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ہم نے خالد سفیان کو قتل کیا ہے"۔

"اگر ثبوت نہ ہوتا..... تو یہاں اتنے لوگوں کو جمع نہ کرتا..... ہم نے خالد سفیان صاحب کی قبر کھدوائی ہے..... اس میں سے ان کی لعش نکلوائی ہے..... اور پوست مار چکرایا ہے..... خالد سفیان صاحب کی موت ہارت قیل سے ہیں ہوئی..... ان کا دل ہاکل نحیک تھا..... اسیں تو زہر وے کر ہلاک کیا ہے"۔

"عنہ نہیں..... نہیں"۔ دونوں بلند آوازیں چلاتے۔

"افوس"۔ فاروق نے کہتا چلا..... لیکن پھر محمود کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا..... ایسے میں مبشر نے طریقہ نہ اڑیں کہا۔

"اور آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ اسیں زہر ہم نے دیا"۔

"اگر تو ہر آپ نے نہیں دیا تو آپ کو خط تبدیل کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔

"کیا یہ بات ٹابت ہو چکی ہے؟"۔ مبشر نے جھلکر کہا۔

"ہاں ہاکل"۔

"لیکن میں مسٹر احمد ہارانی کی روپورٹ کو درست نہیں مانتی"۔

"آپ کے نہ مانتے سے کچھ نہیں ہو گا..... یہ عدالت میں ایسی بات ثابت کر دیں گے..... اسیں جن بڑے بڑے اداروں نے سریں فیکٹ دیئے ہیں..... وہ یہ عدالت میں پیش کریں گے..... ان کی روپورٹ کو عدالت جھلکانیں سکتی..... جس طرح آپ نے ڈاکٹر اسد سے سریں فیکٹ حاصل کیا ہے..... عدالت ان کے سریں فیکٹ کو جھلکانیں سکتی تھی..... اگر ہم لعش نکلو اکر اس کا پوست مار چکرایا لیتے"۔

"کوئی بات نہیں..... میرا وکیل اس معاملے کو عدالت میں دیکھ لے گا"۔

"ضرور دیکھ لے..... ہمیں کوئی اعتراض نہیں..... مجھے تو اس وقت ان سب باتوں سے زیادہ عکین ایک اور بات صدر صاحب کو بتانا ہے..... اور اس بات نے خود مجھے بہت پریشان کر دیا ہے"۔

"لیکن مطلب جیشید..... وہ ایسی کیا بات ہے"۔ صدر صاحب بولے۔

"ہاں سر..... وہ بات ان سب سے زیادہ خوفناک ہے..... ان کے قتل کے جرم سے بھی..... اس خط کو بدلتے کے جرم سے بھی زیادہ"۔ وہ بولے۔

"آخر وہ کیا جرم ہے جیشید"۔ صدر بے چین ہو گئے۔

"یہ دونوں جوابی ہیں..... لیکن ظاہر ہیں یہ مسخن ہو گئے تھے..... اندر سے جوابی کے جوابی رہے"۔

”نن..... نہیں..... نہیں۔“  
 صدر صاحب بری طرح چلا اٹھے۔..... ان کی آنکھیں مارے خوف  
 اور دہشت کے پھیل گئیں..... اوہ مبشر اور مبشروں کے چہرے تاریک ہو گئے  
 ..... یہ ایسی خبر تھی..... جس نے سب لوگوں کو سختے میں جلا کر دیا تھا۔  
 ”اور اگر خالد سفیان کی بیوی اندر سے جاہلی تھی..... اور اس کے  
 شوہر کمائڑ راجحیف تھے تو اس سے زیادہ خطرناک بات کوئی نہیں ہو سکتی۔.....  
 اس لیے کہ جاہلی پکے ملک دشمن ہیں..... اسلام دشمن ہیں..... مسلمانوں  
 کے دشمن ہیں..... لہذا ہو بھی خیریہ معلومات فوج کے ہارے میں یہ حاصل  
 کر چکی ہوں گی..... وہ اپنے مرکز کو پہنچالی رہی ہوں گی..... اور یہ واقعہ بھی  
 یہی بات ثابت کرتا ہے..... آخر وقت میں خالد سفیان صاحب کو ان کی  
 نداری کا علم ہو گیا تھا..... لیکن اس وقت وہ ریڑاڑ ہو چکے تھے..... مزید کوئی  
 نقصان تو یہ دونوں ان کے ذریعے ملک اور قوم کو پہنچانیس سکتے تھے۔.....  
 لیکن وہ اس گرب اور ترپ میں جلا ہو گئے کہ یہ کیا ہوا..... میری نداری یہی  
 کے ذریعے نہ جانے اب تک کتنے راز دشمنوں کے ہاتھ لگ چکے ہوں گے  
 ..... چنانچہ انہوں نے یہ تمام تفصیلات لکھ لگاپنے بااعتبار دوست اجرام  
 خیری کو دیں تاکہ وہ یہ معلومات صدر صاحب تک پہنچادیں۔..... اور اوہ  
 احتیاط کے طور پر ایک خط انہوں نے صدر صاحب کے نام لکھ کر اپنی بیوی کو  
 دیا..... تاکہ انہیں قائل نہ ملتے تو خط کے ذریعے قائل کے ہارے میں معلوم تو  
 ہو چکے۔..... خط میں انہوں نے صرف اتنا لکھا تھا کہ انہوں نے ایک قائل

اجرام خیری کو دی ہے۔۔۔ اور احتیاطاً یہ خط لکھ دیا ہے۔۔۔ اور بس۔۔۔  
 خط میں صرف یہ القائل ہوں گے۔۔۔ لیکن ان دونوں تے خط پڑھ لیا اور اس  
 قائل کے ہارے میں الجھن میں جلا ہو گئے۔۔۔ یہ جان گئے کہ اب خالد سفیان  
 کو ان کے ہارے میں معلوم ہو گیا ہے۔۔۔ شاید کسی طرح ان کے کافوں میں  
 ان کی بات چیت پڑ گئی ہو گی۔۔۔ لہذا انہوں نے اجرام خیری پر حملہ کرو اکرو  
 قائل حاصل کر لی اور اجرام خیری بے چارے شرم کی وجہ سے یہ بات صدر  
 صاحب کو نہ بتا سکے۔۔۔ اپنکے جمیلے یہاں تک کہ کر رک گئے۔

”لیکن ایا جان۔۔۔ ایک ماہ گزرنے پر انہیں وہ خط صدر اکل کو دینے  
 کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ اور اب اجرام خیری صاحب کو انداز کرنے کی کیا  
 ضرورت تھی۔۔۔“

”ہاں! میں اس سوال کا جواب ابھی تک تلاش نہیں کر سکا۔۔۔ کیا آپ  
 ہمیں بتائیں گی۔۔۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟“

”یہ تمام اجزاء اسی سرے سے غلط ہیں۔۔۔ مبشر نے منہ پھلا کر کہا۔۔۔“

”جعل خط صدر صاحب کو دینے کی ایک وجہ ذہن میں آتی ہے۔۔۔“  
 اپنکے جمیلے نے کچھ سوچ کر کہا۔

”خط۔۔۔ ہم اس وجہ پر ہی مہر کر لیں گے۔۔۔ فاروقی بولا۔۔۔“

”اور وہ وجہ یہ ہے کہ اس خط کے ذریعے انہوں نے صدر کی  
 ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی۔۔۔ تاکہ ایوان صدر میں ان کا آٹا جانا

اسی طرح جاری رہے اور اس ذریعے سے بھی یہ ملک کو کوئی نصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

"اوہ بائیں..... چلے..... خلدوالی بات تو اس طرح ذہن میں آتی ہے..... لیکن..... اجرام خیری کے انخوا کو ہم کس خانے میں فٹ کریں گے۔"

"مگرہ امتحان میں ہم ان سے معلوم کر لیں گے..... کہ وہ کہاں ہیں..... پھر اپنے انخوا کی وجہ بھی وہ بتادیں گے..... کیا خیال ہے..... صدر صاحب۔"

ان پر چشمکش ہبھیدہ کہا۔

"ہاںکل ٹھیک ہبھیدہ..... ان کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو.... قتل۔"

ان پر غمیت ہو چکا ہے۔

"یہ کیا بکواس ہے..... آپ کس قتل کی بات کر رہے ہیں۔"

مہشر نے چیخ کر کہا۔

"ہائیں..... یہ انداز گنگلو۔"

صدر دھک سے رو گئے۔

"آپ گلگردہ کریں سر۔..... انہیں اپنے اس انداز پر بھی پچھتا نہ پڑے گا..... لے چلو بھی انہیں۔"

انہوں نے افراد کے ماتحتوں کو اشارہ کیا۔

"اس کا مطلب ہے..... جب تک اجرام خیری صاحب نہیں مل جاتے..... اس وقت تک یہ کیس نا عمل رہے گا۔"

"ہاں اس میں کوئی بھلک نہیں..... لیکن اب وہ بہت جلد مل جائیں گے..... مگرہ امتحان میں یہ خود بولیں گے۔"

وہ انہوں کھڑے ہوئے..... انہیں کمرہ امتحان میں لاایا گیا، دونوں قدر قدر کاپ رہے تھے..... میکینس دیکھ کر ان کی حالت اور خراب ہو گئی۔

"تم دونوں کے لیے بھتری ہے کہ سب کچھ صاف صاف ہتاو۔..... اور سب سے سلسلے ہتاو۔..... اجرام خیری کہاں ہیں۔"

"ہمیں یہ بات واقعی معلوم نہیں کہ اجرام خیری کہاں ہیں، ان کے اغوا میں کم از کم ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔"

"کم از کم سے کیا مراد ہے..... کیا باقی کے الزامات تم تسلیم کرتے ہو۔"

"بائیں۔" دونوں بوئے۔

"تم نے خالد سفیان صاحب کو زہر دیا تھا۔"

"ہاں! ہاںکل دیا تھا۔"

"انہوں نے جو خط دیا..... تم نے اس کے بجائے دوسرا خط دیا تھا مگر تمہاری جگہ صدر صاحب کے ذہن میں بھی رہے۔"

"ہاں!"

"اور تم خیری معلومات جو بھی حاصل کر سکے..... اپنے مرکز کو پہنچاتے رہے ہو۔"

"ہاں! یہ بھی درست ہے۔"

"اس شخص کا نام ہتاو..... تھے برائے راست تم یہ معلومات پہنچاتے رہے ہو۔"

"مرکز کے امیر مرزا یحور۔"

انپلے جشید نے اسی وقت احکامات جاری کئے..... ان کی خوبی فوراً  
حرکت میں آئی..... اور بیانوں کے مرکز کو گھیرے میں لے لیا گیا..... بھر ان  
کے ماتحت کی طرف سے اخیں پیغام ملا۔

"مرزا..... مرکز کو گھیرے میں لے لیا گیا ہے"۔

"مرزا تیمور کو گزار کر لیا جائے"۔

"اندر سے پیغام بھجوایا گیا ہے..... مرزا تیمور خیں ہیں..... ملک سے  
باہر گئے ہوئے ہیں"۔

"میں آرہا ہوں..... مرکز بدستور گھیرے میں رہے گا"۔  
"اوکے سر"۔

وہ اسی وقت وہاں پہنچے..... مرکز کے نائب امیر سے انہوں نے ملاقات  
کی۔ "نائب امیر کا نام خاور مرزا تھا۔

"جی خیں..... مرزا تیمور سے ملتا ہے"۔

"وہ ملک سے باہر ہیں"۔

"اپ کے ملک سے باہر؟"۔

"تمن دون پلے"۔ اس نے کہا۔

"ان کی فلاٹ کا نمبر بتائیں"۔

"ان کی ہر ایت ہے..... فلاٹ کا نمبر نہ بتایا جائے"۔

"اس کا مطلب ہے..... آپ کو معلوم ہے"۔

"ہاں؟ بالکل معلوم ہے"۔ اس نے دلیر ہو کر کہا۔

"اچھا..... فون پر ان سے بات ہو سکتی ہے"۔  
"ہاں! ہو سکتی ہے"۔  
"لیکن ہمیں یہ کیسے پہاڑے گا کہ اوہر سے مرزا تیمور ہی بات کر رہے  
ہیں"۔

"ہماری بات پر قیمن کرتا ہے گا"۔

"اچھی بات ہے..... فون پر بات کرائیں"۔

"پسلے آپ بات بتائیں"۔

"بات..... کون کی بات"۔

"ہمارے مرکز کو گھیرے میں کیوں لیا گیا ہے"۔

"یہ تم بعد میں بتائیں گے"۔

"جی خیں..... پسلے بتائیں"۔ وہ اکٹھا گیا۔

"دیکھئے..... ابھی تو ہم نے صرف آپ کے مرکز کو گھیرے میں لیا ہے  
..... اگر آپ نے تعاون نہ کیا تو پوری واوی مرجان کو گھیرے میں لے لیا  
جائے گا"۔

"ایسا خیں ہو سکے گا"۔

"ایسا ہو سکے گا..... ہم پسلے بھی ایک بار واوی مرجان کی اینٹ سے  
اٹھ بجا چکے ہیں"۔

"وہ اور دور تھا..... اس وقت حکومت نے ہمارا ساتھ خیں دیا تھا  
..... آج حکومت ہمارے ساتھ ہے"۔

"قانون کے محافظوں پر راکھیں تو اکر آپ نے اپنے آپ کو کیا مجرم  
ا رخدار ہابیت نہیں کر دیا..... اب خاور مرزا تم تو گئے کام سے۔"  
ان لفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے بچل کی سرعت کے ساتھ پستوں نکال  
او، س کی کن پینی پر رکھ دیا..... یہ دیکھ کر چھٹ دالے دھک سے رو گئے۔  
"ان سے کو..... راکھیں گردیں..... چھٹ کے اوپر کڑے ہو کر  
باتھو..... ن سے بندگ رو دیں..... ورنہ تمہارے سر میں تو سوراخ ہو گا ہی اور  
پتھر ہونہ ہو۔"

"خاور مرزا کا رنگ اڑ گیا..... وہ سوچ میں پڑ گیا..... آخر اس نے  
خوف زدہ انداز میں کہا۔  
"راکھیں گردو..... باتھو بندگ رو دو۔"  
"یہ نہیں ہو گا۔" - اوپر سے کہا گی۔  
"کیا مطلب..... کیا نہیں ہو گا۔" - ساتھ ہی وہ بری طرح چونک اٹھا۔  
اس کے چونکنے پر اپنی بت جوت ہوئی۔  
"راکھیں نہیں کرائی جائیں گی۔" - ہم ان پر فائز گئ کریں گے۔"  
"اس صورت میں میں مارا جاؤں گا۔"  
"تمارے جاؤ۔" - کس نے کما تھا۔ - یعنی جا کر ان سے بات چیت کرو  
..... بدایت یہ دی گئی تھی کہ صدر سے بات کی جائے۔ - تم خود مید ان میں  
کو دپڑے۔"  
"کس۔" - سو..... یہ آپ کے رہے ہیں "اس کا رنگ اڑ گیا۔

"یہ بھول ہے آپ کی۔" - میں آخری بار کہتا ہوں۔ - آپ مرزا تیمور  
سے فون پر بات کرائیں۔ - ورنہ ہم آپ کو کر فار کر کے لے جائیں گے۔  
اں مرزا کی خلاشی نہیں گے۔ - پورے وادی مرجان کی خلاشی نہیں گے۔"  
"نہیں۔" - میں ان سے فون پر بات نہیں کر اسکا۔ - مجھے حکم نہیں  
ہے۔"

"اکرام۔" - پسلے تو اسے گرفتار کرو۔"  
"یہ اقدام آپ کو بہت منکر پڑے گا۔"  
"ہم کوئی غریب بوج نہیں ہیں۔" - فاروق نے مدد بیان کیا۔  
فرزانہ اور محمود مکرانے لگے۔ - خاور مرزا کے ہاتھوں میں  
بھکریاں پسندی گئیں۔ - جو نہیں انہوں نے ایسا کیا۔ - مرزا کی چھٹ سے  
چاروں طرف سے راکھیں جھاگٹے گئیں۔ - پھر کسی نے جی کر کہا۔  
"اُن کی بھکریاں کھوں دیں۔" - ورنہ ہم فائز گئ کر دیں گے۔"  
اپنکے جیعید نے ایک نظر مرزا کی چھٹ پر ڈالی۔ - پھر خفیہ فورس  
کے نوجوانوں کی طرف دیکھا۔ - انہوں نے بہترن انداز میں پوزیشن سے  
رکھی تھی۔ - لیکن..... چھٹ دالے ان کی زد میں نہیں آئے تھے۔ - اس  
طرح پلے ان کا بھاری رہتا۔ - اور وہ خود تو تھے ہی برآہ راست زد میں۔  
تمہ انسوں نے کوئی پریشانی ظاہر نہ کی اور خاور مرزا سے پر سکون آواز میں  
بولے۔

فورس کا ہر جوان پوری طرح مورچ بند تھا۔۔۔ ابھی تک اگر غیر محفوظ تھے تو  
انپلز جشید اور ان کے ساتھی۔۔۔ لیکن فی الحال وہ چھٹت والوں کی طرف  
سے بے قدر ہو گئے تھے۔۔۔

”ایک اور بات ایجاد کیں۔۔۔ اگر چھٹت پر بم مارا جائے گا۔۔۔ تو اس  
سے ہمیں بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔۔۔ لذا اپلے ہمیں اپنا بچاؤ کرنا ہو گا۔۔۔“  
”فلکرنے کرو۔۔۔ وہ بم ایسے نہیں ہیں۔۔۔ جو پوری عمارت کو اڑا دیں  
۔۔۔ صرف چھٹت کو نقصان پہنچائیں گے اور اس طرح چھٹت پر موجود لوگ  
بے کار ہو جائیں گے۔۔۔“  
”اوہ۔۔۔ تب تو نجیک ہے۔۔۔“

چھٹت پر پسلابم مارا گیا۔۔۔ بہت سے جالبی اچھل کر کیجئے گئے اور  
پوری طور پر موت کے من میں پہنچ گئے۔۔۔ ساتھ ہی چھٹت کے گلے بھی  
اڑتے نظر آئے۔۔۔

اب ان کے لئے موقع تھا۔۔۔ وہ خاور مرزا سیت خنہ فورس کے  
ایک مورچے کی طرف دوڑ پڑے۔۔۔ اوپر کے فرمت تھی ان پر فائز کرنے  
کی۔۔۔ اب انہوں نے سکون کے ساتھ لٹکے۔۔۔ ایسے میں ایک آواز ابھری۔۔۔  
”انپلز جشید۔۔۔ تم نے ہمارے مرکز پر حملہ کر کے اپنی موت کو آواز  
دی ہے۔۔۔ اب ذرا ہماری طاقت دیکھو۔۔۔“

\*\*\*\*\*

”یہ تم نے سر کے کما۔۔۔ مرزا تیور کو۔۔۔ انپلز جشید چوک اٹھے  
ہاں؟ وہ اندر رہی ہیں۔۔۔“

”وہ مارا۔۔۔ وہ دیکھو۔۔۔ اوپر۔۔۔“ انپلز جشید نے آسمان کی طرف  
اشارہ کر کے بلند آواز میں کہا۔۔۔

ادھر چھٹت پر موجود لوگوں نے اوپر دیکھا۔۔۔ ادھر انہوں نے مرکز  
کی دیوار کی طرف لوٹ لگائی۔۔۔ ان کے ساتھیوں نے ان کا ساتھ دیا۔۔۔  
جب چھٹت پر موجود لوگوں نے اوپر کچھ تپاٹا۔۔۔ تو بوجھا کر کیجئے دیکھا اور یہ  
دیکھ کر دھکے رو گئے کہ اب انپلز جشید اور ان کے ساتھی ان کی زدمیں  
نسیں تھیں۔۔۔ ساتھ ہی انپلز جشید کی آواز کوئی بھی۔۔۔

”فائز۔۔۔ چھٹت پر موجود لوگوں کو بھون ڈالو۔۔۔ دستی بم مارے  
جاںیں۔۔۔“

”گک۔۔۔ کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔“ خاور مرزا چلا اٹھا۔۔۔  
”کیوں۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔“

”دستی بم تو پورے مرکز کو جباہ کر دیں گے۔۔۔“  
”تو کیا ہوا۔۔۔ تم لوگ بھی تو پورے ملک کو جباہ کر رہے ہو۔۔۔“ انہوں  
نے نفرت زدہ اندر ازاں میں کہا۔۔۔

ادھر خنیہ فورس فائز گک شروع کر بیکھی تھی۔۔۔ اور چھٹت پر موجود  
لوگ اب آگے جگ کر ان پر فائز گک کرنے کے قابل نہیں رہے گئے تھے۔۔۔  
وہ صرف منڈپ پر ذرا سرا ابھار کر کیجئے فائز گک کر سکتے تھے۔۔۔ لیکن خنیہ

## بٹن دپا دو

اس آواز کے ساتھ ہی ان پر چاروں طرف سے گولیوں کی برسات شروع ہو گئی..... انہیں اپنے سورپے چھوڑ کر بیچھے ہٹا دیا، لیکن بات یہیں قائم نہیں ہوئی..... اس کے بعد ان پر دستی بم پھیلے گے..... ہر طرف بیانی چھتی نظر آئی..... انہیں اور بیچھے ہٹا دیا..... لیکن ادھر سے اس پر بھی بس نہیں کی گئی..... اب انہوں نے راکٹ اپنے داخنے شروع کئے۔

”یہ تو خان رحمان ایسا لگتا ہے جیسے ہم نے کسی باقاعدہ فوج سے مکر لے لی ہے۔“ اسکے جھیلیدے پر بیشان ہو کر کہا۔

”ہاں جھیلیدے..... یہ لوگ پوری تیاریوں میں ہیں..... ہمیں فوری طور پر وادی مرجان سے لکھا ہو گا..... ورنہ ہم میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔“

”تو پھر تھیک ہے..... تم اپنی فوج کو بیچھے لے جاؤ..... میں کماڈر اچیف سے رابطہ کرتا ہوں۔“

”ہاں تھیک ہے..... لیکن ذرا چلدی کرو..... حالات کیس ہمارے حالات سے بالکل نہ کل جائیں۔“

اسکے جھیلیدے نے کماڈر اچیف کے نمبر ملانے شروع کئے، چلد ہی ان سے سلسہ مل گیا، ان کا نام عمر فاروق تھا۔

”السلام علیکم عمر فاروق صاحب“ اسکے جھیلیدے بات کر رہا ہوں۔

”آہا آپ ہیں..... لیکن شاید آپ پر بیشان ہیں۔“ انہوں نے فوراً کہا۔

”اندازہ درست ہے..... وادی مرجان کے مرکز کو میرے آدمیوں نے گھیرے میں لیا تھا..... ہمیں ان کے امیر کو گرفتار کرنا تھا، لیکن ادھر سے اسلحہ بازی شروع کر دی گئی..... اور اب تو یوں لگتا ہے جیسے پوری وادی مرجان ہمارے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے..... اب ضرورت ہے..... پوری وادی مرجان کو گھیرے میں لینے کی۔“

”میں سمجھ گیا..... صرف میں منٹ بعد وادی مرجان گھیرے میں ہو گا۔“

”بہت بہت شکریہ..... میں میکس طوں کا۔“

”بریکیڈ ہزار خڑکی کو بیچج رہا ہوں..... بہت اچھے فوئی ہیں۔“

”بہت بہت شکریہ۔“ یہ کہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

اور پھر واقعی وہاں میں منٹ میں فون گھیرا داں چکی ہی..... اس وقت

اسکے جھیلیدے اور ان کے ساتھی بر ابر جیانیوں کا مقابلہ کرتے رہے تھے.....

چلنی اور مالی انتصان دونوں فریقوں کا ہو رہا تھا..... پھر جب فوج نے تھیڑا ڈالا  
اور بریگیڈ یہ اختیار ہی نے ان سے ملاقات کی تو پہلے ان لوگوں کو دوار نکل دی  
..... چنانچہ فائزگر روک کر انہیں الٹی میشم دیا گیا۔

"واوی مرجان والو..... پہلے ہم نے صرف تمارے مرکز کو گھیرے  
میں لیا تھا..... ہم ٹلاشی لیتا چاہتے تھے، لیکن مرکز سے ہم پر..... یعنی قانون  
کے رکھوں پر فائزگر کی گئی..... دھمکی دی گئی..... پھر ہم مارے گئے، راک  
لاسٹر مارے گئے..... ہمیں مجبوراً پاہر لٹانا پڑا..... اب پورے وادی  
مرجان کو گھیرے میں لے لیا گیا ہے..... تم لوگوں کے پاس اب بس ایک ہی  
رات تھے، ہتھیار پھینک دو..... خود کو قانون کے حوالے کر دو..... اس کے  
سوکھی دوسری صورت نہیں..... اگر تم نے یہ راستا اختیار نہ کیا تو ملک کی  
فوج اپنا کام شروع کرنے کے لیے تیار ہے..... چاہو تو تو اکرات کے لیے اپنا  
وند بھیج سکتے ہو..... وند اُڑ آنکھوں سے دیکھ بھی لے گا۔ اس اعلان کے  
بواب میں پیکر پر اعلان کیا جائے..... صرف پانچ منٹ انٹکار کیا جائے گا۔  
یہ اعلان دو مرتبہ ہر ڈیا گیا..... واوی مرجان کی طرف موت کا سانا  
چھا گیا، پھر پانچ منٹ بعد اعلان کیا گیا۔

"پانچ منٹ فیصلے کے لیے بہت کم ہے..... ہمیں غور کرنے کے لیے  
آدھے گھنٹا دیا جائے گا۔"

بریگیڈ یہ نے ان کی طرف دیکھا..... انہوں نے نئی میں سربلا دیا اور  
بولے۔

"آدھے گھنٹا بست زیادہ ہے..... یہ ادھراً ہر فون کر کے اس کا رروائی  
کو رکاوے کے پلک میں ہیں..... ہر ہفت آقاوں کو آواز دے رہے  
ہیں..... اندھا اتنی صلت نہیں دی جاسکتی۔"

"اوکے۔" انہوں نے کہا اور پھر پیکر پر اعلان کیا گیا۔

"مطلوبہ نامنکور..... پانچ منٹ مزید دیئے جاتے ہیں..... اعلان کرنے  
کے لیے..... اگر پانچ منٹ کے اندر ہتھیار ڈالنے کا اعلان نہ کیا تو ہم مدد  
کر دیں گے اور مسلسل آگے بڑھتے ہوئے مرکز تک پہنچیں گے..... پھر مرکز  
کی ایمنٹ سے ایمنٹ بھائی جائے گی..... اور کسی کی کوئی بات نہیں سنی جائے  
گی۔"

"اچھی بات ہے..... ہم پانچ منٹ بعد بات کریں گے۔" دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

ایمی پانچ منٹ نہیں گزدے تھے کہ صدر صاحب کافون آیا، وہ حرمت  
زو اند از میں کر رہے تھے۔

"بہشید! یہ تم کیا کر رہے ہو؟"

"کیوں سر..... کیا بات ہے۔"

"تم نے واوی مرجان پر چڑھائی کر دی اور مجھے بتایا تھا نہیں۔"

"کیوں سر..... کیا مجھے پہلے آپ کو بتانا چاہئے تھا..... جب کہ چڑھائی  
پہلے انہوں نے کی ہے..... ہم تو صرف ان کے مرکز کی ٹلاشی لیتا چاہتے تھے

..... اور یہ بات آپ کے علم میں ہے ..... طلاشی لینے کے پروگرام کا ہمی آپ کو علم ہے"۔

"وہ تو نجیک ہے ..... لیکن پوری وادی مرجان کو کچیرے میں لینے کی کیا ضرورت تھی"۔

"یہ سب لوگ ہم پر حملہ آور ہو گئے تھے ..... میر"۔

"اچھا نجیک ہے ..... میں ان سے بات کرتا ہوں ..... یہ خالاشی دے دیں گے ..... اور شہر کے لوگ بھی کچھ کارروائی نہیں کریں گے"۔

"بہت بہتر؟"۔ وہ بولے۔

پچھا دیج کرنے پر پھر صدر صاحب کافون آیا ..... ان کی آواز میں غصہ تھا۔

"نہیں جوشید! یہ کہتے ہیں ..... یہ فوج اسی طرح واپس چلی جائے گی اور تم لوگ بھی واپس چلے جاؤ"۔

"اپ خود سوچیں ..... یہ کیسے ہو سکتا ہے ..... ہم یہ کیسے کر سکتے ہیں"۔

"ہاں! اٹھیں کر کہتے ہیں"۔

"تب پھر ..... اب آپ کیا کہتے ہیں"۔

"حملہ کرو"۔ وہ بولے۔

"بہت خوب! آپ کا شکر یہ"۔

"میں شکر یہ قول کر لیتا ہوں ..... لیکن جوشید نہیں مجھ سے ہاتھ دھونا پڑیں گے"۔ وہ بولے۔

"جی ..... کیا مطلب؟"۔

"انہوں نے دھمکی دی ہے ..... انشارچ اور بیگان میری حکومت کو چند دن میں ختم کروادیں گے ..... وہ ایسی سازش تیار کریں گے کہ ملک کے اندر میرے خلاف ایک طوفان انحصاریں گے ..... پچھ پچھے چھا اٹھنے کا کہ صدر استعفی دے ..... صدر کو صدارت سے بٹا دوورت"۔

"کیا آپ یہ کہتے ہیں ..... وہ ایسا کرتے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔

"پاہیں ..... لیکن انشارچ اور بیگان نے پہلے بھی ہماری کوئی حکومتوں کے تخت سازشوں کے ذریعے الٹے ہیں"۔

"تو آپ کیا کہتے ہیں ..... پہلے تو یہ بتائیں"۔

"میں اپنی قربانی دے سکتا ہوں ..... اس معاملے کو درمیان میں نہیں پہنچ سکتا ..... خالد سفیان کی بیوی نے ملک کے نہ جانے کے راز اس وادی مرجان کے جاہانی مرزا تیور کے خواں کے ہیں اور اس نے آگے بیگان کو سوچنے ہیں ..... میں یہ غداری برداشت نہیں کروں گا ..... چاہے میں رہوں یا جاؤ"۔

"بس تو پھر آپ اللہ پر بخروس رکھیں"۔

"ایک مٹ جوشید ..... دوسرے فون پر ایک بیرونی کاں آ رہی ہے"۔  
ان کی آواز اس فون سے ہٹ کر دوسرے فون پر سنائی دینے لگی۔

"جی..... جی ہاں ..... صدر بات کر رہا ہوں ..... جی ..... کیا فرمایا آپ  
لے ..... یہ آپ کیا کہ رہے ہیں، آپ کو تو ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا ..... اچھی  
بات ہے ..... صحیح ہے پھر ..... نہیں جناب ..... یہ تو نہیں ہو گا۔"  
ان الفاظ کے بعد پھر ان کی آوازان کے فون پر سنائی دیئے گئی۔  
"لو بھنی جشید ..... یہ تھے انتشارج کے صدر ..... کہ رہے تھے .....  
وادی مرجان کے خلاف کارروائی فوراً" روک دیں ..... میں نے صاف  
الفاظ میں کہ دیا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا۔  
"ٹھکریے سر ..... اب ہمیں دیر نہیں کرنا چاہئے ..... کہیں یہ کوئی اور  
چکر نہ چلا دیں۔"

اور پھر وہاں جنک شروع ہو گئی ..... لیکن ایک باقاعدہ فوج کے مقابلے  
میں وادی مرجان والے کیا تھے ..... وہ تو انتشارج اور بیگال کی دیکھیوں پر آکر  
رہے تھے ..... جب دھمکیاں دم تو ڈھنکیں تو ان کے غبارے میں سے بھی ہوا  
کل گئی ..... اور تین گھنٹے کی گولہ باری کے بعد انہوں نے ہتھیار ڈالتے کا  
اعلان کر دیا۔

"مرزا تمور ہاتھ اٹھائے وادی سے باہر آ جائیں ..... سب سے پہلے ان  
کی گرفتاری عمل میں لائی جائے گی" ..... اوہر سے اعلان کیا گیا۔  
پندرہ منٹ بعد مرزا تمور ہاتھ اٹھائے وہاں آیا ..... پھر باقی لوگوں کی  
پکڑ و حکڑ شروع ہوئی ..... عام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا گیا ..... وہاں

ایک سچ لگایا گیا ..... اس پر اسکے جشید چڑھ گئے اور ان الفاظ میں تقریر  
شروع گئی۔

"وادی مرجان کے لوگوں۔"

تم سب کو ہم کر قارئین کر رہے ..... صرف مرکزوں کو گرفتار کیا  
گیا ہے ..... اصل مجرم وہ ہیں ..... یا ان کے پڑے اصل مجرم تھے ..... جنہوں  
نے تم لوگوں کو دھوکے میں ڈال دیا ..... جنہوں نے تم لوگوں کی عقول پر  
تفضیل کر لیا ..... 14 سال سے مسلمانوں کا یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے ..... حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے آخری نبی ہیں ..... آپ کے بعد اب کوئی نبی  
نہیں ہو گا ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی واضح الفاظ میں یہ اعلان فرمادیا  
تھا کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو ..... لذدا میرے بعد کوئی نبی  
نہیں ..... اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ..... اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں  
 واضح اعلان فرمادیا ..... کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں ..... اب اس  
میں کوئی تک دالی بات نہیں رہ گئی تھی ..... ذرا خور کرو ..... اگر آپ نے بعد  
کچھ لوگوں کو یا کسی ایک کو بھی نبی ہوتا ہو تو کیا آپ یہ فرمائتے تھے کہ میرے  
بعد کوئی نبی نہیں ہو گا ..... کیونکہ اگر کسی نبی کو آتا ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم یہ فرماتے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر تو اس پتے نبی کو لوگ  
بھٹکاتے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے ایک نبی کے ذریعے  
دوسرے نبی کو بھٹکائیں ..... لذدا ثابت ہوا کوئی نبی نہیں ہو گا آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے بعد ..... ہاں حضرت عیین علیہ السلام قیامت کے زدیک آسمان

"حد ہو گئی..... ارے میاں..... کیا خالد سفیان کی یہ وہ بہشہ نے حسیں فون پر یہ اطلاع ضیں دی تھی کہ خالد سفیان نے کوئی قائل اجرام خیری کے حوالے کی ہے..... اس سے قائل حاصل کرنا بہت ضروری ہے..... ورنہ وہ قائل صدر کو مل جائے گی..... اور ہم سب کی شامت آجائے گی۔"

"حسیں! اس نے تایا کوئی فون ضیں کیا؟"۔ اس نے قوارا کہا۔

"اور وہ خیری فوجی معلومات بھی حسیں ضیں دیتی رہی۔"

"نہیں..... یا قائل نہیں۔"

"اچھی بات ہے..... اکرام بہشہ کو یہاں لے آؤ..... یہ صاحب یوں نہیں ہائیں گے۔"

"وہ اگر کچھ بھی کہتی رہے..... میں تو وہی کہوں گا جو بات ہے۔" - مرزا تیمور نے جھلکر کہا۔

"تم سے چ اگلوانا ہمارا کام ہے..... غفرنہ کرو۔" - انپکڑ جیشید سرد آواز میں بولے۔

جلد ہی وہاں بہشہ کو لے آیا۔ اس کے پھرے پر ہوا یہاں اذری حسیں..... اس کی اور مرزا تیمور کی نظریں میں تو وہ توں کے رنگ اور بھی اڑ گئے۔

"بہشہ صاحب..... آپ خیری معلومات کے دیتی رہیں؟" -

"نہیں کو"۔ اس نے کہا۔

"یعنی یہ اس بات سے انکاری ہیں۔"

سے نازل ہوں گے..... لیکن ان کی بہوت تو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکی ہے..... وہ تو پہلے نبی، بن پہلے ہیں..... لہذا ان کے نزول کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے بعد حضرت عیینی نبی ہوں گے..... اور ہم ان کی تہ اصلی ثانی یہ ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے دمغت کی ایک مسجد کے مشرقی میثار پر نازل ہوں گے..... نازل ہونے کے بعد وہ کیا کچھ کریں گے..... یہ تمام تفصیلات احادیث میں یہاں کرو گئی ہیں..... ان حالات میں تم لوگوں کا کسی کو نبی ماننا کس قدر غلط ہے..... تم لوگ اس سے تو پہ کرو..... تو پہ کر کے مسلمان ہو جاؤ..... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مان لو..... اور اپنی آخرت ستوار لو..... بس مجھے یہ کہنا تھا..... شکر یہ۔"

وہ شجاع سے اتر آئے..... تو کچھ لوگ ان کی طرف بڑھتے۔

"ہم جہاںیت سے تو پہ کرتے ہیں..... جس کو ہم اب تک نبی مانتے رہے ہیں..... اس جھوٹے پر لخت ہیجھتے ہیں۔"

"خدا کا شکر ہے..... کچھ لوگوں نے تو حق کو تسلیم کیا۔"

پھر ان کی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی آگے بڑھتے..... بلقی لوگ پرے پرے منہ بناتے ہوئے وہاں سے پلے گئے..... اب وہ مرزا تیمور کو کمرہ امتحان میں لے آئے۔

"مرزا تیمور..... اجرام خیری کہاں ہیں؟" -

"کون اجرام خیری..... میں کسی اجرام خیری کو حسیں جانتا۔"

اسے ٹکنے میں کس دیا گیا۔۔۔ پھر اس کی تینوں نے آسمان سر اٹھایا  
۔۔۔ لیکن اس نے یہ پھر بھی نہ اگاکہ وہ معلومات آگے کس تک پہنچتا تھا۔۔۔  
آخر وہ بے ہوش ہو گیا۔۔۔  
”اکرام بھی۔۔۔ خاص کوشش کرنا پڑے گی۔۔۔ یہ بھی سید حمی اگلیوں  
سے لٹکا نظر نہیں آتا۔۔۔“  
”چھی بات ہے سر۔۔۔ آپ فخر رہ کریں۔۔۔ ہم بھی اس سے اگلوں  
چھوڑیں گے۔۔۔“  
اسے ہوش میں لا یا گیا اور پھر وہ سرے ٹکنے میں کسا گیا۔  
”بہن دباتے سے پہلے تم سے پوچھا جاتا ہے۔۔۔ معلومات کے دیتے  
رہے ہو۔۔۔ اکرام نے کہا۔  
”نہیں بتاؤں گا۔۔۔“  
”اوے۔۔۔ بہن دبادو۔۔۔“  
”کچھ بھی کرو۔۔۔“ اس نے جھلاکر کہا۔  
ایک بار پھر اس کی جھیں بلند ہوئیں۔۔۔ ایسے میں بخاری قدموں کی  
آواز سنائی دی۔۔۔ وہ چونکہ کمزے اور حیرت زدہ رہ گئے۔

\*\*\*\*\*

”تب پھر اس میں میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔“ اس نے جمل کر کہا۔  
”اپ اپنیں معلومات کس طرح پہنچائی تھیں۔۔۔ بذریعہ فون تو یہ کام  
ہو نہیں سکتا۔۔۔ عطا ہر بے، کسی کے ذریعے پہنچاتی ہوں گی۔۔۔ یا پھر خود دے کر  
آتی ہوں گی۔۔۔“  
”یہ کام میں اپنے گھر کے ملازم سید احمد سے کراچی رہی ہوں۔۔۔“  
”بہت خوب! اتب تو ہمیں ایک گواہ مل ہی گیا۔۔۔“  
”یہ بھوت ہے۔۔۔ میرے خلاف سازش ہے۔۔۔“  
”تم لوگوں کے خلاف کوئی کیا سازش کرے گا۔۔۔ تم تو خود سازش کے  
پسند ہو۔۔۔ انہوں نے لفڑت زدہ انداز میں کہا۔  
”میں نے کوئی سازش نہیں کی۔۔۔“  
”تم ان معلومات کا کیا کرتے تھے۔۔۔“  
”نہیں بتاؤں گا۔۔۔“  
”بہت خوب! تو تم نے یہ بات تسلیم کر لی کہ سید احمد کے ذریعے  
معلومات تم وصول کیا کرتے تھے۔۔۔“  
”ہاں آئیں کرتا تھا۔۔۔ یا کافی تو بوجو بالا لے کتے ہو۔۔۔“  
”چلو یہ تو ہوا۔۔۔ کس دو بھتی اس کو ٹکنے میں اور جب تک یہ یہ نہ  
ہٹائے کرے یہ معلومات کس کے حوالے کیا کرتے تھے۔۔۔ اس وقت تک بہن  
آف ن کرنا۔۔۔“

اُس نے کافیات ان کے سامنے کر دیئے..... وہ حیرت زدہ رہ گئے  
ان سے پوچھے بغیر..... اُسیں عدالت میں بلاۓ بغیر ہائی کورٹ کے ایک  
چیخ نے خاتم لے لی تھی۔

"اُسیں چھوڑ دو اکرام..... آؤ..... ذرا ہال کورٹ کے چیخ ارشد نیاز  
سے دو دو باتیں کرنے پڑیں..... مرزا یحور کو ہم پھر گرفتار کر لیں گے۔"  
انہوں نے پر سکون آواز میں کہا۔

"جی تھیں..... نہیں گرفتار کر سکیں گے..... ان کی خاتمہ پکی ہے۔"  
"ہم اس کیس میں اُسیں گرفتار نہیں کریں گے..... ہمارے پاس ان  
کے خلاف اور بھی کیس ہیں۔" اپنے جوشیدے نے طریقہ اندراز میں کہا۔  
"میں ان کیسوں میں بھی ان کی خاتمہ کراؤں گا۔"  
"اُچھی بات ہے..... آؤ بھی پڑیں۔"

وہ اسی وقت چیخ ارشد نیاز کے پاس پہنچ گئے..... پہلے تو انہوں نے اپنا  
نذر ف کرایا..... اپنا خصوصی اجازت نامہ دکھلایا..... پھر پولے۔  
"آپ نے مرزا یحور کی خاتمہ آخر کس طرح منظور کر لی۔"  
"یہ میرا اختیار ہے۔" انہوں نے مند بنا�ا۔

"اور یہ میرا اختیار ہے..... آپ کو میرے ساتھ چلانا ہو گا۔"  
"لیکن کہاں؟" چیخ ارشد نیاز نے قورا کہا۔  
"مرزا یحور کے پاس۔"

## دروازہ

وہ ملک کا مشور وکیل تھا..... بت دھڑلے والا..... نام تھا..... جام  
سوڈانی۔ اس کے بارے مشور تھا جسکے اس سے گھبراتے تھے۔  
"اپنے کپڑے جوشیدے پہنیز..... آپ اب ایک سینئٹر مزید یہ ظلم نہیں کر سکتے۔"  
درستہ میں آپ کو عدالت میں کھینچوں گا..... میں ہوں مرزا یحور کا وکیل جام  
سوڈانی اور لے کر آیا ہوں..... ان کی خاتمہ کے کافیات۔"  
"لیا کہا۔..... خاتمہ کے کافیات۔"

"پہلے میرے وکیل کو اس مشین سے نکالیں۔..... پھر دوسری بات  
کریں۔"

"جی تھیں..... میں بھی ایک وکیل ہوں۔..... جب تک خاتمہ کے  
کافیات دیکھے تھیں لوں گا۔ اُسیں نہیں چھوڑوں گا۔"  
"چھا پھایا ہیں۔"

"کیا مطلب..... کیا اپنیں ابھی تک رہائیں کیا گیا"۔ اس نے جلاکر کہا۔

"رہا تو کر دیا گیا ہے..... اس لئے کہ عدالت کا حکم ہے"۔  
"تب پھر؟"۔

"اب آپ کو اس کے سامنے پہل کر اس کی خلاف منسوخ کرنا ہو گی"۔

"میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں..... میں نے خود خلافت لی ہے"۔

"آپ مجھ سے بات کئے بغیر..... یہ معلوم کئے بغیر کہ اس کا جزو میر کیا ہے..... خلافت نہیں لے سکتے تھے..... قانون میں نے بھی پڑھا ہے"۔

چج کے چہرے پر ایک رنگ ہرگز رکھا۔

"یہ آپ مجھ سے کس لیجے میں بات کر رہے ہیں"۔ چج نے سرد آواز میں کہا۔

"آپ ہمارے ساتھ چل رہے ہیں یا نہیں"۔

"نہیں..... ہرگز نہیں"۔ اس نے کہا۔

"اچھی بات ہے..... آپ صدر صاحب کا یہ خصوصی اجازت نامہ پڑھیں..... اس کے مل پر میں آپ سے کہتا ہوں..... آپ میرے ساتھ چلیں"۔

"نہیں جاؤں گا"۔

"آپ صدر کا حکم مانے سے انکار کر رہے ہیں"۔

"یہ اجازت نامہ جعلی بھی ہو سکتا ہے"۔

"آپ نے مجھ پر اور میری ایمانداری پر اڑام لگایا ہے..... اب آپ پر یہ اڑام بھی ہے"۔

"کچھ بھی ہو..... میں ساتھ خیں جاؤں گا"۔

"اکرام..... اپنیں لے چلو..... اور وہیں لے چلو..... جمال ہم لے جایا کرتے ہیں..... تاکہ مد اغافت نہ ہو"۔

"اوکے سر"۔ اکرام نے پستول ہاتھ لیا۔

"یہ..... یہ کیا..... مجھ پر پستول تباہ ہے آپ نے..... ایک بیج پر"۔

"ایک بیج نے بھی تو صدر کا حکم نہیں مانا ہے"۔ دو بوالے۔

"اس کا شجاعم بہت بڑا ہو گا"۔

"کوئی بات نہیں"۔

چج ارشد غیاز کو خفیہ نہ کرنے پر لا یا گیا..... وہاں خلافت نامے کی منسوخی پر اس کے دھکا لئے گے..... پھر فوراً س لے کر اکرام کو بھیجا گیا..... وادی مر جان والے پسلے ہی طاقت آزمکار ہار چکے تھے..... اب کیا اڑتے..... لذما مرزا تیمور کو پھر کر فار کر لیا گی اور اسے بھی اس ہار وہیں لا یا گیا..... جمال بیج تھا۔

"اب تم دونوں ایسی چکر ہو..... جمال تمہارا وہ وکیل نہیں چنچ سکتا"۔

"لیکن یہ سب غیر قانونی ہے"۔ چج فراہم۔

"ملک کے خداروں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں ہم..... یہ جو ملک کے راز و شمن ملکوں کو دیتے رہے ہیں تو یہاں سب قانونی تھا۔"

اس سوال کا جو کسے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"مرزا تیمور..... آپ سے آخری بار پوچھتا ہوں..... راز تم کے دیتے رہے ہو۔"

"میں بھی آخری بار کھاتا ہوں..... نہیں تھاں گا۔"

"اوکے..... اگر ام..... اب اس کے ساتھ وہ سلوک کرو..... جو تم صرف غاصص تم کے مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں۔" انسوں نے سرد آواز میں کہا۔

"کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔"

"ہمیں اس سے غرض نہیں..... فائدہ ہو گایا نہیں..... ہم اپنی کوشش کیا کرتے ہیں..... اور اگر ام میں ذرا اس کے مرکز کی تلاشی لینے جا رہا ہوں ..... ہم تلاشی لینا بھول کے تھے..... اور اس کی گرفتاری کو ہی کافی خیال کر بیٹھے تھے..... ہو سکتا ہے..... ہمارا مسئلہ صرف تلاشی سے مل ہو جائے..... کیونکہ وہاں سے ابھی چیزیں مل سکتی ہیں کہ ہمیں اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہ جائے۔"

"اوہ ہاں سر..... یہ نجیک رہے گا..... دیے تو آپ کی واپسی تک میں اس سے اگھواؤں گا۔"

"تم لوگ مجھے چھوڑ دو..... آخر میرا کیا قصور ہے۔" - جو نے بچہ اور

ان پسلے جمیش کو ایک جھنگا لگا۔..... ان کی آنکھوں میں چمک ابرائی۔

"جس صاحب ایسا آپ جیا تی ہیں۔"

"کیا مطلب۔" - جو زور سے اچھلا۔

"تو یہ بات ہے..... وہ دیکھ لیجی جیا تی ہے..... ایک جیا باتی دیکھ لیجی۔ اس کے پاس گیا اور جیا کہ جیا تی امیر مرزا تیمور کو ان پسلے جمیش نے گرفتار کر لیا۔..... اور اس کی زبان کھلوانے کی کوشش ہو رہی ہے۔" لذ اس سے پہلے کچھ اگل دے۔..... ٹھانٹ منکور کی جائے۔..... یہی ہوا ہے نا۔"

وہ خاموش رہے۔..... بس کلک کلک دیکھتے رہے۔

"تم دونوں کی خاموشی کہ رہی ہے کہ بات یہی ہے۔..... خیر..... کوئی نہیں۔..... پہلے ذرا ام مرکز کی تلاشی لے آئیں۔..... آوجھی چلیں۔"

"نہ نہیں۔..... نہیں۔" - مرزا تیمور چلا گئا۔

"لیا نہیں۔" - ان پسلے جمیش درک کر اس کی طرف ہڑے۔

"آپ وہاں کی تلاشی نہیں۔..... جتنی رقم چاہتے ہیں لے لیں۔"

"یہ کیا بات ہوگی۔..... وہاں کی تلاشی نہ لینے سے تم کیا فائدہ انخالوں کے بکہ گرفتار کے جا پکے ہو۔..... اور ملک سے خداری کا مقدمہ اب تم اڑ رہے گا۔" - ان کے لمحے میں جرأت تھی۔

"اس کے باوجود میں یہ کہوں گا..... وہاں کی تلاشی تھے تو..... بڑی سے بڑی رقم لے لو۔"

"آپ نے شاپروفیسر صاحب..... یہ صاحب اسکنر جمیل کو رشتہ دینے چلے ہیں..... خان رحمان تم نے بھی سنائے اور میرے پیسوے..... تم بھی سن چکے ہو..... یہ میری قیمت لگا رہا ہے..... اچھا زارا دیکھیں تو سی..... سی قیمت لگتی ہے میری..... ہاں بھی..... کیا دیتے ہیں؟"

"کیا نکد ہے..... آپ تو نہ اق پر اتر آئے۔"

"نہیں..... کوشش تو کرو..... کیا پہنچات ہے جائے؟"

"ایک کروڑ۔" اس نے منہ بنا لیا۔

"بس..... ایک کروڑ۔"

"اچھا دو کروڑ۔"

"بھی ایک ایک کر کے آگے تھوڑا ہو..... کوئی بھی چھٹا گا لگاؤ۔"

"وس کروڑ میں بات بنتی ہو تو نجیک ہے..... ورنہ بس۔"

"تم تو کر رہے تھے..... بختی تی چاہے رقم لے لیں۔"

"اوہو..... تو پھر اپنے منہ سے بنا دیں۔"

"سی تو مشکل ہے۔ اسکنر جمیل مکارے۔"

"ایا مشکل ہے۔" اس نے بھنگا کیا۔

"یہ کر..... مجھے نہیں معلوم..... میری قیمت کیا ہے؟"

"میں نے پسلے ہی کما تھا..... آپ نہ اق پر اتر آئے ہیں۔"

"اچھا..... تو پھر نہ اق ختم..... اور آگے بڑا ہو۔"

"کیا واپسی..... آپ سودا کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں بھی..... یہ رقم بہت بڑی ہے..... اور تم تو اس سے زیاد و دیتا چاہتے ہو..... لذدا آگے بڑا ہو۔"

"اچھا پہچاں کروڑ۔"

"ارے پاپ رے..... بھی آدھا ارب..... توہہ توبہ..... تمہارے پاس اس قدر دولت ہے۔" انسوں نے چیراں ہو کر کہا۔

"ہاں ا تمام جاہاں نہیں اپنی آمدی کا درسوں حصہ دیتے ہیں۔"

"حد ہو گئی..... یہ لوگ کس قدر ہے تو قوف ہیں..... کہ جاہاں بننے کی قیمت ادا کرتے ہیں اور سچا نہ ہب اسلام ان سے کچھ چدھہ نہیں مانگتا..... اس کو چھوڑ دیا ہے..... اس سے بڑی بد قسمی کیا ہوگی بھلا۔"

"اب آپ سودے والی بات کر رہے ہیں یا نہیں؟"

"نہیں..... پہچاں ارب میں بھی نہیں۔"

"تب پھر یہ سودے کی بات پیٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تم بوگوں کو کہا تا چاہتا تھا کہ ہر جیز بکھے والی نہیں ہوتی، ہر انسان کو تم فرید نہیں سکتے۔"

"آپ نہیں بکھیں گے تو وہ سرے بک جائیں گے۔" اس ملک میں بکنے والے ہزار ہاں۔"

"ہاں امیں جانتا ہوں..... اس ملک میں بنتے والے ہیں..... وہاں میں آنے والے بھی ہیں..... لیکن تم ہمیں نہ خرید سکو گے..... نہ وہاں میں لے سکو گے..... ہم تمہارے مرکز کی تلاشی لیں گے..... اور اجرام خیزی کو وہاں سے برآمد کریں گے۔"

"تب پھر یہ بھی سن لو..... اجرام خیزی وہاں نہیں ملتے گا۔"

"تو پھر یہ بتا دو..... کہاں ملیں گے وہ۔"

"ہم ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے..... حق یہ ہے کہ بہرہ نے اس سلطے میں مجھ سے رابطہ کیا ضرور تھا، لیکن اجرام ہمارے ہاتھ نہیں لے سکتے..... مطلب یہ کہ وہ قاتل ہمارے ہاتھ نہیں لگی گئی تھی۔"

"کیا..... نہیں..... یہ لٹکتے ہے۔"

"تو پھر تلاشی تو آپ لے ہی رہے ہیں..... آپ کو معلوم ہو جائے گا..... میں یہ کہ رہا ہوں یا بھوت۔"

"اوکے..... اکرام تلاشی کے انتظامات کرو۔"

"وہ پہلے ہی عمل ہیں سر۔" اکرام مکرایا۔

"ہمیں..... ہمیں کیسے معلوم تھا کہ ہم تلاشی بھی نہیں گے۔"

"سر..... جب پہلے وادی مرجان پر حملہ کیا گیا تھا اور اس کو گھیرا گیا تھا اس وقت بھی کمائی تلاشی لئے بغیر ختم نہیں ہوئی تھی..... میں نے سوچا، اس پار پھر تلاشی کے بغیریات نہیں بنے گی۔"

"ہوں لیکیں ہے۔"

اب وادی مرجان کے مرکز کی تلاشی کا کام شروع ہوا..... اس کو یہ لوگ اپنادار الخلاف کرتے تھے..... وہ سرے الفاظ میں ان کا خلفہ اس میں رہتا تھا، پسے جب اس کی تلاشی کی گئی تھی..... تو اس میں تو پچھے نہیں ملا تھا..... لیکن جب اس کے فرشتوں کی کھدائی کی گئی تھی تو اندر سے مسلمان علماء کی لاشیں اور اسلحہ وغیرہ برآمد ہو اتھا۔

تلاشی کا عمل شروع ہوا..... فوج اس معاٹے میں ان کی مدد کر رہی تھی ..... آخر معاملہ پھر کھدائی پر آیا..... اور انہوں نے اپنے جرائم کا کوئی ثبوت نہیں پھورا تھا۔

"ہم کھدائی کراتے گئے ہیں..... اس میں وقت لگے گا..... لہذا بھر ہو گا..... تم خفیر راستے کے بارے میں بتا دو۔"

"نہیں..... نہیں بتاؤں گا..... مرو کچو۔" اس نے پھنسکار کر کہا۔

"کھدائی کی ضرورت نہیں ہے اب اجاں..... میں نے جان لیا ہے..... خفیر راستا کہاں ہے۔"

"نہیں..... یہ لٹکا ہے..... یہاں کوئی خفیر راستا نہیں ہے۔" مرا تیور چلا اتھا۔

"وہ بھی دکھاتے ہیں۔" یہ کہ فرزانہ آتش دا ان کی طرف پڑھی..... اس وقت وہ اس مرکز کے ہال میں موجود تھے..... فرزانہ کو اس طرف پڑھتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا، وہ چلا اتھا۔

"نہیں..... نہیں۔"

۱۳۴۰

دروازہ کھلنے کی مرزا تیور کا رنگ اڑ گیا۔  
”مرزا میں جسیں بدد عادت ہوں..... آج کا دن تمہارے لئے بدد ترین  
دن ملایت ہو گا..... اب تم میں بدد عادت ..... تاکہ ہمارا مل جائے ..... کس کی  
بد دعا خاتمت ہوتی ہے۔“  
”اوہ..... اور میں جسیں بدد عادت ہوں ..... یہ دن تمہاری زندگی کا  
آخری دن ہو گا۔“  
”چلو ..... پھر ابھی معلوم ہو جائے گا۔“ یہ کہ انکل جشید آگے  
بڑھے۔  
”اہا جان! آپ بھول رہے ہیں ..... ان لوگوں کی پیش گوئیوں کے بیچے  
کیا ہوتا ہے ..... جب یہ لوگ کسی کی سوت کا اعلان کرتے ہیں ..... تو پڑھ سے  
اس کی سوت کا انقام کرتے ہیں۔“  
”اوہ ہاں ..... اس کا مطلب ہے ..... اس = خانے میں کوئی انقام ان  
لوگوں نے کر رکھا ہے۔“ انکل جشید نے جرئت زدہ اس انداز میں کہا۔

"تھیں لے بیٹھنے کی اور پھر اس گڑھ سے نہیں نکل سکو گے۔" - مرزا تیمور  
مخدود مسکرا یا۔

"ہمیں..... تم لوگوں کو بد دعا میں بھی رہتے ہو"۔  
 "ہم اپنے دشمنوں کو بد دعا میں ہی تو دیتے ہیں"۔  
 "پھر ان بد دعاوں سے دشمنوں کا پکجھ گرتا ہے"۔  
 "بہت پکھ"۔ وہ ہنا۔  
 "یا لکل غلط..... اس لیے کہ سب سے بڑے دشمن تو پھر ہم لوگ ہیں  
 ... جہرا تو آج تک کچھ نہیں گدرا"۔  
 "حمد ہو گئی..... آج بگزرے گا..... آج"۔ اس نے دھمکی دی۔  
 اچانک دروازہ کھل گیا۔ فرزانہ نے آتش دان کی راکھ ہٹائی تو نہ  
 جانے کیا کیا تھا۔

"خود کی باتھی ہے۔"

سب سرہ مرا تصور تمدنے آکے پڑے گے۔"

"لیا۔ تھیں۔" —

انہوں نے اپنے سچے سے کہا اور اپنے آگے رکھ کر اے

"تھیں تھیں۔ ایجاد کرو۔ میں گولیوں سے جتنی وجہوں

سمت خوب اونہیں نہ ہے۔ گولیاں کیے جائیں گے۔"

"مددے کریں لے کچوں اس انتقام کر رکھا ہے۔ کر۔"

"مگر یہ اس انتقام کو ختم کر دو۔"

"اپ نے یہ بھروسے کے لئے ختم کروں گا۔"

"تھیں۔ تم میں تھا۔ کس طرح ختم ہو گا وہ انتقام۔"

"وہ۔ سخنیں آف کرو۔ اس نے جھاکر کا۔"

انہوں نے آتشِ داں کے ایک طرف سوچی گورڈ پر سخنیں آف کیا

اور پھر اس کو آگے رکھ کر دروازے کی طرف پڑھتے۔

"یہ کیا۔ اپ نے مجھے پھوڑ دیں۔"

تم پر کوئی اعتدال نہیں۔ جانشیوں پر اعتدال کرنا صفات ہے۔ لذا

اب بھی ہم تھیں آگے رکھ کر جملیں گے۔"

"حد ہو گئی۔ آپ کیسے آؤتی ہیں۔ سخنیں بھر آن کرو اور  
خینہ بنیں دباد۔ پھرہ تھائے میں اترد۔ وہ نہ سبھے پر فیض اذیتیں  
کرے۔ اب ایک دن یہیں اپنے گھر پہنچے۔"

"اود تھا بے ساقہ سبھے صیلیاں کے۔"  
"مجھے اس سے کیا۔ مجھے تو خود کو چکایا۔"

اب انہوں نے سخنیں کو بھر آن کیا اور سخنید کو آف کیا۔ پھر وہ  
اسے آگے لے کر پڑے۔ اس طرح وہ اس = تھائے میں داخل ہے۔  
ان کی آنکھیں بارے حرمت کے بھل کیں۔ وہاں اسلی کے ذمہ بر تھے ہی  
— کچھ لوگ بھی قید تھے۔ ان کے علاوہ کثیرات اور کافکوں کی اللہیاں  
بھری چڑی تھیں۔ — فوق ان سچوں کو اور لے آئی۔ اپ ان  
کثیرات اور قائل کو دیکھنے کا کام شروع ہوا۔ — کوئی چھوٹا سا کام تھیں تھیں  
— لیکن انہیں کرنا پڑا۔ — ان کافکوں اور کثیرات کا معاشرہ کرنے کے  
دور ان انہیں پارہ بھلکے لگتے ہیں۔ — بیکنڈ ہر کے توہش ازگے

"آف! آف! جاہلیں تھارے ٹک کے اس حد تکہ سخن بھی ہوئے ہیں  
— یہ توہنی لے بھی سوچا بھی نہیں تھا۔ فضیل خدا کا۔ یہ لوگ توہنچ  
میں بھی ہوئے ہے۔ مددوں پر موجود ہیں۔"

"ہیں جنہیں اسی توہناری بدھتی ہے۔ طارے ذمداد لوگ اس  
پہلو کی طرف توہنچ دیتے۔ یہ لوگ توہنکل ٹک کی قوچ میں موجود  
ہیں۔"

ان فائدوں میں ملک کے ایسے ایسے راز موجود تھے..... جن کا کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگانا تھا کن تھا..... لیکن یہ راز ان لوگوں نے حاصل کر رکھے تھے..... صاف ظاہر ہے..... جب کمانڈر انچیف کی بیوی جایا ہی ہو سکتی ہے..... توفیق کے راز راز کیسے رہ سکتے ہیں..... ان تمام فائدوں کو دیکھنے کے بعد وہ ان لوگوں کی طرف ہڑے..... جنہیں یہ خانے میں قید کیا گیا تھا۔

”آپ لوگوں کا کیا قصور تھا..... آپ کو کیوں قید کیا گیا تھا..... ہماری باتیں“۔

ان میں سے آخر آدمیوں نے یہ بتائی تاہم۔

”ہم ختم نبوت کے لیے کام کرتے ہیں..... مساجد میں تقدیر کرتے ہیں..... ہماری تقدیر اُنہیں بہت سختی ہیں..... انہوں نے ہمیں انخواہ کرا لیا“۔

”ہوں..... اور آپ..... آپ کا کیا قصور تھا“۔ انہوں نے لوہیں آدمی کی طرف دیکھا۔ وہ ایک نوجوان آدمی تھا۔

”سم..... میں نہیں جانتا..... میں کون ہوں“۔ اس نے ہکلا کر کہا۔

”کیا مطلب؟“ وہ پوچھ کے اٹھے۔

”ہاں جاتا؟ یہ نمیک ہے..... یہ یہ خانے میں ہم لوگوں سے پہلے ہی موجود تھے..... ہم نے بھی ان سے بہت مرچہ سوالات کئے..... لیکن ہر سوال کے جواب میں انہوں نے یہی کہا..... میں نہیں جانتا..... میں کون ہوں“۔

”لے“۔

”وہ حیرت زدہ رہ گئے..... یہ بات عجیب تھی..... علاوہ مرزا تمور کی طرف ہڑے۔

”تم تھا تو..... یہ کون ہے؟“۔

”میں خود نہیں جانتا..... یہ کون ہے؟“۔

”لیکا کہا..... تم نہیں جانتے یہ کون ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“۔

”یہی بات ہے..... آپ پیش کریں یاد کریں۔۔۔ اس کے پارے میں سماجت خلیفہ کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں تھا۔۔۔ مرنے سے پہلے وہ مجھے ضرور تھا۔۔۔ کہ یہ کون ہے..... لیکن ان پر اچانک قانع کا حملہ ہوا اور وہ مر گئے۔۔۔ طرح اس شخص کا راز رازی رہ گیا۔۔۔ وہ سری طرف اس کی بیری نہ واہ چک کر دی گئی تھی۔۔۔ اب اسے خود بھی معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔۔۔ ہم نے اسے رہا اس نے نہیں کیا کہ باہر اگر اس کو پہچان لیا گیا اور اس کا دہ خود رست ہو گیا تو یہ ہمارے ہمارے پارے میں دھا سکتا تھا۔۔۔

”اے! یہ محالہ تو اور زیادہ پر اسرار ہو گیا۔۔۔ میرا خیال ہے..... دب تر۔۔۔ ہم جیسا ہی کو ٹھلاش نہیں کر لیتے اس وقت تک اس کیس سے دشیر ٹھیک ہے۔۔۔ اب ہم اس نوجوان کی قصادر اخبارات میں ہر کوئی سمجھ گئے۔۔۔ شاید اس کے ہمارے میں کوئی کچھ بتا سکے؟“۔

”لیکن اہا جان! سوال یہ ہے کہ..... اجرام خیری کمال ہیں۔۔۔ وہ تو بھال بھی نہیں ہیں۔۔۔ جب کہ ہمیں پیش کو چلا تھا۔۔۔ وہ ان لوگوں کی قید میں ہیں۔۔۔“۔

سب تو من کوئی بڑی نہ قم ستر رکروں گا۔ اکارا مہنے خوش ہو کر کلا۔  
وہ سکرا دیے۔ عین الصلوچ یونہ نے تجھوں اخواز میں کلا۔

”میری بھوکے ارم۔ لفڑی ہے۔  
”سرحد کے اسے تاریخیں کر رہا۔

سمت خوب! میں آنکھ دلائیں گی ایسی بات میں کوئی گاہ جس

عشق کامپیوٹر - آرام 2 فوریلیں  
کامپیوٹر سے مدد - ایک ایجاد

ماہر کے پاس لے گئے، زندگی میں قرآن کو خال آیا۔

۳۰ فرسیں تھے اب تک، جرام خیری صاحب کو علاشیں فرمیں کر سکے۔

ہیں۔ سر ابھی لکھ خیال تھا۔ لیکن سر اخیال پاکل خلا کا۔  
اس کیس میں سرے خیال بھی درست ثابت کیں گورے۔ دوسرے  
اقاظہ میں کتنا پاہوں گا کہ یہ کیس نئے ٹکڑت پر گلت و سے رہا ہے۔  
سرے پیپرے۔ اگر آپ ٹکڑتی ٹکڑت کیے گے  
وہم کر کچھ کیس کے۔ سفاروق نے، کلاکر کا۔

تم ملے گے۔ پر و فرد اودھ کو کھا کر  
کسی بھی بھروسہ کیا کرے۔

عکس رکورڈر پر میری بحکم جملہ گئی ہے۔

اسکن ہی آئی۔ اسکلر جیشنر مرا جو دی مرکز رکھتے  
حکایت واقعی درست ہے۔ کہ آپ اس قوم کا بڑے

الله يحيي ملائكة الموتى - لا يحيي ملائكة الموتى -

جیکی ہوتے ہے۔ آرام۔ ٹے پڈان سب کو۔ اور اس

بڑے میں کوئی بخیرِ انتہا نہ ہے گا اسے اقامتِ بھی دن طا جائے گا۔ احتمال  
قدحِ قدر، سرکار، طا۔

جتنیں ملے ان ۳ وہ تریب اگر قش سے وہ باطل فوج دی جائیں۔ اگر ان کو مکارا ہے

"مدت سے میری خواہش تھی کہ میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہم آؤں۔"

"تو پھر آج کام آ جائیں۔" فاروق نے خوراک مکمل دہ سکرا دیئے۔ پھر جوک کر دے۔

"مرے باپ رے۔ کام آ جانا تو ایک دوسرے میتوں میں استعمال ہوتا ہے۔"

اس پر وہ سکرائے۔ اپنے جشید نے اپنی نوجوان کے ہارے میں جیسا ٹھوں نے خور سے اس کی کمال سنی تھا اس نوجوان سے بولے۔

"کیوں بھی..... آپ کلام کیا ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"اور آپ کے والد کلام کیا ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"آپ کمل کے رہنے والے ہیں۔"

"میں نہیں جانتا۔"

نوجوان نے جب ہر سوال کا جواب لگایا تو پروفیسر اوار جاپ نے سوالات کا سلسلہ بند کر دیا اور ان کی طرف تڑے۔

"آپ اپنی میں پھر ڈی جائیں..... جو جنی کوئی کامیابی حاصل ہوئی میں آپ کو خود فون کروں گا۔"

"اوکے۔" وہ بولے اور اٹھ کر ٹھے ہوئے۔

"وزرا پڑپتے اس نوجوان کا سلسلہ حل کر لیں۔" اگر واکٹر صاحب نے یکھوں میلت طلب کی تو ہم نوجوان کو ان کے پاس پھر ڈیں گے۔ اور خود اجرام صاحب کی ٹلاش میں لفٹن کے۔ میرا خیال ہے۔ اس بارہم کام نہیں رہیں گے۔"

"کیوں اتنی ایجاداں۔" فاروق نے چوک کر کر۔

"اوکے۔"

"میں اپنے تمہارے ذہن میں کوئی بات ہے جشید۔" پروفیسر واؤ نے خورے کی طرف دیکھا۔

"ہاں ایک خیال ہے۔ تابے اجرام اس جگہ جائے۔"

"اوکے۔"

پڑپتے ہو رہا اکٹر صاحب سے بات کر لیں۔" انہوں نے کہا۔

"لیکن کون ہے ذا اکٹر صاحب؟"

"ڈاکٹر پروفیسر اوار جاپ۔" بہت بڑے ماہر نہیں تھے۔

دہنی امراض میں اپنیں بچھی کاوا کرنا کیا ہے۔" انہوں نے بتایا۔

پروفیسر اوار جاپ نے ان کا استقبال گرم ہوشی سے کیا۔ وہ اپنے جشید کو بہت زیادہ پسند کرتے۔ والوں میں سے تھے۔

"اف ساک آج میری خواہش پوری ہو گئی۔"

"جنی۔۔۔ کون ہی خواہش۔"

لدن اس تین بات ہے۔ بڑھے نے کاسہ دو اندر چاکایا۔ جلدی وہ  
لوٹ آیا۔

”آپ خاشی لے سکتے ہیں۔ میں میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔  
لدن تین بات ہے۔“

اور پھر انہوں نے خاشی کا کام شروع کیا۔ پورے گھر کی خاشی کی  
کمی۔ خانے کے امکان کا بھی چاہو، لایا کی جیسی وہی کسی خانے کے آہر  
ظفرتہ آئے۔ اجرام خیری کا کوئی نکان نہ۔ آخر میں انہوں نے گورون  
والے کمرے میں فرزاد کو بھیجا۔ اس نے گھر کی گورون کا بجاہو لایا اس  
کمرے کو بھی بخوبی کھانا۔ میں بھی اجرام خیری ظفرتہ آئے۔

اب تو وہ سہت پکارائے کام پر کر باہر نکل آئے۔ تھم اپنے جو چیز  
لے اکرام کو فون کیا کہ وہی وہ سادہ لباس والے ٹھوڑے کروے۔ اب  
انہوں نے گھر کا سچا ہی۔ کچھ تکنی احوال اس کیس کے سلسلے میں وہ ڈکھے  
کر کھجھ کر پہنچ گئے۔ اور کوئی کام اپنے ٹھوڑی میں آہما تھا وہ کیا پا سکا  
تھا۔ مرزا تمور کے مرکز کے خانے سے مدد والے نوجوان کی تصور  
بھی کل کے اختیارات میں شائع ہوا جس۔ کور اس کے بعد اپنی کمی کی  
اطلاع کے تکرار کر رکھتے۔ لذ اور گھر کا منزہ کرنے کی وجہ سے۔

تھم جو چیز دوں میں وہ کیہ کر دانت نکال دیئے۔

”لنسلا۔۔۔ میں سلسلے میں خوش ہزاری ہوں گم۔۔۔“ اس لیے سیلانا۔۔۔

”آج آپ کو کملانیں سمجھا گا۔۔۔“ اس لیے لات اسٹن۔۔۔

اب ان کی گاہی ایک سوتھی میں روائے ہوئی۔۔۔ پھر جو خی ان کی کچھ  
میں آیا وہ چونکہ اس نے  
”تارے! ایک کام۔۔۔ آپ نے بھر کے گھر کی طرف چارے ہیں۔“

”ہم۔۔۔ اب اس کا گھر اسکی جگہ رہ گیا ہے۔۔۔ جس کی ہم اپ  
نکھل خاشی نہیں لی۔“

”میں وہ تو حرست میں ہوئے۔۔۔“  
”تو کیا ہوا۔۔۔ اس کے حرست میں ہوئے ہوئے ہم خاشی لیں  
کے۔۔۔“

ہٹرے کے گھر کے ساتھ میں کھنکر انہوں نے دیکھ دی۔۔۔ انہرے  
ایک بھی رعناس آدمی ناہر۔۔۔

”ہمیں اس گھر کی خاشی نہیں ہے۔۔۔“  
”اس کی خاشی ہلتی ہے۔۔۔ میرے بیٹے کو مر لادر کے آپ کا گھر  
نہیں بھرا۔۔۔“

”ہم۔۔۔ ابھی نہیں بھرا۔۔۔ انہوں نے اس انتہا۔۔۔“

”تو ہمہ لے لو خاشی۔۔۔“  
”گورون اور بھیجن کو آپ ایک کمرے میں کر لیں۔۔۔ تھم اس کے  
کو ہا ہجھے بند کر دیں۔۔۔ اور پھر گھر کی خاشی میں سے۔۔۔ پھر اس کے  
کی خاشی لیں کے۔۔۔ آپ پسند کریں تو ہمارے ساتھ ساتھ رہ کتے ہیں۔“

”کیا ہم بھی آئیں۔“ محمود نے کہا۔  
 ”آتھا چیز ہو تو ضرور آ جاؤ۔۔۔ کوئی اعتراض نہیں۔“  
 محمود اور فاروق نے سوالیہ انداز میں اسکے جدید کی طرف دیکھا چکے  
 کر رہے ہوں۔۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔ ہم فرزانہ کا ساتھ دیں یا آپ کے پاس  
 بیٹھیں۔۔۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔  
 ”چلے جاؤ بھی۔۔۔ شاید تم لوگ یہ اس کیس میں کوئی تمثیل در  
 دکھادو۔“

تینوں لا بھری میں آئیں۔۔۔ فرزانہ نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔  
 ”خیال کیا آتا ہے۔۔۔ پہلے تو یہ تھا۔۔۔ تاکہ ہم تھارا پوری طرح  
 ساتھ دے سکیں۔“

”دس سال پہلے۔۔۔ جو واقعہ ہوا تھا۔۔۔ میرا مطلب ہے اجرام خری  
 صاحب کے ساتھ۔۔۔ ہم نے اس واقعے کے ذہن سے جھٹک دیا۔۔۔ اور  
 جھٹک اس لئے دیا کہ مہتر کا دردار ساتھ آ گیا تھا۔۔۔ لیکن کیا ایسا ہیں  
 اوسکے۔۔۔ کہ اصل محلہ وہی ہے۔۔۔ اجرام خری صاحب نے۔۔۔ سرحد  
 پار کرتے ہوئے ایک توبوچان کو گرفتار کیا تھا۔۔۔ وہ شارجستان کا جاؤں تھا  
 ۔۔۔ انہوں نے اسے گولی مار دی تھی۔۔۔ اور وہیں کہیں دفن کر دیا تھا۔۔۔  
 اس واقعے کے دس سال بعد ان پر قاتلان جلتے ہوئے گئے۔۔۔ یہاں تک کہ  
 انہیں انفو کر لیا گیا۔۔۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس واقعے کی خبر

”یہ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی بھائی۔۔۔ میری بھوک نے تو مجھے اتنی میم  
 دیکھ کر ہے۔“  
 ”تو ہے کیا؟“۔۔۔ انہوں نے تکمیر کر کر۔  
 ”یہ کہ اگر من یہ آؤ۔۔۔ کچھ ٹکے ٹکے کھانا دیا کیا۔۔۔ تو بھوک صاحب نے  
 پیہو ش کر دیں گی۔“  
 ”مرے پاپ رے۔۔۔ خیر۔۔۔ آپ بیٹھیں۔۔۔ میں صرف تین بنت  
 میں کھانا ٹکر دیتی ہوں۔“  
 ”لیکن چار عذر کھانا کیاں گے؟“۔۔۔  
 ”یکوں سو ایسی آگے تھے۔۔۔ آپ لوگوں کی آمد کے آغاز دور دوڑ رکھ  
 قفر نہیں کر رہے تھے۔۔۔ مذاہمیں نے سوچا۔۔۔ کیوں نہ اس کھانے سے ان کی  
 ڈھنچ کر دی جائے۔۔۔ چنانچہ نہیں ان کی وحشت کر دی۔۔۔ خوب سیر ہو کر  
 گئے ہیں۔۔۔ اور اسی دعائیں دے کر گئے ہیں کہ کیا ہاتھوں۔“  
 ”خیر۔۔۔ یہ تو تم نے اچھا کیا۔۔۔ آپ جلدی سے پرہیز صاحب کے  
 لئے بکھر جاؤ الو۔“  
 ”اگھی نہیں۔۔۔ وہ بولیں۔  
 ایسے میں فرزانہ نے لا بھری کا رنج کیا تو محمود بیوال اخشد  
 ”یہ اس وقت لا بھری کی کیا سو بھی؟“۔  
 ”ایک خیال آیا ہے۔۔۔ اس خیال پر کام کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ یہ بھی  
 اس وقت کرنے کا کوئی کام نہیں ہے۔۔۔ اس نے کہا۔

اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اگر شائع ہوئی تھی۔ تو یہ اس نوجوان کی  
تصویر بھی اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ ”  
”اوہ اب میں سمجھا۔ تم کیا سوچ رہی ہو۔“ محمود احمد پڑا۔ اس  
کی آنکھیں ہر دفعے حیرت کے میل میں۔

”نہ لے جائیں لاد بیٹھے اغوش تھےں۔“  
”لاد کی بیٹھنے والیں لاد، سر لاد، سارے لاد تھے۔“  
”بُر لاد وہ تھا۔“  
”جس ایجاد ایجاد تھا۔ خبر لاد پڑیں۔“  
”غادروں چھڈ لئے تک ان دونوں کو دیکھتا رہا۔۔۔ پھر وہ بھی اچھا اور  
کھوئے کھوئے اور اڑائیں پڑا۔  
”مگر ایسا ہو سکتا ہے۔“

”ہاں اگر وہ نہیں ہو سکتا۔“ فرزانہ نے کہا اور پھر اجرام خیری کے گمرا  
کے غیر طلاقے۔ فوراً ہی ان کی یعنی کی آواز شالی دی۔  
”عاصرہ پہنچ کر رہی ہوں۔۔۔ آپ کون؟“  
”فرزاد۔۔۔ وہ بولی۔

”اوہ ایا۔ آپ ہیں۔۔۔ ذیہی کا کچھ ہاصل۔“  
”تم پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ اور یہ فون بھی اسی سلطے میں کیا  
ہے۔۔۔ کیا آپ تاکتی ہیں۔۔۔ اجرام خیری صاحب نے سرحد پر جب  
نوجوان کو پکڑا اتنا۔۔۔ اس دن کی تاریخ تھی۔“

”تی ہاں کیوں نہیں۔۔۔ وہ واقعہ تم سب کے ذہنوں پر قلع ہو گیا تھا  
۔۔۔ اس دن 13 اگست تھی۔۔۔ اور یہ نیک درس سال پہلے کی بات ہے۔“

"کیا اس وقت یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی"۔  
"باد پرستا ہے کہ ہوئی تھی..... دراصل ہم اس وقت چھوٹی تھیں"۔  
"میری یہ اتنا ہی کافی ہے"۔

انہوں نے دو سال پہلے کے اخبارات میں سے 14-15 اگست کے اخبارات الگ کئے..... اور ان کا مطالعہ شروع کیا..... ایک جگہ سرخی نظر آئی۔

"سرحد پار کرتے ہوئے ایک شار جستھانی جاسوس کیا اگیا"۔  
میچے خبر ہوں تھی۔

"کل رات شار جستھانی سرحد پار کرتے ہوئے ایک نوجوان کو کیشناں اور جرم خیری نے گرفتار کیا ہے..... اس سے قبضے کئے ہوتے ابھم راز بھی میں..... سرحدی قوانین کی خلاف درزی کے تحت کیشناں اور جرم لے گئے ہیں..... موقعت پر گولی مار دی..... کانڈات اپنے ہیئت کوارٹر کے حوالے کر دیے ہیں..... تو جوان کو سرحد پر عقیدہ فن کر دیا گیا ہے"۔

اس خبر کے ساتھ اس نوجوان کی تصویر بھی تھی..... چند لمحے تک وہ اس تصویر کو تلکی پا خدھ کر دیکھتے رہے "بھر گزانے کیا۔

"کیا خیال ہے ..... کیا یہ تصویر اس نوجوان کی ہے ..... جو بھی کہ خانے میں لٹا ہے"۔

"انقرش بالکل مختلف ہیں ..... اور ہمارے لوگوں ماری ہی تھی ..... جب کہ یہ نوجوان زندہ ہے"۔ محمود نے بله بھی کہا۔

"دوسرے یہ کہ اگر یہ نوجوان وہی ہے..... پھر گولی کس شخص کو ماری گئی..... اس طرح تو اجرام خیری ایکجھے نظر آتے ہیں..... کیا اجرام خیری نے اس وقت کوئی گزاری کی تھی"۔ فاروق نے خیال خاہر کیا۔

"اس کا امکان بھی ہے ..... آخر اجرام خیری بھی انسان ہیں ..... ہو سکتا ہے ..... اس وقت کوئی پکڑ چل گیا ہو اور یہ اس پکڑ کی زد میں آگے ہوں، لیکن اسیں بھم نے دشمنوں کے قبضے میں دیکھا ہے"۔

"ہوں! گویا اب کیس کا جائزہ ایک نے سرے سے لیتا ہوا گا..... آؤ پہلے بڑی پارٹی کو یہ تصویر دکھائیں..... اس بات کا بھی امکان ہے کہ یہ تصویر اس وقت لی گئی ہے..... جب نوجوان کے چہرے پر میک اپ ہو..... بعد میں میک اپ کا پتا چلا ہو"۔ محمود نے ایکجھے ہوئے گما۔  
تینوں وہ اخبار انھائے باہر آئے۔

"معلوم ہوتا ہے ..... کوئی خاص بات معلوم کرنی تم لوگوں نے"۔  
ان پکڑ جیشیہ ان کی طرف دیکھ کر بولے۔

"یہ بات کسی جا سکتی ہے ..... لیکن ہو سکتا ہے ..... وہ بات خاص نہ ہو"۔

"خیر..... دیکھتے ہیں ..... کیا اس اخبار میں اس نوجوان کی تصویر ہے ..... جو دن خانے سے ملا"۔

"تھی نہیں ..... یہ تصویر اس نوجوان کی نہیں ہے ..... لیکن اس نوجوان کی ہے ..... جو سرحد پر سے پکڑا گیا تھا"۔ محمود نے بله بھی کہا۔

"اوہ اچھا" - وہ چوکے۔

ان کی نظری تصور پر جم گئی..... کافی دیر تک خور سے دیکھنے کے بعد اسکلر جشیدے کہا۔

"میں ..... یہ تو جوان نہیں ہے ..... جو یہ خالی سے ملا ہے" -

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے ..... مرا تیور نے ہم سے اس تو جوان کے پارے میں جھوٹ بولنا ہوا اور وہ اس کے بارے میں جانتا ہو" -

"اس کا بھی جائزہ لیں گے ہم ..... اب اس کمالی میں اور بھی سنبھال پیدا ہو گیا ہے" -

"اللہ اپنارحم فرمائے ..... سنبھال تو پڑھاتی جا رہا ہے اور محلہ بھی میں نہیں آ رہا" -

"ہاں بھی ..... جب تک ہم اجرام خیزی کو تلاش نہیں کر لیتے ..... اس وقت تک اس کیس میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی ..... لہذا خور کرو ..... ہم اسے کمال تلاش کریں" -

"اوہ ہاں ..... بات تھیک ہے" - فرزاد بولی۔

"تو پھر تم ہی تباہ ..... وہ کمال ہے؟" -

"مجھے آپ سوچنے کی صلت تو دیں نا" - فرزاد گھبرا گئی۔

"چلو لے اوصلت ..... تم بھی کیا دکرو گی" - وہ مسکرا دیئے۔

اور پھر وہ تینوں سوچ میں ڈوب گئے ..... آخر پھر وہ مت بعد فرزاد نے سراخ کیا۔

"میرا خیال ہے ..... ہمیں اجرام صاحب کو وہاں تلاش کرنا چاہتے" -  
"وہاں کہاں؟" -

"بی بس ..... وہیں" - فرزاد مسکرا گئی۔

"اوہ ..... اچھا! میں سمجھ گیا" - اسکلر جشید زور سے چوکے ..... ان کی آنکھوں میں چمک لے رہا۔

"یہ کیا بات ہوئی ..... بس وہیں ..... اور آپ نے بھی فوراً" کہ دیا کہ اچھا میں سمجھ گیا" - فاروق نے ہل کر کہا۔

"اوہ ہاں انھیک ہے" - محمود بول انھیں۔

"حد ہو گئی ..... اب تم نے بھی کہ دیا ..... ہاں تھیک ہے" - فاروق نے شکایا۔

"آپ میں اور کیا کروں" -

"ارے ..... اوہ ہاں ..... واقعی تھیک ہے" - فاروق بھی زور سے پوٹکا۔

"آپ حسیں کیا ہوا" - محمود نے اسے گھورا۔

"میں بھی جان گیا ..... تم کمال کی بات کر رہے ہو" -

اور پھر خان رحمان کی گاڑی میں وہ کالا بگڑ بیٹھ گئے ..... یہاں سب کچھ اُن کا توں پڑا تھا ..... اس کرے میں وہ سوراخ بھی اسی طرح تھا ..... وہ سری طرف سے وہ اس کرے میں بھی گئے ..... وہاں بھی پکھہ نہیں تھا۔

"شاید ہمارا خیال غلط تھا..... یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے"۔ فاروق نے

کہا۔

"اس جگہ تک تو ہم پہنچ گئے تھے..... اس جگہ سے آگے کسی جگہ پہنچنے کی ہم نے کوشش نہیں کی..... اگر اس گھنڈر میں کوئی اور پوشیدہ جگہ سے تو ان لوگوں کے لیے اجرام خیری کو چھپائے کیں اس سے اچھی جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے"۔

"لیکن اس وقت تک تو انہوں نے اس کان جانے کیا حال کر دیا  
ہوا گا"۔

"اس کا قوس نہیں بیٹھ رہے گا"۔

"اوہو..... ایک مفت"۔ فرزانہ نے ہونتوں پر انقلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

پھر وہ کچھ سننے کی کوشش کرنے لگی..... اچانک وہ زمین پر لیٹ گئی اور اس نے اپنے کان ہاکل قرش سے لگادیا..... انہوں نے اس کے چہرے پر ہوش کی حالت دیکھی۔

"وہ جگہ کے نیچے کہیں کچھ لوگ موجود ہیں اور وہ آپس میں بند آوازیں بات چیت کر رہے ہیں..... ہمیں اس جگہ تک پہنچنا ہو گا"۔

وہ بے چین ہو گئے..... پریشان ہو گئے..... کہ کس طرح پہنچیں..... لے اور ہراوہ چکراتے..... اسکلہ جشید البتہ پر سکون انداز میں دیکھتے رہے..... پھر وہ ایک سمت میں آگے پڑھے..... اس جگہ ایک ستون تھا..... بہت موٹا

ستون..... اور او نچا ہی..... اس ستون کا ابھی تک کچھ نہیں گزرا تھا  
..... ہاکل درست حالت میں تھا۔

"ذرا! اس ستون کو دیکھنا بھتی"۔

فرزانہ نے فوراً "اس ستون کی طرف ہو گئی..... اس نے ستون سے  
کان لگادیئے، پھر وہ بہت زور سے اچھی۔

"اف مالک! آوازیں ستون کے نیچے سے یا اس کے اندر سے آرہی  
ہیں"۔

"جھرت ہے..... ان لوگوں نے اس گھنڈر کو ایسا پاک نہ کیا تاہماں رکھا ہے  
..... اور ہم اس بات کو پہلے محسوس تک نہیں کر سکے"۔ اسکلہ جشید یوں  
اور ستون کے گرد ایک چکر لگایا..... اس کا بخور جائزہ لیا..... محمود، فاروق  
اور فرزانہ نے بھی بخور اس کو دیکھنا شروع کیا، ایسے میں پر و فسردا و دکی  
آواز ابھری۔

"یہ..... جشید..... یہ"۔

"یہ، کیا قربا یا..... یہ جشید یہ"۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں، دیکھو"۔ وہ یوں لے۔

انہیں نہ دیکھا..... وہ اکڑوں بیٹھتے تھے..... اور ستون کے زمین کے  
ساتھ ہے ہوئے حصے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"اس جگہ زمین میں تحریر احمدت سی ہے..... لیکن یہاں کوئی مشکن نہیں  
چیز نظر نہیں آ رہی..... اگر یہاں کہیں دروازہ موجود ہے تو وہ کھلنا کیسے  
ہو گا"۔ انہوں نے پڑبڑائے کے انداز میں کہا۔  
"غور کر لیتے ہیں..... ویسے میراول کہ رہا ہے کہ ہم کامیابی کے بست  
مزدیک ہیں"۔

ان سب نے اس جگہ کو اور آس پاس کی جگہ کو بنور دیکھنا شروع کیا  
..... آخر فرزانہ کی باریک بین نظروں نے ستون کے بالکل سامنے ایک دروازہ  
کا جائزہ دیا..... اس میں سیاہ رنگ کا ایک نشان موجود تھا اور اس نشان پر انقلی  
کا نشان بھی موجود تھا..... کویا اس جگہ کو دیانتے سے وہ نشان پر اتحاد..... اس  
نے اللہ کا نام لے کر دھرتے دل کے ساتھ اس جگہ انقلی رکھ دی۔  
دو سرالٹ چوٹکا دینے والا تھا" ایک بہلی سی آواز کے ساتھ ستون میں  
ایک دروازہ تھودار ہوا اور انہوں نے لوہے کی سیڑھی میں بیٹھی جاتی دیکھی  
..... اپ تو ان پر بے تھاش جوش پیدا ہو گیا..... آواز پیدا کئے بھی..... ایک  
ایک کر کے پڑھیاں اترتے چلتے ہیں ..... بیچے ان کے سامنے ایک مکمل  
عمارت موجود تھی..... یوں لگتا تھا اصل عمارت کے اوپر ایک مصنوعی گھندر  
قائم کر دیا گیا ہے..... تاک کوئی اس طرف کارخند کرے ..... اور گھندر کو  
خوناک بھی بنادیا گیا تھا..... اس وقت وہ اس عمارت کے گھن میں کھڑے  
تھے..... گھن میں تین کمروں کے دروازے موجود تھے..... بلب بھی روشن تھا

اور ان تین میں سے ایک کمرے میں بھی روشنی ہو رہی تھی۔ دو کمرے تاریک  
تھے..... ان کے قدم روشن کمرے کی طرف اٹھے۔  
اکیں تک پیچے موجود لوگوں کو ان کے آجائے کی کوئی خبر نہیں تھی.....  
اسی لیے وہ اندر اپنی ہاتوں میں مصروف تھے..... انہوں نے کان دروازے  
سے لگاؤ یہے..... اندر کوئی کہرا تھا۔  
"یہ سب صدر کی وجہ سے ہوا..... وہ اپنکے جیشید پارٹی کو اجرام  
کے گھر بھیجتے..... شے لوگ اس کیس میں ناٹک اڑاتے"۔  
"چلو خیر کوئی بات نہیں..... بھیں کون سا وہ کوئی لقصان پہنچا سکے.....  
بلکہ ہم نے اپنیں ناکام بنا دیا"۔  
"وہ ہمارا سراغ تک نہیں لگائے..... اگر وہ یہاں تک بچ گئے ہوتے  
تو ہمیں اپنا یہ سمجھنے کا چھوڑنا پڑتا ہے..... جب کہ اس کو بھائے میں ہمارا بھت  
خرچ ہوا ہے اور اس نکھلانے کو ہم نے ہر لحاظ سے محظوظ ترین اور آرام دہ  
ترین بھائے میں کوئی کسر اخلاصیں رکھی"۔  
انہوں نے تالے کے سوراخ سے اندر جھائکئے کے لیے سوراخ کی  
ٹلاش میں نظریں دوڑائیں..... لیکن وہاں کوئی سوراخ نہیں تھا..... کوئی  
جھری قسمی..... کمرے میں کم از کم تین آدمی ضرور تھے..... کوئی تک انہوں نے  
تین آدمیوں کی آوازیں سنی تھیں۔

اندر موجود لوگ اور حراستی کرنی کر رہے تھے..... کوئی خاص بات نہیں کر رہے تھے کہ وہ کان لگائے کھڑے رہتے..... لہذا اپنے جمیل نے ان کی طرف دیکھا اور اشارے میں پوچھا۔  
"اب کیا کریں؟"

"پہلے ان دو کروں کو دیکھ لیتے ہیں۔" فرزانہ نے مشورہ دیا۔  
انپر جمیل نے سر بلادیا..... وہ دیکھے پاؤں دو سرے کی طرف آئے کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا..... جس کا مطلب تھا اندر کوئی نہیں ہے..... انہوں نے آواز پیدا کی بغیر دروازہ کھولا۔..... اندر انہیں ہمرا تھا..... مگن روشنی سے کمرے کی تاریکی دوڑ۔ نہیں ہوری تھی..... قاروق نے نارنج بیب سے نکال کر اس کی روشنی اندر ڈالی۔

وہ برقی طرح اچھے..... آنکھوں میں حیرت ای حیرت دوڑتی۔

\*\*\*\*\*

## کیا!!!!

اجرام خیری رسیدن سے بندھے ہوئے تھے..... انہیں ایک کرتی پڑھا کر پاندھ دیا گیا تھا..... ان کے دونوں پانزوں پر پینیاں بندھی تھیں..... اور وہ بالکل بے ہوش تھے..... اب انہوں نے تیرے کمرے کا جائزہ لیا..... یہ کرہ خالی تھا۔

"اب کیا کریں..... پہلے اجرام خیری کو ہوش میں لا کیں یا ان لوگوں کو قابو کریں۔" اپنے جمیل نے اشارہ میں بات کی۔

"اجرام خیری تو پہلے ہی بندھے پڑے ہیں..... یہ بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے..... پہلے ان لوگوں کی طرف توجہ دینا چاہئے..... جو اس کمرے میں موجود ہیں۔" فرزانہ نے کہا۔

"آؤ پھر۔" انہوں نے کہا۔

"لیکن ایا جان! میرے خیال میں بتایا رہے گا کہ آپ اکل اکرام اور ان کے ماتحتوں کو بلا لیں۔ تاکہ وہ پوری طرح اس لکھنڈر کو گھیر لیں

"بیچے..... اور راستہ اس سtron سے جاتا ہے۔"

"وہ! ان کے منہ سے ایک ساقھہ نکالا۔

اکرام اور اس کے ماتحت اپنے کام میں مصروف ہو گئے..... اپنے جشید نے خود اپنی گرانی میں یہ کام کرایا..... پھر اکرام سے پولے۔

"اس کھنڈر کے آس پاس کوئی عمارت نہیں ہے..... للا یہ لوگ اگر کسی خیریہ راستے سے لٹکتے تو..... راستا آس پاس کی زمین میں سے کہیں لٹک گا..... لہذا دھیان رکھنا۔"

"اوکے۔" وہ پولے۔

اب اپنے جشید بیچے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے..... اس کمرے سے اب تک باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں..... لیکن وہ بس ادھراً درجی باتیں کر رہے تھے۔

اپنے جشید نے دستک دینے کی بجائے دروازے پر ناخن سے کمرچ کھرچ کی آواز تکاندا شروع کر دی..... اندر یک دم خاموشی چھاکنی..... جب کہ انہوں نے ناخن کی آواز جاری رکھی۔

"یہ..... یہ آواز کیسی ہے۔"

"شاید اور پچھے لوگ آئے ہیں..... بحوث کی آوازیں نہ کادو۔" وہ سرے نے کہا۔

"ایک منٹ..... پسلے میں اور چاکر جائزہ لے آؤں۔"

..... مجرموں کو فرار ہونے کا کوئی امکان نہ چھوڑ رہا۔ ..... پسلے ہی یہ بست مکمل سے ملے ہیں۔" فرزان نے جلدی جلدی اشارے کے۔  
اپنے جشید مکرا دیجے..... پھر انہوں نے سtron کے ذریعے والیں باہر نکل کر اکرام کو یہ ہدایات دیں..... سیٹ بند کر کے بیچے آئے..... بالآخر لوگ ان کا تھلکار کر رہے تھے۔

"یہیں ان کا تھلکار کرنا چاہئے..... ہو سکتا ہے..... انہوں نے کوئی اور نہیں راستا بنا کر ہوا اور جو نئی ہم دستک دیں..... یہ اندر ہی اندر کہیں نکل جائیں اور ہماری ساری محنت بر باد ہو جائے..... ابھی ہم ان کی شکلیں بھی نہیں دیکھ سکے۔"

انہوں نے سرہاد دیے..... جب اکرام کے آنے کا وقت ہو گیا تو اپنے جشید پھر اور پر چلے آئے..... اکرام اور اس کے ماتحت آچکے تھے..... ان کے چہروں پر حیرت ہی حیرت تھی۔

"آپ پھر ہماں سر؟" وہ بولا۔

"ہاں! مجرم لوگ یہیں موجود ہیں..... ہم ہلاوجہ ادھراً درجہ طرف سے کلہ نہ جائیں..... اسی لئے ہمیں ہاایا ہے..... اس کھنڈر کو چار دن طرف سے اس طرح گھیر لو..... کہ ان کے فرار ہونے کا ذر اسکے بھی اسکان نہ رہے۔"

"لیکن سر..... یہ لوگ ہیں کہاں؟"

ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ کھلا..... ایک آدمی باہر کلا اور انکلے جمیلے اس کے مندر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اس طرح قابو میں کیا کہ جلوں سی آواز بھی پیدا نہ ہو سکی..... ساتھ ہی انہوں نے ایک خاص انداز سے اس کی کن پٹی کو سل دیا..... وہ بے ہوش ہو گیا..... چند مث ب بعد وہ سرے کی آواز ابھری۔

"جیرت ہے..... جیکی اب تک لوت کر شیش آیا..... میں دیکھتا ہوں اے"

اب وہ سرانکلا..... اور وہ بھی ان کے پتھے چڑھ گیا..... اس کو بے ہوش کرنے کے بعد..... اس کمرے میں دبے پاؤں داخل ہو گئے۔

انہوں نے دیکھا..... وہ ایک بڑا ہاں تھا..... اس میں آئھ آدمی اور ادھر ادھر بندھے ہوئے اونگہ رہے تھے..... ایک کرسی پر چوکس چینھا تھا..... انہیں دیکھ کروہ بہت بری طرح اچھلا..... ساتھ ہی انکلے جمیلے نے اس کی کن پٹی پر پستول رکھ دیا۔

"آوازن نکالنا..... چلو بھی ہاتی لوگوں کے اسلوچ پر قبضہ کرلو"۔

انہوں نے جلدی جلدی اوکھتے ہوئے مجرموں کے پستول وغیرہ اپنے قبضے میں لے لئے..... پھر انہیں جکایا گیا..... انہوں نے آنکھیں کھولیں اور دھک سے رہ گئے۔

"اب چپ چاپ اپنے آپ کو بندھوں تو ..... اسی میں تم لوگوں کی بھلائی ہے"۔

انہیں تو مجیسے سانپ سو گھے گیا..... جھٹے پستول یک وقت ان کی طرف اٹھئے ہوئے تھے اور ان کا اسلحہ لے لیا گیا تھا..... اب وہ کیادم مارتے ہے لذا چپ چاپ سب نے اپنے آپ کو بندھوں لے لیا..... باہر پڑے دو بے ہوش آدمیوں کو بھی باندھ دیا گیا..... اب ان سب کو ایک جگہ ڈھیر کر دیا گیا۔

اب اجرام خیری نے انھاں کو اکرام کے ماتحت بدستور موجود رہیں گے۔" انہوں نے کھنڈر کے گرد اکرام کے ماتحت بدستور موجود رہیں گے۔" انہوں نے ہدایات دیں۔

بے ہوش اجرام کو بھی اس ہاں میں لا دیا گیا..... ڈاکٹر کو فون کیا گیا..... وہ آئئے اور انہوں نے اجرام کو بے ہوش میں لائے کے لیے ایک انجششن دیا..... باقی لوگ اس وقت تک خود بخود بے ہوش میں آگے تھے اور موجودہ صورت حال نے انہیں حد دریتے خوف میں چلتا کر دیا تھا۔

آخر خدا خدا کر کے اجرام خیری نے آنکھیں کھولیں..... ان کے جسم کی حالت بہت سرد تھی..... ان پر بہت تشدید کیا گیا تھا..... لوہے کی سرخ سلاخوں سے ان کے ہزاروں کو داغا گیا تھا اور ہزاروں کا گوشت بل جیا تھا..... وہ حد دربے تکلیف میں تھے..... ڈاکٹر نے ان کی حالت دیکھ کر کہا۔

"انہیں تو فوری طور پر ہپتال پہنچانا چاہئے..... ذرہ بے کہ کہیں ان کی موت نہ واقع ہو چائے"۔

"اوہ"۔ وہ دھک سے رہ گئے..... پھر اکرام کی گرفتاری میں انہیں ہپتال بھیج دیا گیا..... ساتھ ہی اسے ہدایت دی گئی کہ جو نبی وہ بات پیش

"اکرام..... اس بات کا خطرہ موجود ہے..... کہ ہپٹاں میں اجرام خری کو بلاک کرنے کی کوشش کی جائے گی..... لذا ہم یہ خطرہ کیوں مولیں ہیں ..... فوراً" راستا بدلو اور نمبر 3 میں "۔ انہوں نے تبلہ اور حوزا پھوڑ دیا۔

"میں بیکھر گیا سر۔۔۔ آپ فلکر شہ کریں"۔۔۔ اکرام نے فوراً کہا۔۔۔  
انہوں نے قوف بند کر دیا۔۔۔

"بیس توکالی کیا ہے"۔۔۔

"افسوس! ہم کمالی نہیں سنا سکتے"۔۔۔

"لیکن کیوں نہیں سنا سکتے..... یہ تباونا"۔۔۔

"اس کمالی کے نتائے کے بعد ہمارے پلے کیارہ جائے گا..... لذا ہم جانیں تو دے دیں گے کمالی نہیں سنا سکیں گے"۔۔۔

"چلو کمالی تہ سناو۔۔۔ وہ میں تمہیں سنا دوں گا..... یہ بتا دو۔۔۔ تمہارا عملن کس سے ہے"۔۔۔

"کیا مطلب؟"۔۔۔ وہ پچھ لے گئے۔۔۔

"تمہارا تعلق کس ملک سے ہے؟"۔۔۔

"افسوس! ہم یہ بات نہیں بتا سکتے"۔۔۔

"اپھا! بتا تا دو۔۔۔ تمہارا مرزا تیور سے تعلق ہے یا نہیں"۔۔۔

"ہم کسی مرزا تیور کو نہیں جانتے۔۔۔ ہمیں تو صرف اجرام خری کو اکر کے اس سے کچھ اگلوں اتنا تھا"۔۔۔

کرنے کے قابل ہوں۔۔۔ ان کا بیان لے لیا جائے۔۔۔ کیونکہ اگر وہ کوئی جانتے بغیر مر گئے۔۔۔ تو خطرہ ہے۔۔۔ پر ازانہ یہ کے لیے رازن رہ جائے۔۔۔ ان کے جانتے کے بعد وہ ان تین کی طرف مڑے۔۔۔ جو یادیں کر رہے تھے۔۔۔

"اپ تم لوگ ساری کمالی اگل دو"۔۔۔

"اجرام خری کی گلکر کریں اپکل جو شید۔۔۔ وہ لوگ اپسیں بلاک کر دیں گے۔۔۔ جو شنی اپسیں اطلاع ملتی ہی کہ اجرام خری اپ آپ کے قبضے میں ہیں۔۔۔ اور ہپٹاں میں بیٹھا گیا ہے۔۔۔ وہ اپسیں غیر کرادیں گے"۔۔۔

"لیکن اس وقت تک کیوں زندہ رکھا گیا ہے"۔۔۔ وہ حیران ہو کر پوچھے۔۔۔

"اس لیے کہ جو ہم ان سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ وہ ابھی تک معلوم نہیں کر سکے"۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں تھے تم"۔۔۔

"ہم کیوں تاہمیں۔۔۔ آپ اجرام خری سے معلوم کیجئے گا"۔۔۔ ایک نہ بھنا کر کہا۔۔۔

"حد ہو گئی"۔۔۔ اپکل جو شید تملکا تھے۔۔۔ پھر انہوں نے اکرام کے نہیں ملائے اور پوچھے۔۔۔

"اس بے چارے کو تو اب تک ختم بھی کر دیا گیا ہو گا۔"  
"کیا مطلب؟"

"اس کے یہاں سے باہر نکلے پر ہم نے ایک ہی بات طے کی تھی..... یہ کہ انہیں ختم کر دیا جائے..... لذادہ لوگ اسے ہپھال تک قیس بخچنے دیں گے۔"

"ناممکن۔" ایکٹر جشید پر سکون آواز میں یوں۔  
"کیا مطلب..... کیا ناممکن؟"

"تم لوگوں کی طرف سے خطرے کا اشارہ ملتوی میں نے ان کا راستہ بدلتا ہے۔"

"اوہ..... وہ جائیں گے تو اپتھال میں۔"

"نہیں..... اپتھال نہیں جائیں گے..... کہیں اور جائیں گے۔"

"تب پھر اجرام خیری کا اعلان کس طرح ہو سکے گا۔"

"وہ ہم کرائیں گے..... آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔" وہ مکرانے۔

"جہاں تک میرا خیال ہے..... اس وقت تک انہوں نے اجرام خیری کو بلاک کر دیا ہو گا۔" ایک نے کہا۔

"ماں جانے دو..... تم لوگ اسیں بلاک نہیں کر سکتے۔" ایکٹر جشید نے طریقہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"دیں اگلو انا تھا۔" محمود نے فوراً کہا۔

"یہ تباہ یا تو گولی ساری کمائی تاادی۔"

"تب پھر بات تو ہم اب اجرام خیری سے معلوم کر لیں گے۔"

"ضرور کر لیں..... ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"اوکے..... تم لوگوں کے پارے میں معلومات حاصل کرنا اب ہمارا کام ہے..... اور ہم معلومات حاصل کر کے دکھائیں گے۔"

"آپ کچھ بھی کر سکتے ہیں..... ہم اجرام خیری سے کوئی بات معلوم کر کے صرف اور صرف اپنے ہیڈ کوارٹر کو بھیج سکتے ہیں..... آپ کو یہ کسی کو نہیں بتا سکتے۔"

"اپ بھی آپ نے ہمارا کمرہ امتحان نہیں دیکھا۔"

"آپ ہمیں ڈرائیور نہیں کہتے..... موت کا سیپول ہم پسلے ہی من میں رکھ چکے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ چوکے۔

"اگر آپ نے ہم پر سختی کرنے کی کوشش کی تو ہم وہ سیپول چالیں

کے۔"

"وہ تو یہ بات بھی ہے۔" ایکٹر جشید نے طریقہ انداز میں کہا۔

"جی ہاں! یہ بات بھی ہے۔"

"پسلے ہم قرآن اجرام خیری سے بات کر لیں..... پھر آپ سے بات ہو گی۔"

"میں ہاں کیوں نہیں..... اگر آپ آنا چاہیں تو آجائیں..... ڈاکٹر صاحب جان  
کا لئنا ہے کہ وہ بہت جلد بات کر سکیں گے۔"

"اوکے..... ہم آرہے ہیں۔"

ان لوگوں کو انسوں نے اپنی خفیہ فورس کے حوالے کیا اور نکلنے  
نمبر 3 پہنچ گئے..... یہ خفیہ نہ کھانا دراصل ایک ذاتی ہپتال بھی تھا..... اور ہر  
مدرس محفوظ تھا..... اس وقت تنہ ڈاکٹر اجرام خیری کی دلکشی بھال کر رہے تھے  
..... وہ بھی اس کمرے میں پہنچ گئے، آخر ایک گھنٹہ بعد اجرام نے آنکھیں  
کھول دیں۔

"میں..... میں..... کمل ہوں۔"

"آپ اب دوستوں کے درمیان ہیں۔" - محمود کی آواز نے انسیں  
اس کی طرف دیکھنے پر مجبور گردیدا۔

"اوہ..... تو آپ لوگ مجھے ان کے چنگل سے نکال کر لائے ہیں۔"

"ہاں! نکال کر تو ہم لے آئے ہیں..... اور آپ کا علاج بھی ہترن ڈاکٹر  
کر رہے ہیں..... آپ بہت جلد تھیک بھی ہو جائیں گے..... لیکن یہ چکر کیا ہے  
..... ہم اب تک نہیں سمجھ سکے۔"

"یہ انتقام کا چکر ہے..... میں آپ لوگوں کو پتا پکا ہوں..... کہ وہ س  
سال پلے جب میں فوج میں کیپٹن تھا..... ایک جاہوں کو مرحد پار کرتے  
ہوئے پکڑا گیا تھا..... میں نے اسے گولی مار دی تھی..... اور وہیں دفن کر دیا

"مطلوب یہ کہ..... کہ تم ان سے کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو..... لیکن وہ  
تھا نہیں رہے..... اگر بات صرف ختم کرنے کی ہوتی..... تو یہ تمہارے لیے کیا  
مشکل تھا..... جوان کے بازوؤں کو گرم سلاخوں سے داغ کئے ہیں..... وہ کیا  
انہیں ختم نہیں کر سکتے تھے، لیکن جب تک تم ان سے وہ بات معلوم نہیں  
کر لیتے، انہیں ختم بھی نہیں کر سکتے..... یہ بات اجرام خیری بھی جانتے ہیں  
..... کہ جب تک وہ راز نہیں ہائیں گے..... اس وقت تک تم لوگ انہیں  
نہیں مارو گے..... اوہ رانسوں نے راز ہٹایا..... اور تم نے انہیں بلاک  
کیا۔"

یہ کہتے ہوئے انسوں نے ان کی طرف دیکھا..... ان کے چہرے تاریک  
ہوتے نظر آئے..... گویا انہیں بات تھی..... پھر ان پلکر جسید نے اکرام سے رابط  
کیا۔

"ہاں! اکرام کیا پورٹ ہے۔"

"ہم یہاں پہنچ گئے ہیں سر۔"

"راستے میں ملٹے تو نہیں ہوا۔"

"نہیں سر۔"

"اوکے..... کیا ان کا علاج شروع ہو چکا ہے۔"

"میں ہاں ہاگل..... تھوڑی دیر تک وہ بات جیت کرنے کے لیے تھا،  
ہو جائیں گے۔"

"اوہ! بت تو ہم یہاں آکتے ہیں۔"

## مز آئے گا

انہوں نے ان کی آنکھوں میں حیرت اور حیرت دیکھی..... بست دیر تک  
ان کی طرف دیکھتے رہے..... آخر بولے۔

"اس قاتل کے بارے میں آپ کو کس نے بتایا؟"۔  
"صدر صاحب نے"۔

وہ ایک بار پھر زور سے اچھے..... حیرت اور بڑھ گئی..... آخر بولے۔  
"میں کس نے بتایا؟"۔

"بپشتر نے اپنی خالد سفیان کا ایک خط دیا تھا..... اس خط میں یہ ذکر  
تھا کہ انہوں نے ایک قاتل اجرام خیری کو دی ہے..... تاکہ وہ آپ تک  
پہنچا دیں..... لیکن جب آپ قاتل صدر کی طرف لے جا رہے تھے..... تو اسی  
وقت پہنچنے نامعلوم لوگوں نے آپ پر حملہ کیا..... اور وہ قاتل چھین لی .....  
آپ بارے شرم کے صدر صاحب کو پہنچنے بتائے کے..... اور اس خیال سے  
خاموش ہو گئے کہ قاتل کے بارے میں آپ کے علاوہ کسی اور کو تو معلوم  
نہیں..... لہذا صدر صاحب کو بتانے کی ضرورت اسی کیا ہے..... اور اس

تحا..... ان لوگوں کو اب دس سال گزرنے پر نہ چانے کس طرح پتا لگ گی  
..... اور یہ میرے چیچے پڑ گئے ہیں"۔

"یہ کمالی آپ پہلے ناچھے ہیں..... لیکن میں نہایت افسوس سے یہ  
کوئی گا کر آپ کی یہ کمالی درست نہیں..... کیونکہ ان کا مقصد اگر انتقام لینا  
ہوتا تو یہ کب کے آپ کو موت کے گھٹاں آہر پکے تھے..... اسیں موقع بھی  
حاصل تھا اور آسانی بھی..... اس لیے کہ آپ بہت دیر تک ان کے قبضے میں  
رہے ہیں..... ان لوگوں نے لوہے کی سلاخوں سے آپ کے بازو و داشڑا لے  
..... لیکن موت کے گھٹاں نہیں اتارا..... ہابت ہوا کہ قصہ انتقام لینا نہیں  
ہے..... دیے آپ اس قاتل کے بارے میں کیا کہتے ہیں..... جو آپ کو خالد  
سفیان صاحب نے دی تھی"۔

"میں"۔

اجرام خیری بہت زور سے اچھے۔

\*\*\*\*\*

"لی آپ نے وہ قاتل پڑھ لی تھی۔"

"میں..... تھی تمیں ..... وہ تو امات تھی..... میں کیسے پڑھ سکتا تھا.....  
ہوں کی توں صدر صاحب کی طرف لے چار بات تھا کہ جملہ ہو گیا۔" انسوں نے  
ہتھاوا۔

"وس سال پلے آپ نے جس نوجوان کو سرحد عبور کرتے ہوئے  
پڑھا تھا..... اس کا کیا بنا تھا۔"

"میں نے اسے گولی مار دی تھی اور وہیں دفن کر دیا تھا۔"

"اس کی قبر تو موجود ہو گی۔"

"ہاں بالکل۔"

"ٹھہریے ..... اب آپ آرام کریں ..... معاملات واضح ہوتے جا رہے  
ہیں ..... اب ان شاء اللہ یہ چکر بالکل ختم ہو جائے گا ..... آپ کو یہ سن کر  
خوشی ہو گی کہ اور بھٹر کو گرفتار کیا چاہکا ہے ..... اور ان کے مرکز کی علاشی  
بھی لی گئی ہے۔"

"اوہ اچھا..... پھر..... وہاں سے کیا ملا۔؟"

"بہت سا اسلطھ ..... اور کچھ انغوں کے گئے علاعے کرام وغیرہ۔"

"اس کا مطلب ہے ..... اس سارے چکر کی میں جانیوں کا ماہنے  
تھا۔"

"ہاں بالکل ..... کل ہم صدر صاحب کے ساتھ یہ نہ کر ساری باتیں  
 واضح کریں گے۔"

طرح ایک ماہ گزر گیا۔..... لیکن جس روز خالد سفیان نے قاتل آپ کو دی تھی  
اسی روز اس نے وہ خط اپنی بیوی کو دیا تھا..... بیوی صاحب نے وہ خط کھول کر  
پڑھ لیا اور اسے اور اس کے بھائی کو اس قاتل کے بارے میں معلوم ہو گیا  
..... انسوں نے یہ بات مرا تیمور کو بتائی ..... کہ وہ قاتل تو صدر تک نہیں چانا  
چاہئے ..... نہ جانتے اس میں کیا ہے کہ وہ ہمارے ذریعے نہیں پہنچی گئی .....  
چنانچہ مرا تیمور کے ذریعے وہ قاتل آپ سے پہنچن لی تھی ..... اور خط ایک ماہ  
بعد صدر کو دیا گیا ..... ادھر آپ کو انہی لوگوں کے ذریعے انغو اکرا ایا گیا۔  
ہمکہ صدر قاتل کے بارے میں جان نہ سکتیں۔"

"آپ کو تو تمام باتیں معلوم ہیں" ..... وہ سکرائے۔

"شاپید نہیں" ..... اس پلکوں ہمیشہ بولے۔

"جی ..... کیا فرمایا ..... شاپید نہیں" ..... انسوں نے جیر ان ہو کر کہا۔

"ہاں اشایہ نہیں" ..... اس لیے کہ کچھ باتیں اب تک ذہن میں صاف نہیں  
ہیں ..... قاتل تو ان لوگوں کے ہاتھ لگ گئی تھی ..... پھر انسوں نے آپ پر  
قاتلانہ حملے کیوں کئے ..... آپ کو انغو اکروں کیا ..... آپ سے یہ لوگ کیا بات  
انگلوں اچاہئے تھے ..... بس آپ صرف یہ بتادیں"۔

"یہ مجھ سے معلوم کرنا چاہئے تھے کہ خالد سفیان نے قاتل دیتے وقت  
کیا باتیں بتائی تھیں ..... لیکن انسوں نے مجھے کوئی بات نہیں بتائی تھی .....  
صرف وہ قاتل دی تھی ..... اور قاتل انسوں نے پہنچن لی تھی ..... اس کے  
باوجود وہ یہ مجھ پر ہلا وجہ ظلم کرتے رہے۔"

وہ کھاتا ان کے سامنے رکھتی تھیں..... اوہ رانیں کہیں جانا پڑ جاتا تھا..... ان حالات میں آج وہ جس قدر خوش ہوئیں کہ تھا۔

”یا خیال ہے جمیل..... کیا تم یہ کہیں کھل کر پکھے ہو۔“

”گناہ کی ہے..... ویسے ایک آدمی بات ضرور ہیں میں صاف نہیں ہے..... امید ہے کل وہ بھی صاف ہو جائے گی۔“

”اور صدر صاحب بھی آرہے ہیں۔“

”ہاں بالکل..... اپنیں تو آتا پڑے گا..... پکر کی ہدایت کے سامنے کھلے گی۔“

”چکر کی ہے..... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے ایجاداں۔“ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

”خیلی فورس کو پوری طرح بدایات دے دی گئی ہیں..... اگر حملہ ہو جائے تو ہر طرح کا انظام فوری کر لیا جائے گا..... فوج تک آچے گی..... دراصل اس معاملے میں صرف وہ تیمور مرزا عیش شامل نہیں ہے ایک اور طاقت بھی ہے..... اس کی طاقت سے بھی اس معاملے میں کام لیا گیا ہے..... اب یہ سب ہائیں میں کل واضح کروں گا۔“

”اس صورت میں تو آپ کو شاید صح سے پہنچ سے باہر جانا پڑ جائے۔“ انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

”نہیں جانا پڑے گا..... اب ہم صح سے پہنچ کہیں نہیں جائیں گے ان شاء اللہ..... اور اس کیس کے سلسلہ کی آخری مینٹ کل شام ہو گی..... اس

”ان سے وہ قائل بھی ملیا نہیں۔“

”نہیں۔“ وہ قائل شاید انہوں نے شائع کر دی..... خیر کوئی بات نہیں۔“

”آپ لوگوں کا بہت بہت شکر یہ..... اس معاملے میں اگر آپ شامل ہے ہو جاتے۔ تو نہ جانے یہ میرا کیا ہوا ہے۔“

”کوئی بات نہیں..... آپ آرام کریں..... یہ ہمارا روز کا کام ہے۔“ وہ سکراتے ہوئے انہوں کھڑے ہوئے۔

باہر آگر انہوں نے خیر فورس والوں کو کچھ ہدایات دیں..... صدر کو فون کیا..... حالات ہائے اور دوسرے دن کا پروگرام بنایا..... پھر چند ایک فون کئے..... ایک فون کے دوران وہ بہت زور سے چوٹے گے..... ان کی آنکھیں بارے حرمت کے بھیل گئیں۔

\*\*

اس شہر وہ گھر کے گھن میں بہت خوش گوار موزہ میں موجود تھے اور بیگم جمیل اپنی مزے کی چیزیں کھلاڑی تھیں..... آج تو انہوں نے ز کسی کو نہیں بھائیتھے تھے..... ان سے زیادہ وہ خوش تھیں..... اس لئے کہ آج ان لوگوں نے اپنی کھلانے پانے کی چیزیں دے دی تھی اور ساتھ ہی یہ گارنی بھی دی تھی کہ وہ آج صح تک کہیں نہیں جا رہے..... صح کا ناشتا کرنے کے بعد ہی گھر سے جائیں گے..... لہذا وہ خوش کیوں نہ ہوئیں..... ایسے موقعہ تو اپنی ذہنیت میں ملتے تھے..... اوہ روزہ آتے تھے، اور

"اور سک سلطے میں"۔  
 "تموڑی دیر انتقال کرو"۔  
 وہ ادھر ادھر کی ہاتھیں کرنے لگے..... آخر دروازے کی گھنٹی بجی۔  
 "جلو گھوڑ..... ایک صاحب ایک قائل لائے ہوں گے"۔  
 "جی..... قائل..... آپ کا مطلب ہے..... وہ قائل..... جو خالد سفیان  
 صاحب نے اجرام صاحب کو دی تھی"۔  
 "اورے نہیں..... اسی قائل کا تو سارا بھگڑا ہے..... وہ اگر ہمیں مل  
 جاتا تو ہمیں اس قدر پچکر کیوں کھانے پڑتے"۔  
 "تب پھر..... یہ قائل کیسی ہے"۔  
 "بہت اچھی ہے..... بس تم لے آؤ"۔  
 محمود چلا گیا..... دروازہ کھولا تو واقعی ایک صاحب قائل یہی کھڑے  
 تھے۔  
 "یہ انپلک صاحب کو دے دیں"۔  
 "جی بھتر..... شکریہ"۔ اس نے یہ کہ کر قائل لے لی اور اندر آگیا۔  
 "انپلک جشید نے ان کے سامنے ہی قائل کی ورقہ گردانی شروع کی۔.....  
 اس میں ایک سخن پر پدرہ کے قریب نام لکھے نظر آئے..... اسی طرح پانچ  
 سخن صفات پر نام پتے درج تھے۔  
 "یہ کن لوگوں کے نام پتے ہیں اباجان"۔ فرزانہ نے جیران ہو کر کہا۔

کے بعد بھی ہمیں فرصت کے لمحات ملنے کا ذریعہ امکان ہے..... گویا جسمیں  
 دعوت کھلانے کا خوب موقع مل سکتا ہے"۔  
 "بھی واہ..... پھر تو مزا آجائے گا"۔  
 "مزے کے پارے میں تیقین سے کچھ ٹھیک ہمیں کہا جاسکتا اسی جان"۔  
 فاروق نے منہ بھایا اور وہ مسکرا نے گے" ایسے میں فون کی گھنٹی بجی "انپلک  
 جشید نے ریپورٹ اٹھایا، دوسری طرف کی بات سن کر ان پر جوش طاری  
 ہو گیا اور ان کے منہ سے پے ساختہ نکل گیا۔  
 "وہ..... اودہ"۔  
 پھر انہوں نے فون بند کر دیا..... چند لمحے تک سوچ میں ڈوبے رہے  
 ایسے میں محمود بول اٹھا۔  
 "کیا کوئی بست اہم اطلاع مل ہے اباجان"۔  
 "ہاں! بست زیادہ"۔  
 یہ کہ کر انہوں نے کسی کے نہ بڑھاتے  
 "انپلک جشید بات کر رہا ہوں..... جی ہاں..... وہ نام ملے یا نہیں"۔  
 یہ کہ کر وہ دوسری طرف کی بات سننے رہے پھر گئے۔  
 "بہت بہت شکریہ..... مریانی فریکار یہ میرے پاس بھیج دیں"۔  
 یہ کہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔  
 "یہ آپ نے کے فون کیا تھا اباجان"۔  
 "ایک دوست کو" وہ مسکراۓ۔

"اُنہوں کا..... اُنہوں کے..... پھر ہمیں ان میں سے ایک دو آدمیوں  
سے بات چیت بھی کرنی ہے"۔  
"وہ سوچ میں ڈوب گئے..... پھر فرزان نے مسکرا کر کہا۔  
"میرا خیال ہے..... یہ کچھ فوجوں کے نام پتے ہیں"۔  
"بہت خوب فرزان..... اُنہوں درست ہے"۔ انہوں نے خوش  
ہو کر کہا۔

"فوجوں کے نام پتے"۔ خان رحمان چوٹے۔  
"ہاں خان رحمان۔ اس کیس میں ہمیں ان ناموں میں سے چند بہت  
لوگوں کی ضرورت پڑے گی"۔  
اب انہوں نے اکرام کو فون کیا۔  
"اکرام..... ذرا تم میرے پاس آ جاؤ"۔  
"جی بہتر"۔

اکرام وہاں پہنچا تو انہوں نے وہ قائل اسے دے دی۔  
"معلوم کرو..... اس فحست میں سے کس کس شخص سے ہماری  
ملاقات ہو سکتی ہے"۔

"جی بہتر"۔ یہ کہ کراس نے قاک لے لی۔ اس میں درج نام تھوں  
پر ایک نظر ڈالی، پھر بولا۔  
"سوکے قریب نام ہیں..... وقت لگ جائے گا"۔

"یہیں ساتھیوں کو پانچ پانچ نام دے دو گے تو کتنا وقت لگ جائے گا"۔  
انہوں نے مسکرا کر کہا۔  
"اوہ ہاں! اس صورت میں تھیں لگے گا"۔  
اکرام چلا گیا۔ ایک کھٹکے بعد اس کافون ملا۔  
"اس فحست میں سے صرف تین آدمیوں سے ملاقات ہو سکتی ہے  
..... باقی نہیں مل سکے"۔  
چلو اتائی بہت ہے..... ان تینوں کو فریباں لو..... میں وہیں آتا ہوں"۔  
"اوکے سر"۔ اکرام نے کہا اور انہوں نے رسیور رکھ دیا۔  
"یہ کہا..... آپ تو کہ رہے تھے..... مجھ ہوئے سے پہلے کہیں نہیں  
ہائیں گے"۔ یکم جمیش دن ہاور پی خانے سے تیز آوازیں کہا۔  
"اوہ اچھا..... میں دو سری طرح بدایت دیتا ہوں"۔  
یہ کہ کر انہوں نے پھر اکرام کو فون کیا اور بولے۔  
"اکرام..... ان تینوں کو گھری لے آتا"۔  
"اوکے سر"۔ اس نے کہا۔  
فون بند کر کے وہ بولے۔  
"اب تو خوش ہو یکم"۔  
"اُبھی یقین سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا"۔  
"کیا مطلب؟"۔

"اب آپ آرام کریں..... محمود اپنے والا کرو اٹھیں دے دو۔"

اس طرح آخر کار انپلک جشید اور باتی لوگ وہ شام اور دوسرے دن صح تک کا وقت گھر گزارنے میں کامیاب ہو گئے..... اسی شام ہسپتال والے خیریہ تحکمے پر وہ سب بچنے لگے..... ان تینوں کو بھی وہاں ساققوں لے جایا گیا اور ایک کمرے میں بخداویا گیا..... وہاں مبشرہ، مبشر اور تیمور مرزا کو بھی لایا گیا..... کلا بلکل سے گرفتار کئے گئے لوگوں کو بھی لایا گیا..... موجودہ نمائشوں اپنیف کو بھی بلایا گیا..... سب سے آخر میں صدر صاحب کو فون پر بتایا کہ سب لوگ یہاں آپکے ہیں..... لہذا وہ بھی تشریف لے آئیں..... چنانچہ صدر صاحب بھی آگئے اتنے بہت سے لوگوں کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"جشید..... تم نے تو یہاں پورا جلسہ کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے۔"

"میں سرکاروں..... مجبوروں۔۔۔ انپلک جشید مکرانے۔"

"کیا کہا..... مجبوروں..... کیا مجبوروںی حقیقتی حصیں۔"

"میں ان سب کو یہاں جمع کرنے پر مجبوروں تھا..... اس کے بغیر مزاج آتا۔"

"ماں..... تو کیا آج مزا بھی آئے گا۔"

"میں سر..... آج مزا بھی آئے گا ان شاء اللہ اور۔"

"اور کیا۔۔۔ صدر جلدی سے ہو لے۔"

میں اس لمحے دروازے پر کسی کے لائے جانے کا شار و ملا۔

\*\*\*\*\*

"کیا پتا..... کب اچانک کوئی کام پڑ جائے اور آپ از جمپو ہو جائیں۔"

انہوں نے جلے کئے انداز میں کہا اور وہ مسکرا لے گئے۔

ایک گھنٹے بعد تین آدمی آرام کے ساتھ وہاں بچنے لگے..... ان کے چہروں پر پریشانی کے آثار تھے..... انپلک جشید نے اپنیں دلا سادیا..... اور بولے۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں..... بہ ذرا معلومات حاصل کرنے کے لیے آپ کو بلایا گیا ہے۔"

"اوہ اچھا..... فرمائیے پھر۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

جو شی انہوں نے ان تینوں سے سوالات شروع کئے ..... محمود، قاروق، فرزان، خان رحمان اور پروفیسر داؤد اچھل پڑے..... ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑنی..... اور پھر ان کی حیرت پر ہمی علی چلنی..... یہاں تک کہ بات چیت ختم ہو گئی..... اب انپلک جشید نے کہا۔

"آپ کو آج رات میں رہتا ہے..... کل تمام دن بھی میں رہتا ہے۔"

..... آپ ہمارے مہمان ہیں..... امید ہے آپ محوس نہیں کریں گے۔"

"بہت بھتر..... کوئی بات نہیں۔" انہوں نے کہا۔

"آپ اپنے گھر والوں کو فون کر کے جاؤں۔۔۔ ماں وہ آپ کے سلسلے میں پریشان نہ ہوں۔"

"اچھی بات ہے..... آپ کا شکر یہ۔"

"تینوں نے اپنے اپنے گھر فون کر کے اپنے بارے میں تباہیا۔"

”جی ہاں بس انہی کا انتظار تھا.....اب تمام آئے والے آپکے ہیں.....  
 لذائیں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو یہ امریان ”نمایتِ رحم و الاء  
 ..... یہ کمالی شروع ہوتی ہے اس وقت ..... جب آتش بواں تھا..... اور ان  
 دلوں سرحد پر بھڑپیں ہو رہی تھیں ..... اس روز بھی بھڑپ ہوتی تھی .....  
 اور دشمن کے چد آدمی مارے گئے تھے اور میں سرحد پر مارے گئے تھے۔“  
 ”کیا مطلب جمیل ..... یہ آتش کون تھا“۔ صدر صاحب نے حیران  
 ہو کر پوچھا۔

”مر ..... آتش ایک شاعر تھا..... اس کا یہ صرصم ہے ..... جب آتش  
 بواں تھا..... میرا مطلب ہے ..... یہ کمالی آج سے دس سال پہلے کی ہے .....  
 دس سال تک اس کمالی کو دبائے رکھا گیا اور جب بے چارے اجرام خیری  
 رخاڑھوئے ..... اس وقت پھر شروع کیا گیا ..... گویا کمالی کو دوبارہ شروع  
 کرنے والوں نے ان کے رخاڑھوئے کا دس سال تک انتظار کیا ..... بہت  
 صبر والے دشمن ٹابت ہوئے ..... درد اتنا صبر کون کرتا ہے ..... اصل میں  
 انہیں صبر اس لیے کرنا پڑا کہ ہمارے اجرام خیری تو کیپن کے عمدے سے  
 ترقی کرتے ہوئے کر مل بن گئے تھے ..... اور جب تک بندہ فوج میں ہوتا ہے  
 ..... اس کی طاقت بہت ہوتی ہے ..... ماتحت اس کی حفاظت کے لیے موجود  
 ہوتے ہیں ..... اس لیے ان کے رخاڑھوئے تک ان کے دشمنوں نے ان پر  
 حملہ کیا ..... یہ انتظار کرتے رہے کہ کب وہ رخاڑھوئے ہوتے ہیں ..... اور کب  
 یہ حملہ آور ہوتے ہیں ..... چنانچہ ان کے رخاڑھوئے ہی انہوں نے اپنا کام

## آخری لمحات

”ایک منٹ سر ..... شاید اس تقریب کے آخری مہمان تشریف لے  
 آئے ہیں“۔

”آخری مہمان“۔ صدر صاحب حیران ہو کر بولے۔  
 ”جی ہاں ایں بھی آیا“۔

”کے کر و در و را ذے کی طرف لپکے ..... اس بار تھیہ فورس کی مگر انی  
 میں ایک نوجوان اور ایک اویز عمر آدمی ان کے ساتھ اندر آئے .....  
 نوجوان کی عمر تین سال کی ہو گی ..... انہیں بھی بخادیا گیا ..... صدر صاحب  
 نے سوالیہ انداز میں اسکلپٹ جمیل کی طرف پوچھا۔

”مر ..... یہ میرے دوست ہیں ..... ڈاکٹر ہیں اور دنماقی امراض کے  
 ماحریں ..... یہ نوجوان ہیں جو دوسرے قیدیوں کے ساتھ قید ہے ..... یعنی  
 یہور مرزا کے دخانے میں“۔

”اوہ اچھا ..... اب مارے مسہنس اور بے چینی کے بہت برا حال  
 ہے ..... لذائی شروع کرو“۔ صدر بولے۔

شروع کر دیا..... پہلے قاتلان حملے کرتے رہے، جب کچھ نہ بنا تو انہیں انہوا  
کر لیا۔۔۔ یہ آپ لوگ جانتے ہی ہیں کہ ہم نے انہیں تلاش کرنے کے لیے  
کیا کیا پڑا پڑا ہیلے۔۔۔ یہ تو کسی صورت مل تھیں رہے تھے۔۔۔ مجرموں نے  
انہیں ایسی جگہ لے جا کر رکھا کہ ہم تک دھوکا کھانے۔۔۔ اور وہ انہیں  
مزے سے تشد و کاشندہ بنا تھے رہے۔۔۔ لیکن اجرام خیری صاحب کو بھی داد  
دیا پڑتی ہے۔۔۔ یہ ان کے سامنے ڈالئے رہے۔۔۔ اور انہیں وہ بات بتا کر نہ  
وی۔۔۔ جو مجرم ان سے معلوم کرنا چاہئے تھے۔۔۔ اصل میں یہ بھی مجبور  
تھے۔۔۔

"کچھ بھی میں نہیں آرہا جشید"۔۔۔ صدر صاحب نے بوکھلا کر کہا۔  
"آنے لگ جائے گا سر۔۔۔ آپ فلرنڈ گریس۔۔۔ میں نے کہا ہے۔۔۔  
اصل میں یہ بھی مجبور تھے؟ میں کچھ نہیں بتا سکتے تھے۔۔۔ جو نبی یہ انہیں وہ  
بات بتاتے۔۔۔ وہ انہیں موت کے گھاث اترادیتے۔۔۔ بتانے کی وجہ سے  
وہ انہیں موت کے گھاث نہیں اٹھ سکے"۔۔۔ یہاں تک کہ کرو دخاموش  
ہو گئے۔۔۔

سب لوگ سوالیہ انداز میں ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور وہ اس  
طرح خاموش تھے جیسے اب انہیں کچھ نہ کہنا ہو۔۔۔ آخر صدر صاحب سے رہا  
نہ گیا۔۔۔ "یہ کیا جشید۔۔۔ تم تو خاموش ہو گئے۔۔۔ اور سب لوگ تمہارے  
پولے کا انتقال کر رہے ہیں"۔۔۔

"تی بان۔۔۔ میں جانتا ہوں"۔۔۔ دو بولے۔۔۔  
"کیا جانتے ہو جشید"۔۔۔  
"یہ کہ سب لوگ میرے پولے کا انتقال کر رہے ہیں"۔۔۔  
"تو پھر تم کس انتظار میں ہو"۔۔۔  
"آپ لوگوں کے بے چین ہوتے کا انتقال کر رہا ہوں"۔۔۔  
"کیوں مذاق کرتے ہو جشید۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ صدر صاحب بے  
چین ہو کر بولے۔۔۔  
"آپ کے چہرے پر بے چینی کے آثار صاف نظر آ رہے ہیں سر۔۔۔  
بانی لوگ بھی خوب بے چین نظر آنے لگے ہیں۔۔۔ اصل میں سر۔۔۔ میں خود  
اس کیس میں بہت زیادہ بے چین رہا ہوں اور اصل میں انتقام" آپ سب کو  
بے چین کر رہا ہوں"۔۔۔  
"حد ہو گئی۔۔۔ آخر ہمیں کیوں۔۔۔ اس میں ہمارا کیا قصور"۔۔۔ صدر  
صاحب نے جمل کر کہا۔۔۔  
"ہاں! آپ کا کیا قصور۔۔۔ کسی کا کوئی قصور نہیں۔۔۔ قصور ہے میرے  
اس بارے کے مجرموں کا۔۔۔ انوکھے مجرموں کا"۔۔۔  
"انوکھے مجرم"۔۔۔ فاروق نے کھونے کھونے اندراز میں کہا۔۔۔  
"کیوں۔۔۔ کیا ہوا؟"۔۔۔ محمود نے اسے گھورا۔۔۔ حالانکہ وہ جانتا تھا  
فاروق کیا کہے گا۔۔۔  
"یہ۔۔۔ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔۔۔ فاروق بول انھا۔۔۔

"آپ نے سا سر..... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔

"آج تم بہت شوخ مودع میں ہو..... جمیل..... میں سمجھ گیا"۔ صدر صاحب بولے۔

"ہی..... آپ کیا سمجھ گئے..... مریانی فرماں بھی سمجھادیں"۔

"آج تم نہ سب کو بہت ستاؤ گے"۔ وہ بُلے۔

"آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا سر..... میں معافی چاہتا ہوں"۔

"کوئی بات نہیں جمیل..... پتاو..... کیا کیا جائے..... یہ تمہاری خاص عادت ہے..... اور ایسے لمحات میں کوئی تمیں روک نہیں سکتا..... ہمارا تک کہ میں بھی نہیں"۔

"آپ کا اندازہ بالکل درست ہے سر..... خیر..... اب میں آگے قدم بڑھتا ہوں"۔

"بیٹھے بیٹھے؟"۔ فاروق کے لیے میں حیرت تھی۔

"کیا مطلب"۔ انپکڑ جمیل چوگئے۔

"میرا مطلب ہے..... بیٹھے..... بیٹھے..... آپ کس طرح قدم بڑھا کتے ہیں"۔

"یار چپ رہو..... میرے کان کاٹنے کی کوشش نہ کرو"۔

"مارے بلپرے..... میں اور آپ کے کان کاٹوں گا"۔ فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"اگر یہ لوگ شروع ہو گئے ناجمیہ ..... تب پھر تم ساٹکے کہاںی"۔

صدر صاحب نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں سراں بات کا حساس بھٹکھے ہے..... میں اس خطرے سے پوری طرح باخبر ہوں" المذا آپ فکرنا کریں..... میں اپنیں موقع نہیں دوں گا"۔

"آپ کچھ کہوں ہوتے جا رہے ہیں ابا جان..... لیکن اب آپ ہمیں موقع تک دینے پر تیار نہیں ہیں"۔

"آج بہت دنوں بعد..... بلکہ مت بعد انپکڑ جمیل اپنے پرائے رنگ میں نظر آ رہے ہیں"۔ پروفیسر داؤ نے خوش ہو کر کہا۔

"ویکھا آپ نے ..... میرے ساتھی اب خوشی محسوس کرنے لگے ہیں"۔

"ہاں جمیل..... دیکھ رہا ہوں ..... اور بھی جو تم دکھانا چاہا ہو ..... میں دیکھوں گا"۔ صدر نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

اور وہ نفس دیئے۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے ..... کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے ہم سے"۔ تیور مرزا غرایا۔

"ویکھا آپ نے ..... یہ اس حالت میں بھی غرایا کہاں کرتے ہیں"۔

"ن بھی مرزا ..... اب تو غرایا کہاں نہ کرو ..... انپکڑ جمیل نے جسیں مجرم ثابت کر دیا ہے"۔ صدر صاحب نے اس کا ناق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"وہ دن بھی آئے والا ہے۔" تپور مرزا کہتے رک گیا۔

"بہاں کئے۔ کون سادن آئے والا ہے۔"

"جب ایک دن میری عدالت میں تسامانہ اق اڑایا جائے گا۔" اور  
تم تو کوں کو موت کی سزا نالی جائے گی۔"

"اور وہ عدالت کہاں گئی۔ اتنا چاہیں۔۔۔ تاکہ ہم وہاں پہنچنے کی  
کوشش کریں۔"

"ہم ازکم وہ عدالت اس ملک میں نہیں گئی۔"

"آپ نے دیکھا صاحب صدر۔۔۔ ان کی خواہش ہمیں کسی دوسرے  
ملک کی عدالت میں تھی۔۔۔ جانے کی ہے۔۔۔ اس سے آپ ان کے  
عوام کا نہ اڑاہ نگالیں۔"

"میں امرازہ لگا سکتا ہوں جیشید۔۔۔ یہ تم سے اس قدر خار کھانے  
ہوئے ہیں کہ کیا کوئی کسی سے کھانے ہوئے ہو گا۔"

"آپ نے بالکل درست امرازہ لگایا۔۔۔ اللہ آپ کو جزاۓ خیر دے  
۔۔۔ خیر اس بات کو جانے دیں، اپنیں خار کھانے دیں۔۔۔ ایسوں کے خار  
کھانے سے ہم ہیسوں کا پچھہ نہیں گھوڑا کرتا۔"

"میرا خیال ہے۔۔۔ اب کہانی شروع ہو جاتی چاہئے۔"

"اُو کے سر۔۔۔ جو حکم۔۔۔ کیپٹن اجرام خیری صاحب سرحد پر ذیوفن  
دے رہے تھے۔۔۔ ان کے ماتحت پوری طرح چوکس کھڑے تھے کہ ایک  
طرف اپنی کسی سائے کا گماں ہوا۔۔۔ انہوں نے اپنے ماتحتوں کو اشارہ کیا

..... یہ اس طرف لپکے۔۔۔ اور اس سے پہلے کہ وہ نوجوان سرحد پار کر جاتا  
..... ان لوگوں نے اسے دیوچ لیا اور لاکر کیپٹن کی خدمت میں پیش کر دیا  
..... نوجوان کافی سم کیا تھا۔۔۔ کیپٹن نے اس کا باہر نہ لیا۔۔۔ پھر بڑے۔۔۔  
اسے میرے خیے میں بند کر دو۔۔۔ رات کے بارہ بجے اس سے پوچھ گئے  
کروں گا۔۔۔ ان کے ماتحتوں نے اسے خیے میں بند کر دیا۔۔۔ رات بارہ بجے  
کیپٹن اپنے خیے میں داخل ہوئے۔۔۔ ماتحتوں کو باہر نکرانی کے لیے مقرر  
کر دیا۔۔۔ انہوں نے اس سے پوچھ گئے شروع کی۔۔۔ ایسے میں نوجوان کے  
پاس موجود ٹرانسیسٹر اشارہ موصول ہوا۔۔۔ کیپٹن صاحب چوک اٹھے۔۔۔  
تو اس کے پاس ٹرانسیسٹر بھی موجود تھا۔۔۔ انہوں نے اس کی خفیہ جیب سے  
ٹرانسیسٹر نکال لیا۔۔۔ اس کی دوسری طرف سے بار بار کما جا رہا تھا۔۔۔ ہاں  
نمبر 309۔۔۔ تم نے سرحد پار کر لی ہے یا نہیں۔۔۔ بولو۔۔۔ جواب دو۔۔۔ تم  
نے سرحد پار کر لی ہے یا نہیں۔۔۔ ادھر سے کیپٹن نے بات کرنے والے کو  
تباہ کر نہیں کر سکا اور یہ کہ اب وہ ان کے قبضے میں ہے۔۔۔  
..... اور یہ کہ کون بات کر رہا ہے۔۔۔ کہاں سے بات کر رہا ہے۔"

اب اس کے جواب میں نہ جانے کیا کہا گیا۔۔۔ اس کے بعد کیپٹن  
صاحب نے گولی چلا دی اور خیے سے نکل کر باہر موجود اپنے ماتحتوں سے کما  
کر دے اس کے لیے گڑھا کھو دیں۔۔۔ وہ گڑھا کھو دئے کے لیے پڑے گئے۔۔۔  
تحوڑی دیر بعد وہ لوٹے تو کیپٹن لاش کو تھیٹ کر باہر لا لپکے تھے۔۔۔  
اس روز رات تاریک تھی۔۔۔ چاند نہیں لکھا تھا۔۔۔ انہوں نے اپنے ماتحتوں

سے کہا کہ وہ اسے دفن کر دیں ..... ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ اس کی تصاویر  
و غیرہ انہوں نے لے لی ہیں ..... اخبارات میں خبر بھی گلوادیں گے ..... آکر  
ان کی کارروائی مذکور عام پر آئے ..... اور واقعی انہوں نے تصویر کے ساتھ  
خبر اخبارات کو دے دی "خبر شائع ہو گئی ..... وہ ان کے آفسرنے ..... اس وقت  
کے آفسرنے " اس بارے میں جب سوالات کے توا ہرام صاحب نے بتایا کہ  
اس نے ان پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کی بنیاد پر فوری طور پر اسے  
ختم کرنا پڑا ..... ملاشی لینے پر کچھ بھی برآمد نہیں ہوا ..... ان کے اس بیان  
کے بعد معاملہ ختم کر دیا گیا۔

پھر کہیں صاحب ترقی کر کے مجبور ہیں گے ..... اس کے بعد مزید ترقی  
کرتے ہوئے کرع کے عمدے تک پہنچے اور اس واقعہ کے دس سال بعد  
ریاضت ہو گئے ..... ریاضت ہوتے ہی ان پر قاتلانہ جملے شروع ہو گئے، صدر  
صاحب نے اس بارے میں ہمیں فون کیا ..... اگرچہ انہوں نے مدد کے لئے  
صدر صاحب سے نہیں کہا تھا ..... صدر صاحب سے ان کی علیک سلیک تھی  
..... ان کے پیوں نے صدر صاحب کو بتایا کہ ان کے ذیہی پر جملے ہو رہے  
ہیں اور یہ تھے پر سرار حتم کے ہیں ..... لہذا ہمیں یہاں پہنچا جائے ہم  
صرف محمود، فاروق اور فرزانہ کو بھیجیں کافی نہیں کیا ..... جب کہ ہرام صاحب  
صرف انسیں بھی بلالے پر آمادہ نہیں تھے ..... لیکن بعد میں پھر تباہ توڑ حتم کے  
واقعات نے انسیں بھی خوف میں جلا کر دیا ..... اور وہ انسیں اپنے گھر میں  
غمراہے پر مجبور ہو گئے ..... لیکن پھر انہیں انخوا کر لیا گیا ..... محمود، فاروق

اور فرزانہ نے انخوا کرنے والوں کا تعاقب کیا ..... اوہ صدر صاحب کو ایک  
پریشان کن اطلاع می ..... اطلاع یہ تھی کہ ایک ماہ پہلے سابق کمانڈر اچیف  
ہے اجرام صاحب کو ایک قائل دی تھی ..... جو انہیں صدر صاحب تک پہنچانا  
تھی ..... وہ قائل دینے کے فوراً "بعد خالد سفیان سابق کمانڈر صاحب کا منتقال  
ہو گیا ..... اس بارے میں اجرام صاحب نے بتایا کہ وہ قائل لے کر ایوان  
صدر کی طرف چاہے تھے، لیکن راستے میں ان پر حملہ ہوا اور وہ قائل ان  
سے چھین لی گئی ..... اس کے بعد وہ جملے ان پر شروع ہوئے ..... شرم کی وجہ  
سے قائل والی بات وہ صدر گوٹ بتا سکے ..... انہوں نے سوچا کہ قائل کے  
بارے میں کسی تیرے کو معلوم نہیں ہے ..... لہذا خاموشی اختیار کری جائے  
..... لیکن خالد سفیان صاحب نے اس قائل کے بارے میں ایک خط صدر کو  
لکھ کر اپنی بیوی مبشرہ کو دیا تھا ..... مبشرہ جاہانی ہے ..... اس بات کا علم خالد  
سفیان صاحب کو ملازمت کے دوران نہ ہو سکا ..... بعد میں ہوا اور جب ہوا  
تو وہ کاشپ گئے ..... وہ جان گئے کہ ان کی خدار بیوی نے نہ چانے کیا کچھ  
اتصالات ملک کو پہنچائے ہوں گے، لہذا اس کی تحقیقات ضروری ہے ..... اسی  
لیے انہوں نے یہ ساری باتیں اس قائل میں لکھ دی تھیں ..... قائل وہ ان کے  
ذریعے نہیں بھیج سکتے تھے ..... لہذا انہوں نے اجرام صاحب کو بلایا .....  
اجرام صاحب ان کے ماتحت روپکے تھے، دونوں میں علیک سلیک بھی بہت  
تھی ..... لہذا ان حالات میں انہوں نے ان پر بھروسہ کیا ..... لیکن پوچہ کائل  
بہت ابھی تھی ..... اس لیے انہوں نے ایک خط لکھ کر یہم کو دیا کہ وہ صدر کو

اپنی اس کوشش میں انگو اکرنے والے بار گئے..... اجرام صاحب جیت گئے  
.... انہوں نے بات اپنیں نہیں بتائی۔ ” یہاں تک کہ کراں پکڑ جشید خاموش  
ہو گئے۔

” اور وہ بات کیا تھی ”۔ صدر صاحب بے عین ہو کر بولے۔

” یہ آپ اجرام خیری صاحب سے پوچھیں ..... ویسے یہاں وہ انگو  
کرنے والے بھی موجود ہیں ..... تیمور مرزا بھی ہے ..... مبشر اور مبشر بھی  
ہیں ..... ڈاکٹر اسد بھی ہے ..... اس لیے اب اجرام صاحب کو تیاد بنا چاہئے  
کہ وہ بات کیا تھی ”۔

ان سب کی نظریں اجرام خیری پر جم گئیں ..... اوہ ران کے چہرے پر  
مردی کی چھاتی ہوئی تھی ..... آخر ٹلم و ستم جو برداشت کرتے رہے تھے .....  
ان کے بازوؤں کا تو گوشہ تک جلا دیا گیا تھا ..... آخر ان کے ہونٹ ہے۔

” یہ لوگ مجھ سے پوچھتا چاہتے تھے ..... وہ فائل کماں ہے ..... جو خالد  
سفیان صاحب نے مجھے دی تھی ..... میں اپنیں بار بار بتاتا رہا کہ فائل تو کچھ  
نامعلوم حمل آوروں نے مجھ سے چھین لی تھی ..... لیکن یہ لوگ اس بات پر  
یقین کرنے پر تیار نہیں تھے ”۔

” لیکن کیوں ..... فائل تو انہوں نے اسی جھینی تھی ”۔ صدر بولے۔

” جی نہیں ..... فائل پھینتے والے تیمور مرزا کے آدمی تھے ..... یعنی مبشر  
اور مبشر کے گروہ کے لوگ ایک جب کہ انگو اکرنے والے اور لوگ تھے۔

کو دے دیں ..... اس خط کو مبشرہ نے کھوں کر پڑھ لیا ..... اپنے جابانی بھائی  
مبشر کو پلایا اور بتایا کہ خالد سفیان کو ان کی خداریوں کا حال معلوم ہو گیا ہے  
.... انہوں نے غالباً ” ان کی باتیں سن لی ہیں ” چنانچہ دونوں نے مل کر اپنیں  
زہر دے دیا ..... ساتھ ہی انہوں نے جابانی ڈاکٹر اسد سے بارت فیل کا سرنی  
لفیکٹ لے لیا ..... اور اپنیں وفن کر دیا گیا ..... اپنے آدمیوں کے ذریعے  
انہوں نے اس روز اجرام صاحب پر حملہ کرائے وہ قاتل بھی حاصل کر لی  
تھی ..... اپنیں زندہ پھوڑ دیا ..... لیکن یہ زندہ چھوڑتا اس لیے نہیں تھا کہ وہ  
اب صدر صاحب کو کچھ نہیں بتا سکیں گے ، بلکہ اپنیں زندہ چھوڑنے پر وہ  
ایک اور وجہ سے مجبور تھے ”۔

” جی ..... کیا مطلب ..... ایک اور وجہ سے ”۔ ڈاکٹر اسد نے پوچھ کر  
کہا۔

” ہاں ! ایک اور وجہ سے وہ مجبور تھے ..... میں وہ وجہ ابھی بتاؤں گا  
.... آپ پریشان نہ ہوں ..... اس کے بعد ان پر قاتلان حملوں کا پروگرام  
شروع ہوا ..... یہ حملے تیمور مرزا نے ! اپنے آدمیوں کے ذریعے کرائے .....  
اس دوران انہیں کچھ نامعلوم آدمیوں نے انگو اکر لیا ..... انگو اکرنے والے  
انہیں کلامنڈر کھنڈر میں لے گئے ..... اس کھنڈر کو انہوں نے اپنا اذاء بہت  
پہلے سے بنا رکھا تھا ..... بلکہ ایک طرح سے وہ ان کا ہیئت کوارٹر تھا ..... اس ہیئت  
کوارٹر میں ان پر ٹلم توڑا کیا ..... انگو اکرنے والے ان سے کچھ پوچھتا چاہتے  
تھے ..... وہ ٹلم تو برداشت کر رہے تھے ..... وہ بات نہیں بتا رہے تھے .....

"تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو..... تم اس قائل کے بارے میں ان سے نہیں پوچھتے رہے..... قائل کے بارے میں تو بمشعر ہمور مرزا نے تمیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ انہوں نے حاصل کر لی ہے۔"

"تب پھر..... کیا مطلب؟" - صدر صاحب جرجن رہ گئے۔

"جی ہاں..... یہ لوگ بھی ایک طرح سے ان دونوں..... بلکہ ان تینوں کے ساتھی ہیں..... یہ شارجستان کے جاموس ہیں اور ہمارے ٹک میں کالا مندر ان کا ذرا اسے..... خدا رلوگ ہو معلومات حاصل کرتے ہیں..... وہ یہ معلومات ان کے خواں کرتے ہیں..... اور یہ ان کو قیمت ادا کرتے ہیں..... معلومات یہ اپنے کسی آدمی کے ذریعے سرحد پر بھیج دیتے ہیں..... ایسی معلومات اس قوجوان کے ذریعے بھیجی گئی تھیں..... جو دس سال پہلے اجرام خیری صاحب کے ہاتھوں مارا گیا۔"

"نہیں..... ہرگز نہیں" - اجرام خیری نے بلند آواز میں کہا۔

"یہ نہیں خیری صاحب؟" - انسپکٹر جمیش بولے۔

"اس کے پاس کوئی معلومات نہیں تھیں" -

"کیا آپ نیچن سے کہ سکتے ہیں؟" -

"بالکل امیں نے اس کی بہت اچھی طرح تلاشی لی تھی..... اس کے پاس

"جو نہیں تھا" -

"بہت خوب! تو اس کے پاس کچھ نہیں تھا..... پھر آخر وہ کون سی بات

"جو یہ لوگ آپ سے پوچھتے رہے ہیں" -

"خیر..... تو یہ آپ سے اس قائل کے بارے میں پوچھنا چاہئے تھے" - انہوں نے انہوں کرنے والوں کی طرف اشارہ کیا۔

"جی پاں بالکل" -

"کیوں بھی..... اب تم کچھ بولو..... تم نے اسیں انہوں کیا تھا" -

"یہ نیک کر رہے ہیں..... محالہ قائل کا تھا..... لیکن اب معلوم ہوا..... قائل تو واقعی ان سے چیزوں لی گئی تھی" -

"تم اس قائل کے لیے اس قدر پریشان کیوں تھے..... جب کہ اس میں تو صرف بہتر اور بہترہ کے کرتوں تھے" -

"یہ نہیں ابھی پتا چلا..... ہم بحثتے تھے کہ نہ جانے اس میں کیا راز لکھا گیا ہے" -

"لیکن..... تمیں اس قائل کے بارے میں پتا کیسے چل گیا..... جب کہ اس کے بارے میں صرف اجرام صاحب کو پتا تھا..... یا پھر اس خاطر کے ذریعے بہترہ اور اس کے بھائی کو پتا چل گیا تھا..... کیا تمیں یہ بات ان دونوں سے معلوم ہوئی تھی" -

"ہاں ایسی بات ہے" -

"لیکن..... وہ قائل تو ان کے لیے بہت خطرناک تھی..... یہ کیوں آپ

کو بتائے گے؟" -

انہوں کرنے والے اوہراوہ رو دیکھنے لگے..... شاید وہ لا جواب ہو گے تھے۔

"بانکل ٹھیک"۔ صدر بولے۔

اجرام خیری کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آئے۔

"لند اساف ناہر ہے..... تم لوگ ان سے کوئی اور بات پوچھنا چاہتے تھے..... اب یا تو تم بتاؤ و..... یا یہ بتاؤ میں..... ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔  
"اگر یہ دونوں گروپ نہیں ہائیں گے..... تو..... تو یا ہو گا اب اجنبان"۔  
فادو ق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اس صورت میں وہ بات میں بتاؤں گا"۔

\*\*\*\*\*

"یامطلب"۔ وہ چوکے۔

"یہ اندر سے ایک ہیں..... لند امپریو نے اسیں یہ بات بتادی تھی  
کہ وہ فائل یہ حاصل کر چکے ہیں..... لند اپ پر قاتلانہ حملے اور آپ کا غوا  
اس فائل کے لئے ہرگز نہیں تھا..... کسی اور بات کے لیے تھا"۔

"تب پھر آپ بتاؤ میں..... کس لیے انہوں نے مجھے انگو کیا تھا"۔  
اجرام خیری نے جمل کر کہا۔

"مریانی فرما کر یہ بات آپ خود بتاؤ میں"۔

"میں کہ چکا ہوں ..... فائل کے علاوہ کوئی اور بات یہ نہیں یوچھتے  
رہے..... آپ بے ٹک ان سے پوچھ میں"۔  
"اچھی بات ہے..... ان سے بھی پوچھ لیتا ہوں..... بتائیں بھی.....  
آپ ان سے کیا پوچھتے رہے ہیں..... جو یہ بتاتے نہیں رہے"۔

"فائل کی بات..... اصل بات یہ ہے کہ تیمور مرزا کے آدمیوں نے  
فائل حاصل کرنے کے لیے ان پر حملہ ضرور کیا تھا، لیکن فائل حاصل نہیں  
کر سکے تھے..... فائل اس وقت ان کے پاس نہیں تھی"۔ ان میں سے ایک  
نے کہا۔

"تب پھر فائل کہاں ہے..... وہ فائل ان کے پاس امامت تھی اور اسیں  
اس کو صدر صاحب تک پہنچانا تھا..... اگر آپ لوگ وہ فائل حاصل نہیں  
کر سکتے تھے..... تو پھر اب تو اسیں بتاؤ یا چاہئے..... فائل کہاں ہے تاکہ ہم وہ  
وہاں سے لے آئیں اور صدر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں"۔

## وہ بات

ان کی بات سن کر اجرام خیری، مہشر، مہشرا اور تیمور مرزا تو رستے  
چوکے..... شارجتھانی تو اچھل پڑے..... پھر اجرام خیری پولے۔

"آپ نے کیا فرمایا..... آپ جائیں گے وہ بات..... جو یہ مجھ سے معلوم  
کرتے رہے ہیں"۔

"ہاں! باکل"۔

"اگر آپ کوئی ایسی بات جانتے ہیں تو پھر دیر کا ہے کی..... جائیں"۔

"اکرام.... اس نوجوان کو لے آؤ بھی"۔

"بھی بھڑ؟"۔ اس نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

جلد ہی وہ اس نوجوان کے ساتھ اندر داخل ہوا ..... جو انہیں  
دوسرے قیدیوں کے ساتھ تیمور مرزا کے خانے سے ملا تھا..... اور جسے  
کچھ بھی یاد نہیں تھا..... جسے انہوں نے ماہرو مانع کے حوالے کیا تھا تاکہ وہ اس  
کا علاج کر سکیں..... اس وقت وہ بھی یہاں تھے..... اب اسکے جوشیدے نے ان  
سے پوچھا۔

"آپ کا اس نوجوان کے بارے میں کیا خیال ہے؟"۔

"اس کی دماغی حالت بالکل نمیک ہے..... یہ چنان بوجھ کر پاگل ہن رہا  
تھا"۔

"کیوں بھی..... کیا کمی بات ہے" اسکے جوشیدے اس کی طرف مڑتے۔

"کیا بات ہے..... میں کچھ نہیں جانتا"۔

"حد اونچی..... اتنا کچھ ہونے کے بعد پھر تم وہی روت لگا رہے ہو..... خیر  
یہاں ایک اور ماہر موجود ہیں..... پروفیسر رضوان صاحب..... آئیے  
اور اس شخص کے چہرے کا چاہزہ لے جائے..... میرا بخشن خیال ہے کہ اس کے  
چہرے پر کسی بہت بڑے ماہر نے میک اپ کیا ہے..... اور یہ میک اپ میں  
بالکل نظر نہیں آتا..... لذت اہم آپ کی کارکردگی دیکھنا چاہئے ہیں اور اس کا  
اصلی چہرہ"۔

"بھی لے جائے..... لیکن اسے مشبوطی سے پکڑنا ہو گا"۔

اکرام کے ماتحت فوراً "اس کی طرف لپکے اور اسے جکڑ لیا۔

"ارے ارے..... یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو..... اس قدر گلمن اور  
ملک کے صدر کے سامنے..... صاحب صدر میں لااقوای عدالت میں آپ پر  
حد مدد چل سکتا ہے"۔ تیمور مرزا غرایا۔

"چھا اکمال ہے"۔ وہ بولے۔

"آپ اس بات کا لذت اتنی بخور رہے ہیں"۔ اس نے جھٹا کر کہا۔

"اگر آپ کہتے ہیں..... تو اب نہیں بخوبیں گا لذت اتنی"۔

"تو پھر اپسیں روکیں۔"

"اس شخص کا اصلی چور دیکھنے کا شوق پیدا ہو چاہے..... میرانی فرمائے  
شوق پورا ہونے دیں۔"

تیمور مرزا تھلاکار رہ گیا۔ ادھر و فیرر خوان نے اپنا کام شروع کر دیا  
..... صرف پانچ منٹ بعد ایک بیا چڑھا اپنی نظر آئے گا..... اس دوران وہ  
ہری طرح چیخنا چلاتا رہا تھا..... کیونکہ پروفسر خوان کو اس کے چور پر تیزاب  
تک استعمال کرنا پڑے تھے..... اس کا نیا چڑھا دیکھ کر وہاں چند آدمی زور سے  
اچھلے..... ان میں محمود، فاروق اور فرزان بھی تھے..... پروفیسر داؤد اور  
خان رحمان بھی تھے..... جب کہ صدر صاحب اور پکھ دوسرے بھائیں نہ  
آنے والے امداد میں پلکیں جھپک رہے تھے۔

"اس میں شک نہیں..... کہ اس کے پھرے پر میک اپ ثابت ہو گیا  
ہے..... لیکن یہ کون ہمیشہ؟"

"یہ جانتے کے لیے آپ کو اخبارات میں شائع ہونے والی ایک تصویر  
اور خبر کو دیکھنا ہو گا۔"

یہ کہ کرانیوں نے خبر ان کے سامنے کر دی..... خبر کے ساتھ شائع  
ہونے والی تصویر کو دیکھ کر صدر اور دوسرے زور سے اچھے..... اس لیے  
کہ وہ تصویر اس تو جوان کی تھی..... جس کامیک اپ ایسا گیا تھا۔

"کیا مطلب..... یہ وہ تو جوان ہے..... جسے دس سال پلے سرحد پر  
کھوا گیا تھا اور یہ زندہ ہے..... جب کہ اسے گولی مار دی گئی تھی۔"

"ہاں سر..... کی بات ہے۔"

"تل..... لیکن..... لیکن..... لیکن۔"

صدر صاحب لیکن سے آگے کچھ نہ کر سکے..... ان کی نظر ای جرام۔

خیری پر جم کر رہا گئی..... جب کہ اس کا چھرہ بالکل تاریک ہو چکا تھا۔

"یہ..... یہ کیا پچھر ہے جمیش..... میرا تو میرے حیرت کے بر احال  
ہے۔"

"اس روز سرحد پر جھڑپ بھی ہوتی تھی۔۔۔ اس جھڑپ میں میں  
بادڑ پر چور شار جستھانی مارے گئے تھے۔۔۔ اس قاتمگ کے دوران کچھ قاطلے  
پر یہ تو جوان سرحد پار کرنے کی کوشش کر رہا تھا..... لیکن ای جرام کے چد  
سپا ہوں گے اسے دیکھ لیا اور پکڑ لیا..... اور پکڑ کر ای جرام کی خدمت میں  
پیش کر دیا..... اس نے اسے خیے میں بند کرنے کا حکم دیا..... اور دوسرے  
کاموں میں مصروف ہو گیا..... ادھر تو جوان کا ساتھی یعنی تیمور مرزا برادر  
ڑائیسیر پر اس سے رابطہ قائم کئے ہوئے تھے..... رابطہ لٹھتے ہو وہ جان گیا  
کہ گزر ہو گے..... اس نے فوراً "میڑھرہ کو فون کیا..... اور اس سے پوچھا کہ  
فلاں سرحد پر اس وقت کس کی ڈیوبنی ہے۔۔۔ اور اس کافون نمبر کیا ہے۔۔۔  
اس نے غالباً سخیان کی ڈاٹری دیکھ کر اسے ای جرام خیری کا نام اور فون نمبر  
 بتا دیا..... تیمور مرزا نے فوراً "ای جرام خیری سے رابطہ کیا۔۔۔ کہ وہ اس  
تو جوان کو چھوڑ دے۔۔۔ وہ ایک بہت بڑی رقم بدلتے میں اسے دینے کے  
لیے تیار ہیں۔۔۔ ای جرام خیری صاحب لائف میں آگے۔۔۔ کیونکہ۔۔۔

شار جستھائیوں کی پچھلے لاشیں وہاں پڑی تھیں..... اندھرے میں ایک لاش کو اٹھا کر خینے سکے پہنچادیا..... اور اس تو جوان کو واپس بیج دھانا اس کے لئے ایک معمولی کام تھا..... ماتحتوں کو یہ ادھراً بھیج کر یہ کام آسانی سے کر سکا تھا..... چنانچہ دس کروڑ میں سو والے ہو گیا..... ملے پایا کہ وہ کروڑ کاسونا اس کے گھر رات کی تاریکی میں پہنچادیا جائے..... یہ اس تو جوان کو چھوڑ دے گا..... لہذا اس نے تو جوان کو رسیدن سے باندھ کر اپنی جیپ میں چھپا دیا..... اسے ہتھیں دیا کہ سودا طے ہو گیا ہے..... وہ آواز نہ نکالے..... اور بارڈر سے ایک مردے کو اٹھا کر خینے میں رکھ لیا..... جب گزھا کھو دکر اس کے ماتحت آئے تو اس نے شار جستھانی لاش تاریکی میں ان کی طرف بوجادی اور کام کا اسے دفن کر دو۔

اس طرح وہ ذیجنی سے قارغ ہو کر صح سویرے گھر پہنچا تو وہاں اس کے پانچ میں دس کروڑ کاسونا پہنچ چکا تھا..... اس نے تو جوان کو چھوڑ دیا..... یہاں تک کہ ملک کے ودراز بھی ساتھ جانے دیئے..... اس قدر لالج سوار ہو گیا تھا اس پر..... اس راز کا یہ صرف یہ تھا کہ مرزا، بھڑا اور بھڑک کو تھا اس تو جوان کو..... تو جوان اس وقت سے ان کے مرکز میں میک اپنیں رہتا رہا ہے..... یہ تھوڑا مرزا کا خاص آدمی ہے..... کئی بار ملکی راز لے کر شار جستھان جا چکا ہے اور واپس آچکا ہے..... بس اس دن پچھلے جھڑپ ہوتی تھی..... سپاہی بہت چوکس تھے..... اس نے یہ پکڑا گیا..... اب دس کروڑ کاسونا اجرام صاحب کے پاس تھا..... اس نے سوچا تھا کہ رجائز منٹ

کے بعد میش کی زندگی بہر کرے گا..... ادھریہ لوگ بھی اس انتظار میں تھے کہ کب وہ رجائز ہیں اور وہ اس سے اپنا دس کروڑ کا سونا واپس لیں گے..... چنانچہ رجائز ہونے کے بعد انہوں نے اس پر قاتلانہ مسلوں کا پروگرام ترتیب دیا..... اسے ذرایا وہ ہمکاریا کہ سونا واپس کرو..... ورنہ مارڈالیں کے ..... ادھریہ بھی آخر فوتی تھے..... اٹھ گیا..... اور چان گیا کہ جو بھی وہ سونا دے گا..... یہ لوگ اسے مارڈالیں کے..... چنانچہ اس نے تھاتے کافیطہ کر لیا..... ایسے میں دو سراوا تھے غالباً سخیان والا چیز آگیا..... انہوں نے بھڑا اور بھڑک کی پاتیں سن لیں۔ اس نے ان کے بارے میں فائل یاد کی اور اجرام کو دے دی..... کیونکہ اجرام ان کا ماتحت روپ کا تھا اور وہ اسے بہت اچاندار خیال کرتے تھے..... یہ تھا کہ مرزا نے فوراً "خود قائل اس سے حاصل کر لی..... اور پھر سونے کا پتا پوچھنے کے لئے اسے انفو اگر لیا..... یہ ہے کل کمالی..... اب اگر یہ چالیں تو میرے بیان کو غلط ثابت کر دیں اور اس اجرام سے نجات حاصل کر لیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا"۔

"بہت خوب جیشید..... لیکن ایک الجھن بلقی ہے"۔ صدر صاحب خوش ہو کر بولے۔

"اور وہ کیا سر"۔

"آخر تمیں یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ دس سال پہلے کیا ہوا تھا"۔

"جب تو جوان نہ خاتے سے طال..... میں الجھن میں پڑ گیا تھا..... جلاشی شروع ہونے سے پہلے یہ تھا اسے خاتے میں پڑے جائے کا اشارہ

کر دیا تھا اور یہ کہا کہ وہ پاگل بن جائے..... خانے کے دو سرے قیدی اس کے بارے میں کچھ نہ ہے..... انہوں نے یہ بتایا کہ اسے آج یہ خانے میں چھوڑا گیا ہے..... اور پروفیسر رضوان نے مجھے بتایا کہ یہ نوجوان میک اپ میں ہے..... اب میں نے دو سال پہلے ان چند سال یوں لاکھونج لگانے کا کام شروع کیا جنہوں نے نوجوان کو دفن کیا تھا..... آرام کے ماتحتوں نے انہیں ریکارڈ کی مدد سے آخر ٹلاش کر لیا..... ان سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اجرام خیری کو نوجوان کو گولی مارتے آنکھوں سے شیش دیکھا..... اور نہ دفن کرتے وقت وہ نوجوان کا چہرہ بغور دیکھے ہے..... اس لئے کہ اس وقت اس سازش کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

”بہت خوب! اب بات صاف ہو گئی..... آخر اس چکر کی ہے۔ معلوم ہو گئی۔“ صدر بو لے۔

”لیکن صدر اکل..... یہ بھی تو سوچنے کہ اس چکر کی ہے تک پہنچنے کے لیے ہمیں کس قدر چکر انا پڑا..... بلکہ کتنا گھنٹہ چکر بنا پڑا..... ہمیں یوں محسوس ہوتا رہا کہ ہم یوں بیٹھ کے لیے گھنٹہ بن کر رہ جائیں گے اور اس چکر کی ہے تک پھر بھی نہیں پہنچ سکیں گے..... افسوس..... یہ صاحب یہ بھول گئے کہ..... وہ کس قدر بری طلاق ہے۔“ قاروق نے جلدی جلدی کہا۔

”لیکن اس قدر بری طلاق ہے۔“ محمود نے اسے گھورا۔

”بھائی..... وہی۔“ قاروق نے کہا۔

”دست تیرے کی۔“ محمود نے جلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا..... جو فرزانہ کے ہاتھ سے ٹکرایا اور دونوں کے ہاتھ قاروق کے گال پر چڑے۔ قاروق جلا کر ان کی طرف پڑا اور صدر صاحب سے ٹکرایا۔ بس پھر کیا تھا..... وہاں وہ اودھ میں چاکر خدا کی پناہا